سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

Islamic Family Magazine | رنگین شمارہ

ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

فروری 2025ء / شعبانُ المعظم 1446ھ

(دعوتِ اسلامی)

- بدترین شخص کون؟ 7
- شبِ براءت میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے معمولات 20
- احسان نہ جتایئے 29
- امامِ اعظم اور روایتِ حدیث 39
- غزوۂ بنو مصطلق کے اسباب و نتائج 46

شبِ براءت کے انتہائی اہم نوافل

شبِ براءت کی عبادت سے متعلق دورِ اسلاف سے لے کر اب تک صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا یہ معمول چلا آرہا ہے کہ اس رات نمازِ مغرب کے بعد 6 رکعتیں دو دو کرکے ادا کی جائیں، ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور چھ بار سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔ ہر دو رکعات کے بعد ایک بار سورۂ یٰس اور دعائے نصف شعبان پڑھی جائے۔ پہلی دو کے ذریعے اللہ پاک سے عمر میں برکت، دوسری دو کے ذریعے رزق میں برکت اور تیسری دو رکعات کے ذریعے اچھے خاتمے کا سوال کیا جائے۔ اسلافِ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے ذکر فرمایا ہے کہ جو اس طریقے کے مطابق یہ نوافل ادا کرے گا اس کی مذکورہ حاجتیں پوری کی جائیں گی۔ مزید فرماتے ہیں: یہ معمولاتِ مشائخ میں سے ہے۔[1]

دُعائے نصف شعبانُ المعظم

اَللّٰھُمَّ یَا ذَا الْمَنِّ وَلَا یُمَنُّ عَلَیْہِ ط یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط یَا ذَا الطَّوْلِ وَالْاِنْعَامِ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ط ظَھْرُ اللَّاجِیْنَ ط وَجَارُ الْمُسْتَجِیْرِیْنَ ط وَاَمَانُ الْخَآئِفِیْنَ ط اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ عِنْدَکَ فِیْٓ اُمِّ الْکِتٰبِ شَقِیًّا اَوْ مَحْرُوْمًا اَوْ مَطْرُوْدًا اَوْ مُقَتَّرًا عَلَیَّ فِی الرِّزْقِ فَامْحُ اللّٰھُمَّ بِفَضْلِکَ شَقَاوَتِیْ وَحِرْمَانِیْ وَطَرْدِیْ وَاقْتِتَارَ رِزْقِیْ ط وَاَثْبِتْنِیْ عِنْدَکَ فِیْٓ اُمِّ الْکِتٰبِ سَعِیْدًا مَّرْزُوْقًا مُّوَفَّقًا لِّلْخَیْرَاتِ ط فَاِنَّکَ قُلْتَ وَقَوْلُکَ الْحَقُّ فِیْ کِتَابِکَ الْمُنَزَّلِ ط عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکَ الْمُرْسَلِ ط ﴿یَمْحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ ۚۖ وَعِنْدَہٗٓ اُمُّ الْکِتٰبِ (۳۹)﴾[2] اِلٰھِیْ بِالتَّجَلِّی الْاَعْظَمِ ط فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَھْرِ شَعْبَانَ الْمُکَرَّمِ ط اَلَّتِیْ یُفْرَقُ فِیْھَا کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ وَّیُبْرَمُ ط اَنْ تَکْشِفَ عَنَّا مِنَ الْبَلَاءِ وَالْبَلْوَاءِ مَا نَعْلَمُ وَمَا لَا نَعْلَمُ ط وَاَنْتَ بِہٖ اَعْلَمُ ط اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ ط وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

(1) اتحاف السادة المتقين، 3/708 (2) پ13، الرعد: 39

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

رنگین شمارہ

ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

فروری 2025ء / شعبانُ المعظم 1446ھ

جلد: 9 شمارہ: 02

ہیڈ آف ڈیپارٹ	مولانا مہروز علی عطاری مدنی
چیف ایڈیٹر	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی
ایڈیٹر	مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی
شرعی مفتش	مولانا جمیل احمد غوری عطاری مدنی
گرافکس ڈیزائنر	شاہد علی حسن عطاری

مہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

بفیضانِ نظر
سراجُ الْاُمّہ، کاشِفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدُنا
امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم
اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملّت، شاہ
امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت
علامہ محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

آراء و تجاویز کے لئے

+922111252692 Ext:2660
WhatsApp: +923012619734
Email: mahnama@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net

قیمت	رنگین شمارہ: 200 روپے	سادہ شمارہ: 100 روپے
ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات	رنگین شمارہ: 3500 روپے	سادہ شمارہ: 2200 روپے
ممبر شپ کارڈ (Membership Card)	رنگین شمارہ: 2400 روپے	سادہ شمارہ: 1200 روپے

ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 15 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ
رنگین شمارہ: 3000 روپے سادہ شمارہ: 1700 سو روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لئے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com
ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ؕ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

قراٰن و حدیث	فلاح و کامیابی کے قراٰنی اصول	مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی	4
	بدترین شخص کون؟	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی	7
فیضانِ سیرت	آخری نبی محمد عربی ﷺ کا مصیبت و پریشانی میں انداز	مولانا محمد ناصر جمال عطاری مدنی	10
	سخاوتِ مصطفےٰ کے اثرات	مولانا عمر فیاض عطاری مدنی	12
مدنی مذاکرے کے سوال جواب	کیا جوئیں مارنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ مع دیگر سوالات	امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری	14
دارالافتاء اہلِ سنّت	عقیقے کی بکری کے پیٹ سے بچہ نکلا تو عقیقہ ہوگا؟ مع دیگر سوالات	مفتی فضیل رضا عطاری	16
مضامین	کام کی باتیں	نگرانِ شوریٰ مولانا محمد عمران عطاری	18
	شبِ براءت میں رسول اللہ ﷺ کے معمولات	مولانا عدنان چشتی عطاری مدنی	20
	بدل ڈالو زندگی کو	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی	23
	اسلام کا نظامِ زکوٰۃ	مولانا فرمان علی عطاری مدنی	25
	مؤمن کا نصب العین	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ	27
	احسان نہ جتایئے	سید بہرام حسین عطاری مدنی	29
	بزرگانِ دین کے مبارک فرامین	مولانا ابو شیبان عطاری مدنی	31
تاجروں کے لئے	احکامِ تجارت	مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی	32
بزرگانِ دین کی سیرت	حضرت عُکّاشہ بن مِحصن رضی اللہ عنہ	مولانا عدنان احمد عطاری مدنی	34
	وہ جن کے کندھے پر رسولِ کریم ﷺ نے اپنا دستِ شفقت مارا	مولانا ابو محمد عطاری مدنی	36
	حضرت ضحاک بن قیس اور حضرت ابو جُحَیفہ رضی اللہ عنہما	مولانا اویس یامین عطاری مدنی	38
	امامِ اعظم اور روایتِ حدیث	مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطاری مدنی	39
	امیرِ اہلِ سنّت کی تحریری مصروفیات	مولانا صفدر علی عطاری مدنی	41
	اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے	مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی	44
متفرق	غزوۂ بنو مصطلق کے اسباب و نتائج	مولانا بلال حسین عطاری مدنی	46
قارئین کے صفحات	نئے لکھاری	محمد عثمان / علی حسین / عبد المنان عطّاری	49
	آپ کے تأثرات		53
بچوں کا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"	قراٰن کی زینت / حروف ملایئے	مولانا محمد جاوید عطاری مدنی	54
	ماہِ قراٰن	مولانا حیدر علی مدنی	55
	جسمِ مبارک کی خوشبوئیں	مولانا سید عمران اختر عطاری مدنی	58
	بچوں میں تخلیقی صلاحیت پیدا کرنے کے طریقے	مولانا ظہور احمد دانش عطاری مدنی	59
اسلامی بہنوں کا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"	بیٹیوں کے لئے تعلیمی ادارے کا انتخاب	اُمِّ میلاد عطاریہ	61
	اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل	مفتی فضیل رضا عطاری	63
اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہے!	دعوتِ اسلامی کی مدنی خبریں	مولانا غیاث الدین عطاری مدنی	64

فلاح وکامیابی کے قراٰنی اصول

مولانا ابوالنور راشد علی عطاری مدنی*

گذشتہ ماہ کے شمارے میں فلاح کا معنیٰ اور قراٰنِ کریم میں بیان کردہ فلاح کا ذریعہ بننے والے امور بیان کئے گئے تھے۔ ان میں درج ذیل اصول شامل تھے:

1 تقویٰ 2 نیکی کی دعوت اور بُرائی سے ممانعت 3 حق ہی کو حق سمجھنا اور اللہ سے ڈرنا 4 شیطانی اعمال سے بچنا 5 اللہ کی نعمتوں کا ذکر و شکر کرنا 6 کفر کے مقابل ثابت قدمی اور طلبِ مددِ الٰہی 7 نماز اور عملِ صالح (صلہ رحمی و مکارمِ اخلاق) 8 ایمان کے ساتھ ساتھ نمازوں میں خشوع وخضوع اپنانا، بیہودہ باتوں کی جانب التفات نہ کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بدکاری سے بچنا، امانت ادا کرنا، عہد پورا کرنا اور نمازوں کی پابندی کرنا 9 شرم وحیا اور پردہ وعِفّت 10 اللہ کی بکثرت یاد۔

ذیل میں ”فلاح وکامیابی کے مزید 8 قراٰنی اصول“ پیش ہیں:

1 نفس کی پاکیزگی کا اہتمام

نفس کا انسانی زندگی میں بڑا اہم کردار ہے۔ اس کی اصلاح ہوگئی تو بندہ کامیاب ہے، یہ بگڑا رہا تو نقصان ہی نقصان ہے، قراٰنِ کریم نے فلاح وکامرانی کا ایک اصول نفس کی پاکیزگی ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ سورۃُ الاعلیٰ میں فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى(۱۴) وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى(۱۵)﴾

ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔(1)

یعنی جس نے ایمان لاکر، اللہ کا نام لے کر، تکبیر کہہ کر، نماز پڑھ کر نفس کی پاکیزگی کا اہتمام کیا وہ فلاح ومراد کو پہنچا۔ تفسیراتِ احمدیہ میں ہے کہ تزکّٰی سے صدقۂ فطر دینا اور رب کا نام لینے سے عیدگاہ کے راستہ میں تکبیریں کہنا اور نماز سے نمازِ عید مراد ہے۔(2)

2 رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعظیم وتوقیر واطاعت

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت وتعظیم کامیابی وکامرانی کا واضح قراٰنی اصول ہے، سورۃُ الاعراف میں ہے: ﴿فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤۙ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۱۵۷)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا وہی بامراد ہوئے۔(3)

3 رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہر فیصلہ پر سرِتسلیم خم کرنا

فلاح وکامیابی کا ایک بنیادی اصول ہر طرح کے معاملے میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فیصلے اور حکم کو فوراً تسلیم کرلینا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے: ﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ

*ایم فِل اسکالر/ فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

﴿اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَاؕ-وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۵۱) وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَخْشَ اللّٰهَ وَ یَتَّقْهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفَآىٕزُوْنَ(۵۲)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول اُن میں فیصلہ فرمائے تو عرض کریں ہم نے سُنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔ اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیز گاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔[4]

کسی اختلاف میں فیصلہ فرمانا اگرچہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ظاہری حیات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے لیکن آج بھی اگر کسی معاملے میں حق و باطل کا فیصلہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات سے کیا جائے تو کامیابی و فلاح اسی میں ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات کے مطابق فیصلہ مانا جائے اور سرِ تسلیم خم کر دیا جائے۔

4 اہلِ قرابت اور مساکین پر خرچ کرنا

خونی رشتوں سے ایک فطری الفت اور طبیعت میں ان کا احساس ہوتا ہے، لیکن دنیا کا مال ایسا ناسور ہے کہ بعض لوگوں کو یہ رشتے بھی بھلا دیتا ہے، ربِّ کریم نے قراٰنِ پاک میں اور رسولِ عظیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی تعلیمات میں صلہ رحمی کی بہت تاکید فرمائی، یہاں تک کہ قراٰنِ کریم نے اہلِ قرابت پر خرچ کرنے کو فلاح و کامیابی کا ذریعہ ارشاد فرمایا ہے اور ساتھ ہی اس بات پر تاکید فرمائی ہے کہ ”کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ اللہ رزق وسیع فرماتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے“ چنانچہ اہلِ قرابت کے ساتھ سلوک اور احسان کرو صدقہ دے کر اور مہمان نوازی کر کے ان کے حق دو، اسی طرح غُربا و مساکین پر خرچ کرنا بھی فلاح و کامرانی کا اصول ہے البتہ یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں مقصود اللہ کریم کی رضا ہو۔[5]

5 دشمنانِ اللہ و رسول سے دوری

کسی بھی معاشرے یا لیول کا فرد ہو وہ یہ احساس رکھتا ہے کہ جو اپنا ہے اس سے محبت و موافقت ہوگی اور جو اپنوں کا دشمن ہے اس سے کبھی موافقت نہ ہوگی، البتہ دینِ اسلام جو کہ انسانیت کا حقیقی مذہب ہے، اس نے جامع اصول دیا ہے کہ جس سے بھی محبت ہوگی صرف اللہ اور رسول کے لئے اور جس کی بھی مخالفت ہوگی صرف اللہ و رسول کے لئے، قراٰنِ کریم نے اس اصولِ محبت و مخالفت کو بہت واضح فرمایا اور اسے فلاح و کامیابی کا ذریعہ اور اس پر عاملین کو اللہ کا گروہ فرمایا چنانچہ سورۃ المجادلۃ میں ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْؕ-اُولٰٓىٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُؕ-وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ-رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُؕ-اُولٰٓىٕكَ حِزْبُ اللّٰهِؕ-اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۲۲)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔[6]

قراٰنِ کریم نے واضح کر دیا کہ مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارا ہی نہیں

کرتا کہ خدا اور رسول کے دشمن سے دوستی کریں۔[7]

6 بخل سے پرہیز اور جذبۂ ایثار

ربُّ العزّت نے قراٰنِ کریم میں صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کی شان و عظمت بیان فرمائی اور ان کے ایسے اعمال کا ذکر فرمایا جو اللہ کو محبوب اور فلاح و کامیابی کا اصول ہونے کے ساتھ ساتھ انسانیت و ہمدردی، حسنِ معاشرت اور باہمی دلداری کا ذریعہ اولین ہیں۔ ان اوصاف میں "خود کو ضرورت ہونے کے باوجود اپنی چیزیں دوسروں کے لئے ایثار کرنا اور نفس کے لالچ سے بچا رہنا" شامل ہیں جیسا کہ سورۃ الحشر میں ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ۟ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۹)﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنالیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کرکے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اُنہیں شدید محتاجی ہو اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔[8]

7 سیدھی بات کرنا

فلاح و کامرانی کے اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ سچی اور سیدھی بات کی جائے جیسا کہ قراٰنِ کریم میں فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا(۷۰) یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا(۷۱)﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمان برداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔[9]

سیدھی اور سچی بات کے کچھ مزید فوائد کو صدرالافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا کہ "سچّی اور درست حق و انصاف کی سیدھی بات کہو اور اپنی زبان اور کلام کی حفاظت رکھو، یہ بھلائیوں کی اصل ہے ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا، تمہیں نیکیوں کی توفیق دے گا، تمہاری طاعتیں قبول فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔"[10]

8 صبر اور استقامت

دین کے معاملے میں آنے والی مصیبتوں، پریشانیوں اور بالخصوص ایمان کے مقابل ہونے والی مخالفت پر صبر کرنا اور ایمان پر ڈٹے رہنا بہت سعادت کی بات اور فلاح و کامرانی کا ذریعہ ہے۔[11] ربُّ العزّت نے ایمان پر استقامت اور صبر والوں کے بارے میں واضح اعلان فرمایا کہ ﴿اِنِّیْ جَزَیْتُهُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْۤا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآىٕزُوْنَ(۱۱۱)﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک آج میں نے اُن کے صبر کا انہیں یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہیں۔[12]

استقامت بڑی چیز ہے، کہتے ہیں کہ استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے، رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی استقامت کی اہمیت کو "وَاَنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ" سے بیان فرمایا۔ یعنی بے شک اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جو دائمی ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔[13]

---

(1) پ30، الاعلیٰ:14، 15 (2) خزائن العرفان (3) پ9، الاعراف:157 (4) پ18، النور:51، 52 (5) پ21، الروم:37، 39 (6) پ28، المجادلۃ:22 (7) خزائن العرفان (8) پ28، الحشر:9 (9) پ22، الاحزاب:70، 71 (10) خزائن العرفان، (11) پ18، المؤمنون:109 تا 111 (12) پ18، المؤمنون:111 (13) بخاری، 4/237، حدیث:6464۔

بدترین شخص کون؟

مولانا ابورجب محمد آصف عطّاری مدنی*

خاتمُ النبیین، جنابِ رحمۃ للعالمین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظیم ہے: اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ ترجمہ: بے شک لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک بدترین مقام کا حامل قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جسے لوگ اس کے شر سے بچنے کے لئے چھوڑ دیں۔(1)

پس منظر یہ فرمانِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک طویل حدیثِ پاک کا جُز ہے جو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے حاضری کی اجازت مانگی، فرمایا: اجازت دے دو یہ اس قبیلے کا بُرا آدمی ہے۔ پھر جب وہ (داخل ہونے کے بعد) بیٹھا تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خوش اخلاقی سے ملے اور اس سے کُشادہ روئی (یعنی مسکراتے چہرے) سے گفتگو فرمائی۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسولَ اللہ! جب آپ نے اسے دیکھا تو اس کے بارے میں ایسا ایسا فرمایا پھر اس سے خوش اخلاقی اور کُشادہ روئی فرمائی؟ تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ تم نے مجھے فحش گو کب پایا؟ بے شک لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک بدترین مقام کا حامل قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جسے لوگ اس کے شر سے بچنے کے لئے چھوڑ دیں۔(2)

شرحِ حدیث اس حدیثِ رسول کو امام بخاری نے صحیح بخاری میں تین مقامات پر، امام مسلم نے صحیح مسلم میں، امام ترمذی نے جامع ترمذی اور امام ابوداؤد نے سنن ابی داؤد اور امام احمد بن حنبل نے مسند احمد بن حنبل میں نقل کیا (رحمۃ اللہ علیہم)۔ اس روایتِ عظیمہ میں کم از کم 7 اُمور کا بیان ہے؛ 1 علانیہ بُرائی کرنے والے شخص کی غیبت کا بیان 2 بُرے شخص سے کسی حکمت کی وجہ سے خوش اخلاقی اور شائستگی سے ملاقات کرنا 3 مُداہَنَت (چاپلوسی) اور مُدارات (شائستگی) میں فرق 4 ذہنی اشکال کو بزرگوں کی خدمت میں پیش کرنا 5 نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خوش اخلاقی کا بیان 6 بدکلامی اور سخت زبانی کی مذمت 7 بدکلامی کی صورتیں۔

ترتیب وار وضاحت ان اُمور کی ترتیب وار وضاحت پڑھئے اور حدیثِ پاک کی برکتیں پایئے۔

1 عَلانیہ بُرائی کرنے والے شخص کی غیبت کا بیان رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آنے والے ملاقاتی کے بارے میں فرمایا: ”یہ اس قبیلہ کا بُرا آدمی ہے۔“ حضور انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ بات اس وقت فرمائی جب کہ وہ ابھی حضور کے پاس پہنچا نہ تھا دروازہ پر ہی تھا یعنی اس کے پس پشت بیان فرمایا۔(3) آنے والا اپنے قبیلے کا سردار بھی تھا، اس کو حاضری کی اجازت دینے میں یہ

* اُستاذ المدرّسین، مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

حکمت تھی کہ (حسنِ سلوک کی وجہ سے) اس کی قوم اسلام قبول کرلے۔[4] اب اس کی بُرائی پیٹھ پیچھے بیان کرنا غیبت تھی یا نہیں؟ اور اگر غیبت تھی تو جائز تھی یا (معاذ اللہ) ناجائز؟ اس بارے میں شارحینِ حدیث نے مختلف توجیہات کی ہیں چنانچہ عمدۃ القاری میں ہے: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو اپنے فسق کو ظاہر کرتا ہو اس کی غیبت کرنا جائز ہے۔ یہ حدیث کافروں، فاسقوں، ظالموں اور اہلِ فساد کی غیبت کے جواز کی دلیل ہے۔[5] ارشاد الساری میں ہے: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے جو کسی شخص کے حال پر کسی شے کے بارے میں مطلع ہو اور اسے اندیشہ ہو کہ کوئی اس شخص کی ظاہری اچھائی سے دھوکا کھا کر کسی برائی میں پڑ جائے گا تو اسے چاہئے کہ وہ نصیحت کے ارادے سے لوگوں کو بُرائی سے ہوشیار کردے۔[6] اشعۃ اللمعات میں ہے: اس کی مذمت اور اس کا حال منکشف کرنا اس لئے تھا تاکہ لوگ اس کو پہچان لیں، فریب اور دھوکا نہ کھائیں لہٰذا یہ غیبت نہ ہوئی۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ علانیہ برائی کا ارتکاب کرتا تھا لہٰذا ایسے شخص کے بارے میں مطلع کرنا غیبت نہیں ہوتی۔[7] مراٰۃ المناجیح میں ہے: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کا مشہور عیب پس پشت (پیٹھ پیچھے) بیان کرنا غیبت نہیں، نیز لوگوں کو اس کے شر سے بچانے کے لیے اس کے شر پر مطلع کردینا غیبت نہیں۔[8] غیبت کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب **"غیبت کی تباہ کاریاں"** (504 صفحات) کا مطالعہ فرمایئے۔

2 بُرے شخص سے کسی حکمت کی وجہ سے خوش اخلاقی اور شائستگی سے ملاقات کرنا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مبارک مزاج کریمانہ تھا اور اللہ پاک نے آپ کو حسنِ اخلاق کا مظہر بنایا تھا اس لئے اس شخص سے اخلاقِ کریمانہ کا سلوک کیا اور شائستگی سے پیش آئے تاکہ امتی اس کے شر اور بدبختی سے بچیں رہیں اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس سردار کے ساتھ کسی قسم کا ناپسندیدہ سلوک نہ کیا تاکہ امّت اس طریقے پر چل کر ایسوں کے شر سے بچ سکے۔[9] مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کی اصلاح کے لئے اس کو برا نہ کہنا اس سے اخلاق سے پیش آنا سنتِ رسول ہے۔ ہر شخص کی اصلاح کے طریقے جدا گانہ ہیں، حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حکیمِ مطلق ہیں۔[10] نیکی کی دعوت پیش کرنے والے مبلغین کو خصوصی طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔

3 مُداہنت (چاپلوسی) اور مُدارات (شائستگی) میں فرق امام قرطبی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیثِ پاک میں شریروں کے شر سے بچنے کے لئے مدارات کا ثبوت ہے جو دین میں مداہنت تک نہ پہنچے۔ ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ مداہنت دینی احکام کو دنیاوی فائدے کے لئے ترک کرنے کا نام ہے اور یہ جائز نہیں ہے جیسے دنیاوی فائدے کے لئے ظالم کے ظلم، فاسق کے فسق کو بیان نہ کرنا، جبکہ مدارات دینی یا دنیاوی فائدے کے لئے دنیاوی بھلائی کرنے کو کہتے ہیں یہ جائز ہے بلکہ مدارات کبھی مستحب بھی ہوتی ہے جیسے فاسق، ظالم وغیرہ سے اچھی طرح پیش آنا جبکہ وہ اپنے ظلم اور فسق کی تائید نہ سمجھے۔ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آنے والے کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور بات چیت کرتے وقت نرمی کی تاہم اس کی کسی قسم کی تعریف نہیں کی، خلاصہ یہ کہ جو آپ نے اس شخص کے حاضر ہونے سے پہلے فرمایا تھا (یعنی یہ اپنے قبیلے کا برا آدمی ہے) وہ سچ تھا اور جو آپ نے اس کے ساتھ حسنِ سلوک کیا وہ مدارات تھا۔[11] رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک اور جگہ فرمایا: بُعِثْتُ بِمُدَارَاةِ النَّاس یعنی مجھے لوگوں سے مدارات کے لئے بھیجا گیا ہے۔[12] امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: اے عزیز! مدارات خلق والفت وموانست اہم امور سے ہے، مگر جب تک نہ دین میں مداہنت نہ اُس کے لئے کسی گناہِ شرعی میں ابتلا ہو۔[13] صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے لکھتے ہیں: لوگوں کے ساتھ مدارات سے پیش آنا، نرم باتیں کرنا، کشادہ روئی

سے کلام کرنا مستحب ہے، مگر یہ ضرور ہے کہ مداہنت نہ پیدا ہو۔ بدمذہب سے گفتگو کرے تو اس طرح نہ کرے کہ وہ سمجھے میرے مذہب کو اچھا سمجھنے لگا برا نہیں جانتا ہے۔[14] دینی فوائد کے حصول کے لئے دنیاوی شخصیات سے ملنے والے مبلغین کے لئے ان باتوں کا خیال رکھنا ازحد ضروری ہے۔

4 ذہنی اشکال کو بزرگوں کی خدمت میں پیش کرنا اس روایت سے ہمیں یہ بھی سیکھنے کو ملا کہ جب کسی دینی بزرگ کے قول یا فعل کے بارے میں ہمارے ذہن میں کوئی اشکال یا اعتراض پیدا ہو تو دو میں سے ایک کام کرلینا چاہئے، (۱) حسنِ ظن کا کوئی پہلو تلاش کرلیجئے یا (۲) ادب و احترام کے ساتھ اس دینی شخصیت سے اپنا اشکال بیان کرکے تشفی کرلیجئے۔ آپ نے دیکھا کہ اس حدیث مبارک میں امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اشکال پیدا ہوا تو اپنے سرتاج صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں پیش کرکے اس اشکال کو دُور کرنا چاہا۔ وہ اشکال ممکنہ طور پر یہ تھا کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ عمل شریف غیبت میں تو داخل نہیں ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں اسے برا فرمایا اور سامنے اخلاق سے گفتگو فرمائی۔[15]

5 نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خوش اخلاقی کا بیان رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے اشکال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: تم نے مجھے فحش گو کب پایا؟ یعنی ہم دوست دشمن نیک و بد سب سے اخلاق ہی برتتے ہیں کسی سے کج خلقی (بُرے اخلاق) سے پیش نہیں آتے، تم کو ہمارا تجربہ ہے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ لوگ ان سے نالاں ہوتے ہیں مگر اس سے ڈر کر اس کا احترام کرتے ہیں یہ انہیں میں سے ہے اگر میں اس کے سامنے وہ ہی کہتا جو اس کے پس پشت کہا تھا تو یہ میرے پاس آنا چھوڑ دیتا اور اس کی اصلاح نہ ہوسکتی۔[16]

6 بدکلامی اور سخت زبانی کی مذمت اس روایت کے آخر میں تاجدارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بدکلام اور سخت زبان شخص کی مذمت فرمائی کہ بے شک لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک بدترین مقام کا حامل قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جسے لوگ اس کے شر سے بچنے کے لئے چھوڑ دیں (تاکہ وہ انہیں اپنی زبان سے تکلیف نہ دے)۔ اسی مضمون کی حدیثِ پاک امام ابوداؤد رحمۃُ اللہ علیہ نے بھی ان الفاظ سے روایت کی کہ يَا عَائِشَةُ! اِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ الَّذِيْنَ يُكْرَمُوْنَ اتِّقَاءَ اَلْسِنَتِهِمْ یعنی اے عائشہ! بے شک بدترین لوگ وہ ہیں جن کا احترام ان کی زبانوں سے بچنے کے لئے کیا جائے۔[17] اس روایت میں ایسے لوگوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں جو اپنی سخت کلامی سے لوگوں پر رعب جما کر خوش ہوتے ہیں۔

7 بدکلامی کی صورتیں بدکلامی، زبان درازی اور سخت زبانی جیسے طنز، تنقید، طعنہ، احسان جتانا وغیرہ کی بے شمار صورتیں ہیں جن کا احاطہ مختصر صفحات میں ممکن نہیں۔ زبان کی آفتوں پر پوری پوری کتابیں لکھی گئی ہیں، سرِدست مکتبۃ المدینہ کی ان کتابوں کو پڑھنا بہت مفید ہے؛ 1 خاموش شہزادہ 2 جنت کی دو چابیاں 3 زبان کی آفتیں 4 گفتگو کے آداب 5 ایک چپ سو سکھ۔

اللہ پاک ہمیں حسنِ اخلاق اور نرم کلامی کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) بخاری، 4/108، حدیث: 6032 (2) بخاری، 4/108، حدیث: 6032 (3) مراٰۃ المناجیح، 6/457 (4) فتح الباری، 11/384، تحت الحدیث: 6032 (5) عمدۃ القاری، 15/192، تحت الحدیث: 6032 (6) ارشاد الساری، 13/64، تحت الحدیث: 6032 (7) اشعۃ اللمعات، 4/76 (8) مراٰۃ المناجیح، 6/458 (9) فتح الباری، 11/385، تحت الحدیث: 6032 (10) دیکھئے مراٰۃ المناجیح، 6/458 (11) فتح الباری، 11/385، تحت الحدیث: 6032 (12) شعب الایمان، 6/351، حدیث 8475 (13) فتاویٰ رضویہ، 4/526، 527 (14) بہار شریعت، 3/654 (15) مراٰۃ المناجیح، 6/458 (16) دیکھئے مراٰۃ المناجیح، 6/458 (17) ابوداؤد، 4/330، حدیث: 4793۔

آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مصیبت و پریشانی میں انداز

مولانا محمد ناصر جمال عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی میں بے شمار آزمائشیں آئیں، آپ نے ہر صورت میں اللہ پاک کی رضا پر راضی رہتے ہوئے صبر و شکر کے وہ انداز اپنائے جن کو پڑھنا اور اُن پر عمل کرنا مشکل حالات میں جینے کا سلیقہ سکھاتا ہے، آیئے! اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وہ مبارک انداز پڑھتے ہیں:

دُعا کرنا

رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بڑی سے بڑی مصیبت و پریشانی میں بھی دُعا مانگی، رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اندازِ دعا کی چند روایات ملاحظہ کیجئے:

1 رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جب کوئی مشکل پیش آتی تو آپ فرماتے: يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔[1]

2 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مصیبت کے موقع پر یوں دعا کرتے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔[2]

3 رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سخت سے سخت آزمائش میں بھی دُعا فرمائی چنانچہ جب غزوۂ احزاب ہوا اور دشمن نے مسلمانوں کو سخت محاصرے میں لے لیا تو اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کی: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ یعنی اے کتاب نازل فرمانے، جلد حساب لینے والے اے اللہ! لشکروں کو شکست دے، اے اللہ! ان کو شکست دے اور ان کے قدم اکھاڑ دے۔[3]

ستم کفار پر بھی دعائیں دینا

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہر مصیبت و پریشانی پر ہمیشہ اللہ کریم کا شکر ادا فرماتے اور دعائیں کرتے یہاں تک کہ اگر دشمن ظلم بھی کرتا تو آپ دعائیں دیتے جیسا کہ نبوت کے دسویں سال قبیلہ ثَقِیف کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے طائف تشریف لے گئے مگر بجائے پیغامِ حق قبول کرنے کے انہوں نے اس قدر اَذِیت دی اور اوباش لڑکوں نے پتھر مارے کہ جسمِ اقدس زخمی اور نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ اسی حالت میں واپس آتے ہوئے راستے میں پہاڑوں کے فرشتے نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی: آپ جو چاہیں حکم دیں اگر اجازت ہو تو اَخْشَبَیْن (طائف کے دو مضبوط اور اُونچے پہاڑوں) کو ان پر اُلٹ دوں؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ ”مجھے امید ہے کہ اللہ پاک ان کی پشتوں سے ایسے بندے پیدا کرے گا جو صرف خدا کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔“[4]

ہیبت ناک آواز پر اقدام

کسی اچانک مصیبت یا پریشانی کا سامنا ہونے پر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ثابت قدم رہتے اور ایسے موقع پر پیچھے ہونے کی بجائے سب سے آگے رہتے جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک رات اہلِ مدینہ نے کوئی خوفناک آواز سنی لوگ اس آواز کی طرف دوڑے تو انہوں نے حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آواز والی جگہ کی طرف سے واپس آتے ہوئے

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ حدیث، المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center)

پایا کیونکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان سے پہلے اس آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ابو طلحہ رضی اللہُ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پُشت پر سوار تھے، گلے میں تلوار لٹک رہی تھی اور فرمارہے تھے: ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔(5)

بروقت وسائل کا استعمال

مصیبت میں بروقت وسائل کا استعمال کرنا بھی پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایک انداز ہے جیسا کہ غزوۂ اُحد کے موقع پر جب کہ بکھرے ہوئے مسلمان ابھی رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس جمع بھی نہیں ہوئے تھے کہ عبد اللہ بن قمیئہ جو قریش کے بہادروں میں بہت ہی نامور تھا۔ اس نے ناگہاں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھ لیا۔ ایک دم بجلی کی طرح صفوں کو چیرتا ہوا آیا اور تاجدارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر قاتلانہ حملہ کردیا۔ ظالم نے پوری طاقت سے آپ کے چہرۂ انور پر تلوار ماری جس سے خود کی دو کڑیاں رُخِ انور میں چبھ گئیں۔ ایک دوسرے کافر نے آپ کے چہرۂ اقدس پر ایسا پتھر مارا کہ آپ کے دو دندانِ مبارک کو چوٹ پہنچی اور نیچے کا مقدس ہونٹ زخمی ہوگیا۔ اسی حالت میں اُبی بن خلف ملعون اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کو شہید کر دینے کے ارادے سے آگے بڑھا۔ حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے ایک جاں نثار صحابی حضرت حارث بن صمہ رضی اللہُ عنہ سے ایک چھوٹا سا نیزہ لے کر اُبی بن خلف کی گردن پر مارا جس سے وہ تلملا گیا۔ گردن پر بہت معمولی زخم آیا اور وہ بھاگ نکلا۔(6)

قتل کے درپے دشمن کے سامنے انداز

مصیبت کے وقت اللہ ربُّ العزت پر کامل توکل بھی پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ مبارکہ کا حصہ ہے، غزوۂ غطفان کے موقع پر دعثور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سرِ مبارک پر تلوار بلند کر کے بولا کہ بتایئے اب کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچالے؟ آپ نے جواب دیا کہ "میرا اللہ مجھ کو بچالے گا۔" چنانچہ جبریل علیہ السّلام دَم زدن میں زمین پر اتر پڑے اور دعثور کے سینے میں ایک ایسا گھونسہ مارا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فوراً تلوار اٹھالی اور فرمایا کہ بول اب تجھ کو میری تلوار سے کون بچائے گا؟ دعثور نے کانپتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں کہا: کوئی نہیں۔ حضور رحمۃٌ لِّلعالمین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس کی بے کسی پر رحم آگیا اور آپ نے اس کا قصور معاف فرمادیا۔ دعثور اس اخلاقِ نبوت سے بے حد متأثر ہوا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا اور اپنی قوم میں آکر اسلام کی تبلیغ کرنے لگا۔(7)

بخار میں رضامندی برضائے الٰہی

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور جب میں نے آپ کو چھوا تو عرض کی: یارَسُولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ کو تو بہت تیز بخار ہے! فرمایا: ہاں! مجھے تمہارے دو مَردوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی: کیا یہ اِس لئے کہ آپ کے لئے دُگنا ثواب ہوتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں! جب بھی کسی مسلمان کو بیماری (یا) کوئی اور تکلیف لاحق ہو تو وہ اس کے تمام گناہ جھاڑ دیتی ہے جیسے درخت اپنے پتے جھاڑ دیتا ہے۔(8)

لختِ جگر کے وصال پر صبر اور انداز

رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے شہزادے حضرت ابراہیم رضی اللہُ عنہ کے انتقال پر اس طرح رضائے الٰہی پر رضامندی کا اظہار فرمایا: آنکھ اشکبار اور دل غمزدہ ہے لیکن ہم نے زبان سے وہی کہنا ہے جس سے ہمارا مالک راضی ہو۔ اے ابراہیم! ہم تیری جُدائی سے یقیناً غمگین ہیں۔(9)

یہ چند روایات و واقعات ذکر کئے گئے ورنہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ طیبہ میں مصائب و آلام کے سینکڑوں مواقع آئے لیکن آپ ہمیشہ اپنے ربُّ العزّت کی رضا پر راضی رہے۔ اللہ کریم ہمیں بھی حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیّبہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) ترمذی، 5/311، حدیث: 3535 (2) بخاری، 4/202، حدیث: 6345 (3) بخاری، 2/290، حدیث: 2933 (4) دیکھئے: مشکاۃ المصابیح، 2/371، حدیث: 5848 وغیرہ (5) الشفا، 1/116 (6) مدارج النبوت، 2/127، 129 ملتقطاً (7) شرح الزرقانی علی المواہب، 2/381 ملخصاً (8) بخاری، 4/11، حدیث: 5667 (9) بخاری، 1/441، حدیث: 1303۔

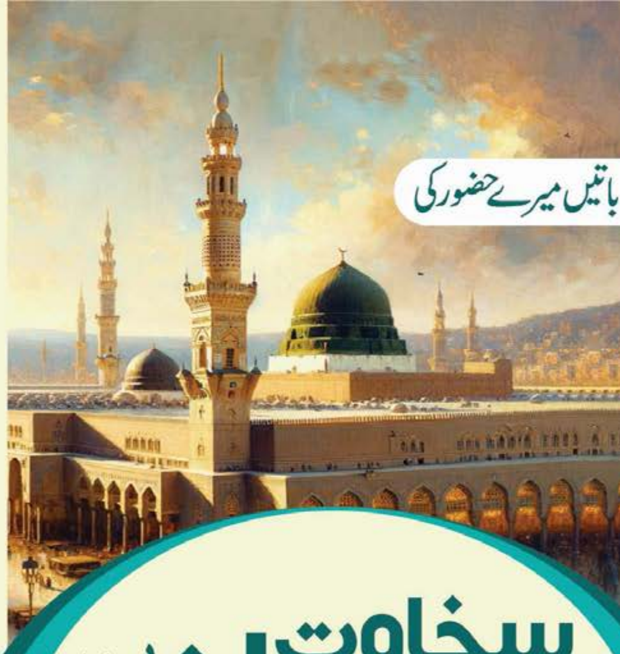

سخاوتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے اثرات

مولانا عمر فیاض عطاری مدنی*

حضور سیّدِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے تبلیغِ حق اور اشاعتِ اسلام کے لئے مختلف انداز اپنائے، انہی میں سے آپ کا اندازِ سخاوت بھی ہے جس کے ذریعے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے لوگوں کو حق کے قریب کیا۔ سیّدُ الاَسخیاء صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم مخلوقِ الٰہی میں سب سے بڑے دریادِل اور سخی ہیں۔ سخاوت کرنے میں آپ برسنے والے بادل اور موسلادھار بارش کی طرح ہیں۔ پاس نہ ہوتا تو اُدھار لے کر بھی دوسروں پر خرچ کرتے اور اپنی ضروریات کے باوجود دوسروں کو دے دیتے۔ ہر آنے والے کے لئے آپ کا دستر خوان کُھلا ہوتا۔ مہمان کی تکریم کرتے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے، بے لباس کو لباس فراہم کرتے، بے چین کی بے چینی دور کرتے، پریشان حال کا مداوا کرتے، آفات میں گھرے افراد کی داد رَسی فرماتے، مسکین کے ساتھ بھلائی، یتیم کی کفالت اور کمزور کی مدد فرماتے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم جود و کرم اور سخاوت کی علامت ہیں۔ عرب کے بڑے بڑے نامور سخیوں "حاتم طائی، ہرم بن سنان، خالد بن عُبَیدُ اللہ اور کعب بن امامہ ایادی" کا بھی آپ سے کوئی موازنہ نہیں کیونکہ آپ جو بھی دیتے وہ بغیر کسی دُنیاوی مفاد کے صرف اللہ کے لئے دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ پھر آپ کی سخاوت کے بڑے شاندار ثمرات و نتائج دیکھنے میں آئے۔ چند واقعات اور اُن کے نتائج ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں۔ اُنہیں پڑھئے اور ایمان تازہ کیجئے:

ناپسندیدگی محبوبیت میں بدل گئی

غزوۂ حُنین کے موقع پر رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے صفوان بن امیہ کو تین سو بکریاں عطا فرمائیں۔ اِس سخاوتِ مصطفےٰ کا اثر یہ ہوا کہ یہی صفوان بن امیہ جو پہلے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو پسند نہ کرتے تھے، سخاوتِ مصطفےٰ سے متأثر ہو کر کہنے لگے: رَسُوْلُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم حُنَین کے دن مجھے مال عطا فرمانے لگے حالانکہ آپ میری نظر میں مَبْغُوض ترین تھے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم مجھے عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ میری نظر میں محبوب ترین ہو گئے۔[1]

قوم کو دعوتِ ایمان

ایک شخص کو دو پہاڑوں کے درمیان بھری ہوئی بکریوں کا ریوڑ عطا فرمایا تو اس نے اپنی قوم میں جاکر کہا: اے میری قوم! تم اسلام لے آؤ! اللہ کی قسم! محمد ایسی سخاوت فرماتے ہیں کہ فَقْر (یعنی مُحتاجی) کا خوف نہیں رہتا۔[2]

حاتم طائی کی بیٹی سفّانہ اور بیٹے عدی کا قبولِ اسلام

ربیع الآخر 9ہجری میں پیغمبرِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں 150 سواروں کا لشکر قبیلہ "طَی" کی جانب بھیجا۔ اس حملے میں قبیلے کے اونٹ، بکریاں اور قیدی ہاتھ آئے۔ ان قیدیوں میں مشہور سخی حاتم طائی کی بیٹی سفانہ بھی تھیں جبکہ ان کے بھائی عدی بن حاتم جو کہ قبیلے کے سردار تھے، ملک شام فرار ہو گئے تھے۔ حضرت سفانہ رضی اللہ عنہا نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: میں حاتم طائی کی بیٹی ہوں اور میرے والد کئی اوصافِ حمیدہ کے مالک تھے لہٰذا آپ مجھے آزاد کر دیں اور واپس اپنے قبیلے جانے دیں۔ یہ سن کر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے صحابۂ کرام سے فرمایا کہ اس لڑکی کو آزاد کر دو کیونکہ اس کا باپ اچھے اخلاق کو پسند کرتا تھا۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے انہیں آزاد بھی کر دیا اور سواری کے لئے بھی انتظامات کروا دیئے۔[3]

اس حسنِ اخلاق و سخاوت کا اُن پر ایسا شاندار اثر پڑا کہ انہوں نے واپس جاکر اپنے بھائی عدی سے کہا کہ میں نے حضرت محمد عربی صلَّی

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ "دعوتِ اسلامی کے شب و روز"، کراچی

اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے زیادہ سخی و کریم کسی کو نہیں دیکھا اور میری رائے یہ ہے کہ تم ان سے جاکر ملو۔ اوصاف و کمالاتِ مصطفٰی کو سُن کر عدی بن حاتم بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو تاجدارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تکیہ دیا اور خود زمین پر تشریف فرما ہوگئے۔ یہ اخلاق دیکھ کر حضرتِ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے اور ان کی بہن سفّانہ بنت حاتم رضی اللہ عنہا بھی ایمان لے آئیں۔[4]

قبیلہ ہوازن کے رئیس اعظم مالک بن عوف کا قبولِ اسلام

شوال 8 ہجری میں غزوۂ حنین پیش آیا، اور اللہ پاک نے مسلمانوں کو بہت بڑی فتح عطا فرمائی۔[5] مالِ غنیمت میں 24 ہزار اونٹ، 40 ہزار سے زائد بکریاں، کئی من چاندی، اور چھ ہزار قیدی تھے۔[6] جنگ کے بعد قبیلہ ہوازن کا ایک وفد اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے آیا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ تمہارا سردار مالک بن عوف کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ "ثقیف" کے ساتھ طائف میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ مالک بن عوف کو خبر کردو کہ اگر وہ مسلمان ہوکر میرے پاس آجائے تو میں اس کا سارا مال اس کو واپس دے دوں گا۔ اس کے علاوہ اس کو ایک سو اونٹ اور بھی دوں گا۔

مالک بن عوف کو جب یہ خبر ملی تو وہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر ہوکر مسلمان ہوگئے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کا تمام مال اُن کو واپس کر دیا اور وعدے کے مطابق ایک سو اونٹ مزید بھی عنایت فرمائے۔ حضرتِ مالک بن عوف رضی اللہ عنہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس خلقِ عظیم سے بے حد متأثر ہوئے اور آپ کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا جس کے دو اشعار کا ترجمہ یہ ہے: "تمام انسانوں میں حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مثل نہ میں نے دیکھا نہ سنا، جو سب سے زیادہ وعدہ کو پورا کرنے والے اور سب سے زیادہ مالِ کثیر عطا فرمانے والے ہیں۔ اور جب تم چاہو اُن سے پوچھ لو وہ کل آئندہ کی خبر تم کو بتادیں گے۔"[7]

قارئین کرام! پیغمبرِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ سخاوت کے کیا کہنے! آپ کی اِن سخاوتوں میں بڑی حکمتیں پوشیدہ تھیں۔ اِن کے بہت مثبت فوائد سامنے آئے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سخاوت کی بدولت اسلام کا دائرہ بھی وسیع ہوا جس کی واضح مثال گزری کہ جس شخص کو بکریوں کا ریوڑ دیا گیا اس نے اپنی قوم سے کہا کہ "دائرہ اسلام میں آجاؤ، حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس قدر عطا فرماتے ہیں کہ فقر کا کوئی اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا۔"

ایک دوسرے کو تحفے تحائف کے تبادلے سے دِلوں کی نفرتیں دور ہوتی ہیں۔ باہمی محبت بڑھتی ہے اور معاشرہ امن کا گہوارہ بن جاتا ہے حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سخاوت کی صورت میں یہ بات عملی طور پر نظر آتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عطا سے ارتکازِ دولت کا خاتمہ ہوا، اندرونی اور بیرونی طور پر ریاست مضبوط ہوئی، لوگ جوق در جوق دائرۂ اسلام میں داخل ہونے لگے، مکہ فتح ہوگیا، اسلام کی ترویج واشاعت ہوئی، معاشرہ ایک امت بن گیا، مسلمان معاشی اور معاشرتی طور پر خوشحال ہوگئے، دولت کسی ایک طبقے میں نہیں رہی بلکہ امیر غریب، متوسط غرض ہر طرح کے طبقے کے افراد اس سے استفادہ کرنے لگے، سفید پوشوں کی عزتِ نفس محفوظ رہی۔ الغرض "حضور کی صفتِ نرم دلی ورحم دلی کا اظہار، بخل و کنجوسی کی روک تھام و مذمت، غریبوں مسکینوں، یتیموں کی خیر خواہی، راہِ خدا میں خرچ کرنے کی ترغیب، نیکی اور بھلائی کے کاموں میں تعاون کی ترغیب، گھر والوں کی خرچ کرنے کے حوالے سے تربیت، صحابہ کی خرچ کرنے کے حوالے سے تربیت، احترامِ مسلم کا جذبہ بیدار کرنا اور اسے تقویت دینا، تحقیرِ مسلم کا خاتمہ کرنا، مالی غرور و تکبر کا خاتمہ کرنا"۔ یہ تمام ثمرات آپ کی شانِ سخا کی برکت سے ظاہر ہوئے۔

آج کے دور میں بھی امتِ مسلمہ کو چاہئے کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت سے عطا و سخاوت کے اعلیٰ ترین پہلو کو اپنائے۔ دولت جمع نہ رکھے بلکہ اُسے بغیر کسی غرض اور دِکھاوے کے رضائے الٰہی کی خاطر خلقِ خدا پر خرچ کرے۔

---

(1) مسلم، ص973، حدیث:6022 (2) مسلم، ص973، حدیث:6021 (3) دلائل النبوۃ للبیھقی، 5/341، مفہوماً (4) المستطرف، 1/292 (5) مدارج النبوت، قسم سوم، باب ہشتم، 2/308 (6) السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص504 - سیرتِ مصطفٰی، ص463 (7) السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ص505، سیرتِ مصطفٰی، ص668۔

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 8 سوالات وجوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

1 زخمی یا بیمار جانور کے لئے دُعا کرنا کیسا؟

سوال: اگر کوئی جانور زخمی یا بیمار ہو جائے تو کیا اُس کے لئے دُعا کرسکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! بالکل دُعا کرسکتے ہیں۔ کسی نے اگر مُرغی پالی ہوئی ہے، اُس سے انڈے حاصل کرتا ہے، یوں ہی کسی نے بکری پالی ہوئی ہے اُس کا دودھ اِستعمال کرتا ہے لیکن بعد میں کچھ ایسا ہو گیا کہ مُرغی نے انڈے دینا بند کر دیئے یا بکری نے دودھ دینا بند کر دیا تو اللہ پاک سے دُعا مانگی جاسکتی ہے کہ ”یااللہ! اِس جانور کو دوبارہ سے نفع بخش بنا دے۔“ اِسی طرح اگر قربانی کا جانور لیا اور وہ بیمار پڑ گیا، مالک بھی پریشان ہے کہ قربانی کے دِن قریب ہیں اور یہ بیمار ہو گیا ہے، اب کیا کروں؟ اس کے لئے بھی دُعا کی جاسکتی ہے کہ ”یااللہ! اس جانور کو شِفا دے تاکہ میں اسے تیری راہ میں قربان کروں۔“ بہر حال جانوروں کی شِفا کے لئے بھی اللہ پاک سے دُعا کی جاسکتی ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 9 ربیع الاول شریف 1442ھ)

2 کیا بال خون چوستے ہیں؟

سُوال: سَر اور داڑھی کے بال سنّت کے مطابق رکھنے چاہئیں لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ بال خون چوستے ہیں انہیں کیا جواب دیا جائے؟

جواب: داڑھی بھی لازمی رکھنی ہے اگرچہ بال خون چوستے ہوں، دیکھا جائے تو سارے بدن پر بال موجود ہیں وہ بھی خون چوستے ہیں، انہیں اُن کی خوراک اللہ پاک دے رہا ہے جس طرح اللہ پاک بدن کی غذا بدن کو دے رہا ہے۔ انسانی بدن کے روئیں اور بال انسان کا کتنا خون چوس لیں گے؟ جتنا چوستے ہیں اس سے زیادہ بنتا بھی تو ہے۔ اللہ پاک نے سب چیزوں کی غذا معیّن کی ہے۔ ہم لوگ منہ سے تھوکتے ہیں، ناک سے بھی کچھ نہ کچھ نکلتا ہے، آنکھ سے بھی آنسو نکلتے ہیں، ہم لوگ پانی پیتے ہیں تو یہ سب کچھ بنتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ میرے بدن کا پانی باہر نہیں نکلنا چاہئے تو کیا اُس کو سمجھ دار کہیں گے؟ تو ایسا شخص اپنے بدن سے نکلنے والے پسینے کو کیسے روکے گا؟ اس کے علاوہ تھوکنا کس طرح بند کرے گا؟ ناک کا کیا کرے گا؟ بعض اوقات جسمِ انسانی سے پانی نکلنا بہت فائدے مند ہوتا ہے۔ بالوں کے بھی بہت فوائد ہیں، بالوں کے ذَریعے اللہ پاک نے اِنسان کو زینت دی ہے اِس سے حُسنِ انسانی ہے۔ ذرا سوچیں کہ اَبرو، پلکیں اور جسم کے سب بال اُتر جائیں تو کتنا عجیب لگے گا لہٰذا اس طرح کے وسوسوں کو پالنا نہیں چاہئے۔

(مدنی مذاکرہ، 1 ربیع الآخر شریف 1442ھ)

3 کیا جُوئیں مارنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

سُوال: کیا جُوئیں مارنے سے وُضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: جُوئیں مارنے، یوں ہی بکرا ذبح کرنے سے وُضو

نہیں ٹوٹتا۔ نَعُوْذُ بِاللہ اگر کوئی باوضو کسی بندے کو قتل کر دے تو اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔ کسی کو مارنے پیٹنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (مدنی مذاکرہ، 28ربیع الاول شریف 1442ھ)

4 غیر مسلم کو اینٹیں بیچنا کیسا؟

سُوال: اگر کوئی غیر مسلم مسلمان سے اینٹیں خرید کر اپنی عبادت گاہ تعمیر کرے، تو کیا اس کا گناہ مسلمان کو ملے گا؟

جواب: غیر مسلم کو اینٹیں بیچنا جائز ہے، وہ خرید کر جہاں بھی لگائے اس کا گناہ مسلمان پر نہیں، ہاں اگر گناہ کی نیت سے دی تو اس کے الگ احکام ہیں۔

(مدنی مذاکرہ، 10ربیع الاول شریف 1442ھ)

5 نماز کی دعوت دینے کا اَنداز کیسا ہونا چاہئے؟

سوال: 72 نیک اعمال رسالے کا تیسرا سوال ہے کہ "کیا آج آپ نے گھر، بازار، مارکیٹ وغیرہ جہاں بھی تھے وہاں نمازوں کے اوقات میں نماز پڑھنے سے قبل نماز کی دعوت دی؟" سوال یہ ہے کہ مارکیٹ میں نماز کی دعوت دیتے ہوئے ہمیں کیسا اَنداز اپنانا چاہئے؟

جواب: نماز کی دعوت دیتے ہوئے محبت بھرا اَنداز ہونا چاہئے، نماز کی دعوت فون پر بھی دی جاسکتی ہے، مسجد کی طرف جاتے ہوئے بھی کسی کو نماز پڑھنے کے لئے ساتھ چلنے کا کہا جا سکتا ہے۔ یوں ہی اگر کوئی شخص نماز میں نظر نہیں آتا تو اسے دعوت دیتے ہوئے سمجھانے کی کوشش بھی کی جا سکتی ہے۔ مزید یہ کہ نماز کے تعلق سے رِوایات سنائی جاسکتی ہیں اور "فیضانِ نماز" کتاب سے دَرس بھی دیا جا سکتا ہے۔ بہر حال مختلف صورتیں اپنائی جاسکتی ہیں، نماز کی دعوت دیتے رہنا چاہئے اِن شآءَ اللہ الکریم نمازیوں کی تعداد میں اِضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ (مدنی مذاکرہ، 9ربیع الاول شریف 1442ھ)

6 تبرکات کا استخارہ کرنا کیسا؟

سُوال: ایسا معلوم ہوا ہے کہ آپ تبرکات کے تعلق سے استخارہ فرماتے ہیں کہ آیا یہ تبرک درست ہے یا نہیں؟ کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: میں نے آج تک تبرکات سے متعلق کوئی استخارہ نہیں کیا اور نہ استخارے کے ذریعے تبرکات فائنل کئے جاسکتے ہیں۔ تبرکات کے شرعی تقاضے اور ہیں۔

(مدنی مذاکرہ، 7ربیع الاول شریف 1442ھ)

7 شفقت سے چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں چومنا کیسا؟

سُوال: بچوں کے پاؤں چومنے سے کیا بچے نافرمان ہوتے ہیں؟

جواب: لوگ شفقت سے چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں چومتے ہیں، اس میں حرج نہیں۔ اس سے نہ بچوں کی تعظیم مقصود ہوتی ہے اور نہ بچوں کو پتا ہوتا ہے کہ میرے ہاتھ پاؤں کیوں چومتے ہیں؟ بس بچے اچھے اور پیارے لگتے ہیں تو اس لئے چومتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں چومنے سے بچّوں کا نافرمان ہو جانا یہ میں نے پہلی بار سنا ہے۔ اور یہ بات سمجھ میں بھی نہیں آتی، ایسا نہ عُلما سے سنا ہے نہ کسی کتاب میں پڑھا ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 3ربیع الاول شریف 1442ھ)

8 جنّت کا موسم کیسا ہو گا؟

سوال: جس طرح دُنیا کی زندگی میں 12 مہینے پائے جاتے ہیں تو کیا آخرت یعنی جنّت کی زندگی میں بھی یہ مہینے پائے جائیں گے؟

جواب: آخرت میں دُنیا جیسا نظام نہیں ہے۔ دُنیا میں تو گرمیاں، سردیاں، مہینے، ہفتے، دِن اور رات موجود ہیں، وہاں یہ نہیں ہوں گے۔ جنّت میں ہر وقت موسمِ بہار ہو گا، دُنیا میں جس طرح صبحِ صادق کے وقت سماں ہوتا ہے ویسا سماں جنّت میں ہو گا۔ وہاں مکّھی، مچھر، اندھیرا، بیماری، صَدمہ اور بدبو وغیرہ جیسی کوئی چیز نہیں ہو گی۔ وہاں تو صرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی۔ جنّتی کو جس چیز کی خواہش ہو گی وہ اُسے مِل جائے گی۔ جنّت میں سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دِیدار ہو گا۔ اتنا ہی نہیں جنّت میں جنّتی شخص کو جو سب سے بڑی نعمت ملے گی وہ اللہ پاک کا دِیدار ہو گا۔ (مدنی مذاکرہ، 2ربیع الاول شریف 1442ھ)

دار الافتاء اہلِ سنّت، جوہر ٹاؤن لاہور

دَارُالْاِفْتَاء اَہلِسُنَّت

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چار منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں۔

1 عقیقے کی بکری کے پیٹ سے بچہ نکلا تو عقیقہ ہو گیا یا نہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مجھے اپنی بیٹی کا عقیقہ کرنا تھا تو کل منڈی سے ایک بکری لایا، ذبح کرنے کے بعد پتا چلا کہ وہ حاملہ تھی اور اس کے پیٹ سے مرا ہوا بچہ نکلا۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ اس صورت میں بیٹی کا عقیقہ ہو گیا یا نہیں؟ نیز پیٹ سے جو مرا ہوا بچہ نکلا وہ حلال ہے یا حرام؟ اس کی بھی وضاحت کر دیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

دریافت کی گئی صورت میں آپ کی بیٹی کا عقیقہ ہو گیا کیونکہ عقیقہ درست ہونے کے لیے جانور کا حاملہ نہ ہونا شرط نہیں بلکہ اس کے لئے انہیں تمام شرائط کا لحاظ ضروری ہے کہ جو قربانی کے جانور میں ہیں اور حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے البتہ حاملہ ہونا معلوم ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس کے علاوہ دوسرا جانور قربان کیا جائے تو یہی تفصیل عقیقہ میں جاری ہو گی۔

نیز جانور ذبح کرنے سے پیٹ میں موجود بچہ حلال نہیں ہو جاتا بلکہ زندہ پیدا ہونے کی صورت میں اسے الگ سے ذبح کرنا ہو گا اور اگر مرا ہوا پیدا ہوا تو وہ مردار ہے، صورتِ مسئولہ میں بھی چونکہ بچہ مرا ہوا پیدا ہوا لہٰذا وہ مردار ہے اسے کھانا حلال نہیں۔

وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوۡلُہٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

مجیب	مصدق
مولانا ذاکر حسین عطاری مدنی	مفتی فضیل رضا عطاری

2 دہ در دہ سے کم پانی میں بے وضو شخص کا ہاتھ پڑنے سے پانی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ پچھلے دنوں ہمارے ہاں کافی بارش ہوئی تو ہم نے گھر میں رکھے ہوئے فارغ ڈرم میں بارش کا پانی بھر لیا کہ وضو وغیرہ میں استعمال کریں گے اور پھر ہم استعمال بھی کرتے رہے، ایک دن جب میں فجر کی نماز کے بعد واپس آیا تو بچوں کی امی نے پوچھا کہ آپ نے وضو کس پانی سے کیا؟ میں نے بتایا کہ ڈرم کے پانی سے، تو انہوں نے بتایا کہ رات کو میں نے غلطی سے بے وضو ہاتھ اس میں دھو لیے تھے، آپ سوئے ہوئے تھے تو اس وقت نہیں بتایا، یہی ذہن تھا کہ جب فجر میں اٹھیں گے تو بتا دوں گی۔ اس صورت میں میری فجر کی نماز ہوئی یا نہیں؟

نوٹ: ڈرم دہ در دہ سے چھوٹا ہے اور بچوں کی والدہ اگرچہ

عام عورتوں کی طرح شرعی معاملات میں کوتاہی کرجاتی ہیں مگر ان کی اس بات پر میرا ابھی غالب گمان یہ ہے کہ وہ درست کہہ رہی ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

دہ در دہ سے کم پانی میں بے وضو شخص کا بے دھلا ہاتھ پڑ جائے تو وہ پانی مستعمل ہو جاتا ہے اور مستعمل پانی صحیح مذہب کے مطابق خود اگرچہ پاک ہے مگر اس میں نجاستِ حکمیہ دور کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی، اس لیے اس سے وضو و غسل نہیں ہوتا۔ نیز پانی وضو و غسل کے قابل ہے یا نہیں؟ اس خبر کا تعلق دینی امور سے ہے اور اس میں ایک عادل شخص کی خبر معتبر ہوتی ہے اگرچہ عورت ہو اور اگر خبر دینے والا فاسق یا مستور الحال ہو یعنی عادل ہے یا نہیں، اس کا علم نہ ہو تو اس صورت میں اس کی بات پر تحری کرنے کا حکم ہے، اگر دل اس بات پر جمے کہ وہ درست کہہ رہا ہے تو اس کی بات پر عمل کیا جائے گا۔

اس تفصیل کے مطابق صورت مسئولہ میں بھی چونکہ آپ کا غالب گمان یہ ہے کہ وہ درست کہہ رہی ہے تو اس کی خبر معتبر ہے اور آپ نماز دوبارہ پڑھیں گے کیونکہ اس خبر کے مطابق آپ نے جو وضو کیا وہ مستعمل پانی سے کیا اور مستعمل پانی سے وضو نہیں ہوتا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

مصدق	مجیب
مفتی فضیل رضا عطاری	مولانا ذاکر حسین عطاری مدنی

3 قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد نمازی بھول کر کھڑا ہو گیا تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد اگر کوئی نمازی بھول کر کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت کے سجدہ سے پہلے پہلے یاد آنے پر بیٹھ گیا تو پوچھنا یہ ہے کہ اسے سجدہ سہو کرنا ہو گا یا نہیں؟ اور اگر سجدہ سہو کرنا ہو گا تو اس سے پہلے تشہد بھی دوبارہ پڑھنا ہو گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قعدہ اخیرہ میں بھول کر کھڑے ہو جانے کی صورت میں یاد آنے پر جب واپس لوٹا تو سلام میں تاخیر کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہے۔ البتہ کھڑے ہو جانے کی وجہ سے تشہد باطل نہیں ہوتا کہ دوبارہ پڑھنا ضروری ہو، لہٰذا قعدہ میں بیٹھتے ہی ایک جانب سلام پھیر کر سجدہ میں چلا جائے، دوبارہ تشہد نہ پڑھے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

مصدق	مجیب
مفتی فضیل رضا عطاری	مولانا محمد سرفراز اختر عطاری

4 رکوع و سجود کی تسبیح صرف ایک ایک دفعہ پڑھی تو نماز کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مجھے ایک کام سے کہیں جانا تھا، وقت کم تھا اور گاڑی نکل جانے کا خوف تھا، تو نماز ادا کرتے ہوئے رکوع و سجود میں تین مرتبہ تسبیح پڑھنے کے بجائے ایک ایک مرتبہ پڑھی، کیا اس صورت میں میری نماز ادا ہو گئی؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

رکوع و سجود میں تین بار تسبیح پڑھنا سنت ہے، بلا ضرورت تین بار سے کم تسبیح پڑھنا یا بالکل نہ پڑھنا، مکروہ تنزیہی ہے، ایسی صورت میں نماز کا دوبارہ پڑھنا مستحب یعنی بہتر ہوتا ہے، البتہ کسی عذر مثلاً وقت کم ہونے یا گاڑی چلے جانے کے خوف سے تین بار سے کم تسبیح پڑھی، تو مکروہ تنزیہی بھی نہیں، لہٰذا پوچھی گئی صورت میں آپ کی نماز بلا کراہت ادا ہو گئی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

مصدق	مجیب
مفتی فضیل رضا عطاری	مولانا محمد سرفراز اختر عطاری

کام کی باتیں

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

22 اکتوبر 2024ء بروز منگل، دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا حاجی محمد عمران عطاری دامت برکاتہم العالیہ نے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کے تمام شعبہ جات کے اجیروں کے درمیان تربیتی بیان فرمایا۔ اس بیان میں سورۃ الحجرات کی آیت 11 اور 12 کا خصوصی مطالعہ کرنے کا ذہن دیا اور اس کے کچھ نکات بیان فرمائے۔ آیئے! سورۂ حجرات کی آیت نمبر 11 اور 12 کا ترجمہ اور مختصر تفسیر ملاحظہ کیجئے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(۱۱)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اے ایمان والونہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دُور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔[1]

اگر کسی شخص میں فقر، محتاجی اور غریبی کے آثار نظر آئیں تو ان کی بنا پر اس کا مذاق نہ اڑایا جائے، ہوسکتا ہے کہ جس کا مذاق اڑایا جارہا ہے وہ مذاق اڑانے والے کے مقابلے میں دینداری کے لحاظ سے کہیں بہتر ہو۔[2]

مذاق اُڑانے کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہانت اور تحقیر کے لئے زبان یا اشارات، یا کسی اور طریقے سے مسلمان کا مذاق اڑانا حرام و گناہ ہے کیونکہ اس سے ایک مسلمان کی تحقیر اور اس کی ایذاء رسانی ہوتی ہے اور کسی مسلمان کی تحقیر کرنا اور دکھ دینا سخت حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔[3]

کثیر اَحادیث میں اس فعل سے ممانعت اور اس کی شدید مذمت اور شناعت بیان کی گئی ہے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی سے نہ جھگڑا کرو، نہ اس کا مذاق اڑاؤ، نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کی خلاف ورزی کرو۔[4]

نوٹ: آیتِ مبارکہ میں عورتوں کا جداگانہ ذکر اس لئے کیا گیا کہ عورتوں میں ایک دوسرے کا مذاق اُڑانے اور اپنے آپ کو بڑا جاننے کی عادت بہت زیادہ ہوتی ہے، نیز آیتِ مبارکہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورتیں کسی صورت آپس میں ہنسی مذاق نہیں کر سکتیں بلکہ چند شرائط کے ساتھ ان کا آپس میں ہنسی مذاق کرنا جائز ہے، جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (عورتوں کی ایک دوسرے سے) جائز ہنسی جس میں نہ فحش ہو نہ ایذائے مُسلم، نہ بڑوں کی بے ادبی، نہ چھوٹوں سے بد لحاظی، نہ وقت و محل کے نظر سے بے موقع، نہ اس کی کثرت اپنی ہمسر عورتوں سے جائز ہے۔[5]

(اور آپس میں طعنہ نہ کرو) یعنی قول یا اشارے کے ذریعے ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ کیونکہ مومن ایک جان کی طرح ہے جب کسی دوسرے مومن پر عیب لگایا جائے گا تو گویا اپنے پر ہی عیب لگایا جائے گا۔[6]

(اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو) بُرے نام رکھنے سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کے مختلف اَقوال ہیں، ان میں سے تین قول درج ذیل ہیں

1 حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک دوسرے کے برے نام رکھنے سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے کسی برائی سے توبہ کرلی ہو تو اسے توبہ کے بعد اس برائی سے عار دلائی جائے۔ یہاں آیت میں اس چیز سے منع کیا گیا ہے۔

حدیثِ پاک میں اس عمل کی وعید بھی بیان کی گئی ہے، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کو اس کے کسی گناہ پر شرمندہ کیا تو وہ شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ اس گناہ کا اِرتکاب نہ کرلے۔ شارحینِ حدیث نے فرمایا کہ اس سے مراد ایسے گناہ پر کسی کو شرمندہ کرنا ہے جس سے بندہ تائب ہو چکا ہو۔(7)

2 بعض علماء نے فرمایا: برے نام رکھنے سے مراد کسی مسلمان کو کتا، یا گدھا، یا سور کہنا ہے۔

3 بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے وہ اَلقاب مراد ہیں جن سے مسلمان کی برائی نکلتی ہو اور اس کو ناگوار ہو (لیکن تعریف کے القاب جو سچے ہوں ممنوع نہیں، جیسے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب عتیق اور حضرت عمر رضی اللہُ عنہ کا فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہُ عنہ کا ذوالنُّورَین اور حضرت علی رضی اللہُ عنہ کی کنیت ابوتُراب اور حضرت خالد رضی اللہُ عنہ کا لقب سَیْفُ اللہ تھا) اور جو اَلقاب گویا کہ نام بن گئے اور اَلقاب والے کو ناگوار نہیں وہ القاب بھی ممنوع نہیں، جیسے اَعْمَش اور اَعرَج وغیرہ۔(8)

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘-اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ-اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ-وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ-اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ(۱۲) ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔(9)

(اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو) آیت کے اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو بہت زیادہ گمان کرنے سے منع فرمایا کیونکہ بعض گمان ایسے ہیں جو محض گناہ ہیں لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ گمان کی کثرت سے بچا جائے۔(10)

علامہ عبداللہ بن عمر بیضاوی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہاں آیت میں گمان کی کثرت کو مُبْہَم رکھا گیا تا کہ مسلمان ہر گمان کے بارے میں محتاط ہو جائے اور غور و فکر کرے یہاں تک کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس گمان کا تعلق کس صورت سے ہے کیونکہ بعض گمان واجب ہیں، بعض حرام ہیں اور بعض مُباح ہیں۔(11)

اس آیت میں دوسرا حکم یہ دیا گیا کہ مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ان کے پوشیدہ حال کی جستجو میں نہ رہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی سِتّاری سے چھپایا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے پوشیدہ عیب تلاش کرنا اور انہیں بیان کرنا ممنوع ہے، یہاں اسی سے متعلق ایک عبرت انگیز حدیثِ پاک ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے ان لوگوں کے گروہ، جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی پوشیدہ چیز کی ٹٹول کرے (یعنی اسے ظاہر کر دے) گا اور جس کی اللہ پاک ٹٹول کرے گا (یعنی عیب ظاہر کرے گا) اس کو رسوا کر دے گا، اگرچہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو۔(12)

(اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا) اس آیت میں تیسرا حکم یہ دیا گیا کہ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مَرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، یقیناً یہ تمہیں ناپسند ہوگا، تو پھر مسلمان بھائی کی غیبت بھی تمہیں گوارا نہ ہونی چاہئے کیونکہ اس کو پیٹھ پیچھے برا کہنا اس کے مرنے کے بعد اس کا گوشت کھانے کی مثل ہے کیونکہ جس طرح کسی کا گوشت کاٹنے سے اس کو ایذا ہوتی ہے اسی طرح اس کی بدگوئی کرنے سے اسے قلبی تکلیف ہوتی ہے اور درحقیقت عزت و آبرُو گوشت سے زیادہ پیاری ہے۔(13)

---

(1) پ26، الحجرات:11 (2) صراط الجنان، 9/425 (3) جہنم کے خطرات، ص173 (4) ترمذی، 3/400، حدیث:2002- صراط الجنان، 9/427 (5) فتاویٰ رضویہ، 23/194- صراط الجنان، 9/426 (6) روح المعانی، الحجرات، تحت الآیۃ: 11، 13/424- صراط الجنان، 9/430 (7) ترمذی، 4/226، 227، حدیث: 2513 (8) خازن، الحجرات، تحت الآیۃ: 11، 4/170- صراط الجنان، 9/431 (9) پ26، الحجرات: 12 (10) تفسیر ابن کثیر، الحجرات، تحت الآیۃ: 12، 7/352 (11) بیضاوی، الحجرات، تحت الآیۃ: 12، 5/218 ملخصاً- صراط الجنان، 9/433 (12) ابو داؤد، 4/354، حدیث: 4880- صراط الجنان، 9/437 (13) صراط الجنان، 9/439۔

شبِ براءت میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معمولات

مولانا عدنان چشتی عطّاری مَدَنی*

شعبانُ المعظم کی پندرھویں شب کو دینِ اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس کی خصوصیات کے باعث اسے شبِ براءت بھی کہتے ہیں۔ حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس شب میں مختلف مقامات پر مختلف انداز میں عبادت فرمایا کرتے تھے جیسا کہ

مسجد میں عبادت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے کسی کام سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجا تو میں نے ان سے عرض کی: جلدی کیجئے کہ میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو نصف شعبان (شبِ براءت) کے بارے میں کچھ باتیں بتارہے تھے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اُنیس یہاں بیٹھو! میں تمہیں نصف شعبان کے بارے میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حدیثِ مُبارکہ سناتی ہوں۔ ایک دفعہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ رات کے وقت جب میری آنکھ کھلی تو میں نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بستر میں نہ پایا، میں دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حُجروں میں گئی مگر میں نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نہیں پایا تو میں نے گمان کیا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے ہیں، میں گھر سے نکلی اور مسجد سے گزری تو میرا پاؤں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ٹکرایا، اس وقت آپ سجدے میں تھے۔(1)

گھر میں عبادت و مناجاتِ نبوی

پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شبِ براءت میں اللہ پاک کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر جو دُعائیں مانگیں اس کے بارے میں حافظ و مُؤرِّخ ابو عبدُ اللہ محمد بن سعید المعروف علّامہ ابنِ دُبیثی رحمۃُ اللہ علیہ (وفات:637ھ) شبِ براءت کے فضائل پر مشتمل اپنے رسالے میں روایت نقل فرماتے ہیں: اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں: میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنے حجرے میں گرے ہوئے کپڑے کی طرح (یعنی بغیر کسی حرکت کے) سجدے کی حالت میں دیکھا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یوں مُناجات کر رہے ہیں: سَجَدَ لَکَ سَوَادِیْ وَخَیَالِیْ وَاٰمَنَ بِکَ فُؤَادِیْ ھٰذِہٖ یَدِیْ وَمَا جَنَیْتُ بِھَا عَلٰی نَفْسِیْ یَا عَظِیْمُ رَجَاءُ لِکُلِّ عَظِیْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَشَقَّ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ یعنی میرے قلب وخیال نے تجھے سجدہ کیا اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا، یہ میرے ہاتھ ہیں ان سے میں نے کوئی گُناہ نہیں کیا، اے عظمت والی ذات جس سے ہر عظیم چیز کی امید کی جاتی ہے، گُناہِ عظیم کو معاف فرما، میرا چہرہ اس ذات کے لئے سجدہ

*مدنی چینل فیضانِ مدینہ، کراچی

ریز ہے جس نے اسے پیدا کیا اور اس میں کان اور آنکھیں بنائیں۔ پھر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سجدے سے سرِ مُبارک اُٹھایا اور دوبارہ سجدہ ریز ہو کر عرض گزار ہوئے: اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَ بِكَ مِنْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَقُوْلُ كَمَا قَالَ اَخِيْ دَاوُدُ اَعْفِرُ وَجْهِي فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِيْ وَحَقٌّ لَهُ اَنْ يُسْجَدَ یعنی میں تیری ناراضی سے تیری رضا کی، تیری پکڑ سے تیرے عفوو درگزر کی اور تیرے جلال سے تیری ہی پناہ طلب کرتا ہوں، تو اسی ثناء و تعریف کے لائق ہے جو تو نے خود بیان فرمائی، میں وہی عرض کرتا ہوں جو میرے بھائی داؤد (علیہ السّلام) نے عرض کی: میں اپنا چہرہ اپنے مَولا کے لئے خاک آلود کرتا ہوں اور جو اسی لائق ہے کہ اُس کے سامنے جبینِ نیاز خَم کی جائے۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سجدے سے سر اُٹھا کر یہ دُعا مانگی: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ قَلْبًا نَقِيًّا لَا كَافِرًا وَّلَا شَقِيًّا یعنی اے اللہ! مجھے پاکیزہ دل عطا فرما جو نہ تو ناشکری کرنے والا ہو اور نہ ہی بدبخت۔ [2]

شبِ براءت میں حضور کے طویل سجدے

شبِ براءت میں ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سجدے کس قدر طویل ہوا کرتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک رات نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور اتنا طویل سجدہ کیا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رُوح قبض کر لی گئی ہے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو کھڑی ہوئی اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے انگوٹھے کو ہلایا تو انگوٹھے میں حرکت پیدا ہوئی، میں واپس چلی گئی پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سجدے سے سرِ مُبارک اُٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا: اے عائشہ! کیا تمہارا یہ گمان تھا کہ میں تمہارے ساتھ بے وفائی کروں گا؟ میں نے عرض کی: یانبیَّ اللہ! خدا کی قسم ایسا نہیں مگر آپ کے طویل سجدے سے مجھے یہ گمان ہوا تھا کہ کہیں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی روح تو نہیں قبض کر لی گئی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتی ہو کہ یہ کونسی رات ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ نصف شعبان کی رات ہے اس رات اللہ پاک اپنے بندوں پر نظرِ رحمت فرماتا ہے تو بخشش مانگنے والوں کو بخش دیتا ہے اور رحم طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے اور بغض رکھنے والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔ [3]

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کو بھی شبِ براءت کی اہمیت بتایا کرتے تھے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہُ عنہ نے اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا سے عرض کی کہ جلدی کیجئے میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کے سامنے پندرہ شعبان کی باتیں بتا رہے تھے نیز مختلف احادیثِ مُبارکہ کی روشنی میں یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہر سال شبِ براءت کبھی گھر میں اور کبھی مسجد میں عبادت اور ذکر و دُعا میں مشغول رہتے تھے اور وہ بھی اس اہتمام کے ساتھ کہ بسا اوقات اس عبادت میں ساری رات گزر جاتی جیسا کہ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا شبِ براءت سے ہی متعلق ایک مرتبہ کا واقعہ بیان فرماتی ہیں: فَمَا زَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَائِماً وَقَاعِدًا حَتّٰى اَصْبَحَ فَاَصْبَحَ وَقَدِ اصْمَغَدَّتْ قَدَمَاهُ فَاِنِّيْ لَاَغْمِزُهَا یعنی رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر مسلسل نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی، صبح تک حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مُبارک قدم سوج گئے تھے چنانچہ میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدم مبارک دبانے لگی۔ [4] کبھی ایسا بھی ہوا کہ اُمّت کے لئے فکر مند رہنے والے ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم شبِ براءت میں قبرستان تشریف لے گئے اور وہاں جا کر اپنے رَبّ سے اہلِ قبور کے لئے دُعائیں مانگیں جیسا کہ حضرت عائشہ

صِدّیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو پندرہ شعبان کی رات جنّتُ البقیع میں اس حال میں پایا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسلمان مَردوں، عورتوں اور شہیدوں کے لئے دعائے مغفرت کررہے تھے۔[5]

صد شکر خدایا تو نے دیا، ہے رحمت والا وہ آقا
جو امت کے رنج و غم میں، راتوں کو اشک بہاتا رہے[6]

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ رحمت و مغفرت والی اس مُبارک رات کو شب بیداری کرتے ہوئے عبادات اور ذکر و دُعا میں گزاریں اور اپنی مغفرت کی دُعا کے ساتھ ساتھ قبرستان جاکر اپنے مرحومین کے لئے بھی دُعائے مغفرت کریں۔

شبِ براءت میں قبرستان جانا

پیارے اسلامی بھائیو! مسلمانوں کا معمول چلا آرہا ہے کہ شبِ براءت میں قبرستان جاکر اپنے مرحوم رشتے داروں اور عام مسلمانوں کیلئے فاتحہ خوانی، ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرتے ہیں نیز مزاراتِ اولیاو علما پر حاضری کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے یہ نہ صرف ایک اچھا عمل ہے بلکہ حدیثِ پاک میں زیارتِ قبور کو دُنیا سے بے رغبتی اور فکرِ آخرت کا سبب قرار دیا گیا ہے چنانچہ پیارے آقا، مکی مدنی مُصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ یعنی میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارتِ قبور کرلیا کرو کہ بے شک یہ دُنیا سے بے رغبت کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔[7] معلوم ہوا کہ وقتاً فوقتاً قبرستان جاتے رہنا چاہئے تاکہ قبروں کو دیکھ کر ہمارے دل میں فکرِ آخرت پیدا ہو، خاص طور پر پندرہ شعبان کی رات کو قبرستان جاکر اپنے مرحومین اور دیگر مسلمانوں کے لئے دُعائے مغفرت کرنی چاہئے۔

---

(1) فضائل الاوقات، ص32، حدیث:36 (2) دیکھئے: ذکر احادیث رویت عن النبی فی ذکر لیلۃ النصف من شعبان وفضلہ، ص134 (3) شعب الایمان، 3/382، حدیث: 3835 (4) دیکھئے: الدعوات الکبیر، 2/145، حدیث:530 (5) دیکھئے: شعب الایمان، 3/384، حدیث:3837 (6) وسائلِ بخشش (مرمم)، ص475 (7) ابن ماجہ، 2/252، حدیث:1571۔

جواب دیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ دسمبر 2024ء کے سلسلہ ”جواب دیجئے“ میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: حافظ سید غلام غوث (کشمیر)، محمد شاہ زیب (واہ کینٹ)، بنتِ علی شیر عطّاریہ (رحیم یار خان) اِنہیں مدنی چیک روانہ کردیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات** 1 درود ابراہیمی 2 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ **درست جوابات بھیجنے والوں کے مُنتخب نام** ❋ بنتِ محمد زاہد (فیصل آباد) ❋ بنتِ غلام شبیر (کھاریاں) ❋ سید اویس احمد (کراچی) ❋ عرشان (پاکپتن) ❋ بنتِ محمد سلیم (لاہور) ❋ فردوس اقبال (خانیوال) ❋ بنتِ محمد نعیم (سرگودھا) ❋ بنتِ عابد (کراچی) ❋ بنتِ محمد یار (اوکاڑہ) ❋ بنتِ عامر حسین (کراچی) ❋ عاصم نوید (اسلام آباد) ❋ ربیع رضا (کراچی)

جملے تلاش کیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ دسمبر 2024ء کے سلسلہ ”جملے تلاش کیجئے“ میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: بنتِ محمد امین (حافظ آباد)، بنتِ برکات (سرائے عالمگیر)، محمد مہتاب (ڈسکہ، سیالکوٹ) اِنہیں مدنی چیک روانہ کردیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات** 1 مسواک کے فوائد و برکات، ص51 2 حروف ملایئے، ص51 3 بچوں کی ضد کا علاج، ص57 4 ڈراؤنا خواب، ص54 5 یعفور کی باتیں، ص53۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے مُنتخب نام** ❋ بنتِ محمد اشفاق (کھاریاں) ❋ بنتِ شفقت (واہ کینٹ) ❋ بنتِ حافظ زبیر (خوشاب) ❋ بنتِ عدیل احمد (کراچی) ❋ بنتِ عمر رضا (لاہور) ❋ بنتِ لیاقت علی (قصور) ❋ قاسم (گھوٹکی) ❋ احمد ارشاد (ڈسکہ) ❋ مبشر احمد (فیصل آباد) ❋ بنتِ غلام حسین (پتھورو، ضلع عمر کوٹ) ❋ محمد اویس (ڈی۔آئی۔خان) ❋ بنتِ محمد آصف (واہ کینٹ)۔

بدل ڈالو زندگی کو
(Change your life)

مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مدنی*

ایک مسلمان کو اپنی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کچھ باتوں کو اپنانا اس حوالے سے بہت مفید ہے۔ یہ اس موضوع پر تیسرا مضمون ہے جو 12 ٹپس پر مشتمل ہے جن کی وضاحت بھی شاملِ تحریر ہے۔ یہ ٹپس صحبتوں، تجربوں، مشاہدوں، کتابوں، تاریخ، میڈیا اور سوشل میڈیا وغیرہ سے ماخوذ ہیں مگر خیال رہے کہ ان باتوں کو جائز اور باعثِ ثواب کاموں کی حد تک محدود سمجھا جائے کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔

1 آج کی معذرت کل کی ندامت سے بہتر ہے۔

وضاحت بعض اوقات کوئی بڑا ہمیں کام کہتا ہے جسے کرنے کی ہم میں سکت نہیں ہوتی، لیکن ہم معذرت کرنے کے بجائے اس کی ناراضی سے ڈرتے ہوئے ہامی بھر لیتے ہیں پھر جب مقررہ وقت پر وہ کام نہیں کرپاتے تو ندامت کا شکار ہوتے ہیں، اس لئے معذرت کرنی ہے یا ندامت اٹھانی ہے؟ بہرحال معذرت بہتر ہے تاکہ وہ کام کسی اور کو دے دیا جائے۔

2 جو اشاروں کنایوں سے آپ کی مراد نہ سمجھے اسے زبان سے بول کر خود کو شرمندہ ہونے سے بچایئے۔

وضاحت اعضا بھی بولتے ہیں جسے باڈی لینگوئج کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ہم ایک بات واضح اور صراحت کے ساتھ کہتے ہیں یا اشاروں کنایوں سے۔ اب سامنے والا ہماری بیماری یا تھکاوٹ یا ضرورت کو نہ تو چہرے کے تأثرات سے سمجھ رہا ہو نہ باڈی لینگوئج سے اس وقت اگر ہم اس سے کنایہ میں بات کریں مثلاً اگر میرے پاس رقم ہوتو میں اپنا اچھا علاج کروالوں تو بھی وہ رسپانس نہ دے، تو ایسے کو صراحت کے ساتھ کہنا کہ آپ مجھے علاج کے لئے کچھ رقم دے دیں، آپ کو شرمندہ کردے گا۔

3 وہ شعبہ اپنایئے جو آپ کے مزاج کے موافق اور شوق کے مطابق ہو۔

وضاحت لوگوں کی ایک تعداد ہے جو ایسا کاروبار یا جاب کررہی ہوتی ہے جو ان کے مزاج کے مطابق نہیں ہوتی اور نہ ہی اسے کرنے میں انہیں کوئی شوق یا دلچسپی ہوتی ہے بس مجبوری میں کررہے ہوتے ہیں، نتیجۃً وہ اس شعبے میں خاص پرفارمنس نہیں دکھاسکتے۔ اس لئے جب آپ کو سلیکشن کا اختیار ملے تو اپنے مزاج کے موافق اور شوق کے مطابق شعبے کو اختیار کیجئے، آپ اس کام میں بوریت محسوس نہیں کریں گے اور ترقی کے مواقع بھی ملیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

4 خوامخواہ کی امیدوں کے جال میں پھنسنے والے لوگ جلدی مایوسی کے گڑھے میں گر جاتے ہیں۔

وضاحت امید کی کوئی بنیاد بھی ہوتی ہے اس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے یہ امید رکھنا کہ بارش آسمان کے بجائے زمین سے برسے گی یا میں ایک دن مگرمچھ کی سواری کروں گا، خام خیالی ہے۔

5 انجوائے اور اسٹرگل زندگی کا لازمی حصہ ہے، فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کونسا کام پہلے کرنا ہے۔

* چیف ایڈیٹر ماہنامہ فیضانِ مدینہ، رکنِ مجلس المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) کراچی

وضاحت انجوائے اور اسٹرگل ایک سرکل کی طرح ہوتے ہیں اگر آپ اپنی جوانی کے ایام عیش و عشرت میں گزار دیں گے تو بڑھاپا گزارنا مشکل ہو جائے گا اور اگر جوانی میں اسٹرگل کر کے اپنی مالی و طبی حالت بہتر بنالیں گے تو بڑھاپا سکھی گزرے گا۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

6 خوشیوں کے سگنل آپ کے اِرد گِرد موجود ہیں صرف کنیکشن کی دیر ہے۔

وضاحت جس طرح Wi-Fi کے سگنل ہمارے اطراف میں موجود ہوتے ہیں صرف ڈیوائس سے کنیکٹ کرنے کی دیر ہوتی ہے ہمارے موبائل میں Wi-Fi ایکٹو ہو جاتا ہے۔ اسی طرح خوشی ہمارے اندر سے پھوٹتی ہے صرف محسوس کرنے کی ضرورت ہے، اس کا تجربہ کرنا ہو تو دودھ پیتے بچے کو پچکار کر دیکھئے، وہ کوئی مادی چیز ملے بغیر خوش ہو کر مسکرانا شروع کر دے گا۔

7 جتنا آپ کا تجربہ زیادہ ہو گا اتنے زیادہ آپ حقیقت پسند ہوں گے۔

وضاحت حقیقت پسندی زندگی کے لئے بہت ضروری ہے اور تجربہ کار ہونا حقیقت پسند ہونے کے لئے بہت اہم ہے جیسے یہ حقیقت ہے کہ میاں بیوی میں ان بن ہو ہی جاتی ہے، انسان کو غصہ آ ہی جاتا ہے، اہمیت دیئے جانے پر دل خوش ہوتا ہے، باپ کو اس کے سامنے ذلیل کیا جائے یہ گئی گزری اولاد کو بھی بُرا لگے گا، غمگین کے سامنے ہنسنا مسکرانا اسے اچھا نہیں لگے گا۔

8 خوشیاں بانٹنے سے بڑھتی ہیں اور غم بانٹنے سے کم ہوتے ہیں۔

وضاحت آپ کی خوشی پر کوئی خوش ہو اس پر بھی آپ کو خوشی ہو گی اس لئے اپنی خوشیاں اپنے پیاروں سے شیئر کیا کریں یونہی اگر کوئی دکھی اور غمگین ہو تو اس کی ڈھارس بندھا کر، تسلی دے کر، مدد کر کے اس کے غم بانٹ لیجئے۔

9 ہدف وہ لیں جس کو پورا کرنا آپ کے لئے ممکن بھی ہو۔

وضاحت ایڑیاں اٹھا کر اپنا قد بڑا دکھانے کی عادت بہت سے لوگوں میں ہوتی ہے، ان میں سے بعض خوشامدی بھی ہوتے ہیں ان سے جو کام بولو جواب ملتا ہے: حاضر جناب، میں آپ کا نوکر۔ اسی چکر میں یہ لوگ وہ اہداف بھی لے لیتے ہیں جنہیں پورا کرنا ان کے بس میں نہیں ہوتا چنانچہ ناکامی ان کا منہ چڑا رہی ہوتی ہے۔ اللہ ہمیں اس سے بچائے۔

10 امید اور مایوسی دونوں ہمارے اندر ہوتی ہیں اب یہ ہم پر ہے کہ ہم اپنے آپ پر کسے غلبہ دیتے ہیں؟

وضاحت جس طرح ہنسنا اور رونا، جاگنا اور سونا، غصہ اور نرمی ہمارے اندر موجود ہوتی ہے اسی طرح امید اور مایوسی ایک دوسرے کی ضد ہیں جہاں امید ہو گی مایوسی وہاں نہیں آئے گی اور جس دل میں مایوسیوں کے اندھیرے سمائے ہوں گے وہاں امید کی کرنیں نہیں جاگیں گی۔ اب ہم پر ہے کہ ہم خود پر امید کو غلبہ دیتے ہیں یا مایوسی کو؟ یقیناً امید کو غلبہ دینے والے مایوسیوں سے بچے رہتے ہیں۔

11 خواہشیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک وہ جن کو پورا کرنا ہمارے اختیار میں ہوتا ہے دوسری وہ جن پر ہمارا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔

وضاحت پہلی کی مثال کتاب لکھنے کی خواہش، کسی موضوع پر بیان کرنے کی خواہش اور دوسری کی مثال بیٹے کی خواہش کے باوجود بیٹیاں پیدا ہوتی رہنا یا اولاد کی خواہش کے باوجود اس کا پیدا نہ ہونا۔

12 جس خواہش کی وجہ سے آپ بلیک میل ہو رہے ہوں اسے یک لخت چھوڑ دیجئے، آپ فوراً سکون میں آجائیں گے۔

وضاحت مشہور ہے خواہش باشاہ کو فقیر بنا دیتی ہے۔ اگر آپ ذاتی گھر بنانا چاہ رہے ہیں، گاڑی خریدنا چاہ رہے ہیں لیکن طویل کوشش کے باوجود رقم جمع نہیں ہو رہی جس کی وجہ سے آپ کے شب و روز ٹینشن میں گزر رہے ہیں تو اس خواہش کو ترک کر دیجئے، آپ چند منٹوں میں سکون میں آجائیں گے اور ٹینشن سے چھٹکارا مل جائے گا۔

یاد رہے: جو ان صفحات میں پیش کیا اس سے بہت ہی کم ہے جو پیش نہیں کیا گیا۔

اسلام کا نظامِ زکوٰۃ

مولانا فرمان علی عطاری مدنی*

کوئی بھی ملک معاشی طور پر چاہے کتنا ہی ترقی یافتہ کیوں نہ ہو، لیکن اس میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو مختلف وجوہات کی بنا پر غربت و افلاس کی زندگی گزارتے ہیں۔ مختلف تہذیبوں اور ریاستوں نے اس کے مختلف حل نکالے ہیں، جبکہ اسلام نے زکوٰۃ کی صورت میں ایک عظیم نظام سینکڑوں سال پہلے ہی مہیا کر دیا ہے، جس کے ذریعے غریب اور محتاج افراد کی ضروریاتِ زندگی پوری ہونے کا انتظام ہوتا ہے۔ اسلام نے مالداروں پر زکوٰۃ فرض کی تاکہ وہ اس کے ذریعے کمزور اور نادار طبقے کی مدد کریں اور اس طرح دولت چند لوگوں کی مٹھیوں میں قید ہونے کے بجائے مفلوک الحال افراد تک پہنچے اور یوں معاشی توازن کی فضا قائم رہے۔ پارہ 8، سُورۃُ الاَنعام، آیت نمبر 165 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓىِٕفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَاۤ اٰتٰىكُمْؕ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور وہی ہے جس نے زمین میں تمہیں نائب کیا اور تم میں ایک کو دوسرے پر درجوں بلندی دی کہ تمہیں آزمائے اس چیز میں جو تمہیں عطا کی۔[1] یعنی آزمائش میں ڈالے کہ تم نعمت و جاہ و مال پا کر کیسے شکر گزار رہتے ہو اور باہم ایک دوسرے کے ساتھ کس قسم کے سلوک کرتے ہو۔[2]

زکوٰۃ کی اہمیت زکوٰۃ ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔ زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قراٰنِ کریم میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر 32 مرتبہ آیا ہے۔[3] زکوٰۃ کی فرضیت کے حوالے سے قراٰنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

1 ﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔[4]

2 اسی طرح سورۃ التوبۃ میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو حکم دیا گیا: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّیْهِمْ بِهَا﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو۔[5]

1 نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت معاذ رضی اللہُ عنہ کو جب یمن کی طرف روانہ کیا تو ان سے فرمایا: ان کو بتاؤ کہ اللہ پاک نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے جو مالداروں سے لے کر فقرا کو دی جائے۔[6] 2 ایک اور موقع پر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے، یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا،

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔[7]

زکوٰۃ کس پر فرض ہے اسلام کے نظامِ زکوٰۃ کی یہ خوبی ہے کہ ہر ایک پر فرض نہیں کی گئی ہے بلکہ چند قیود و شرائط کے ساتھ مالکِ نصاب افراد پر فرض ہے، اگر اسے بھی نماز روزہ وغیرہ عبادات کی طرح ہر ایک پر لازم کر دیا جاتا تو غریب و مفلس لوگ جنہیں خود اپنی حاجت و ضرورت کے لئے مال درکار ہوتا ہے مشقت میں مبتلا ہو جاتے، لہٰذا یہ صرف مالداروں پر ہی فرض کی گئی اور وہ بھی چند شرائط کے ساتھ تاکہ اس سے مستحق اور محتاج لوگوں کی مالی مدد کی جاسکے۔ زکوٰۃ کس پر فرض ہے ملاحظہ کیجئے:

زکوٰۃ دینا ہر اس عاقل، بالغ اور آزاد مسلمان پر فرض ہے جس میں یہ شرائط پائی جائیں: (1) نصاب کا مالک ہو (2) یہ نصاب نامی ہو (3) نصاب اس کے قبضے میں ہو (4) نصاب اس کی حاجتِ اصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) سے زائد ہو (5) نصاب دَین سے فارغ ہو (یعنی اس پر ایسا قرض نہ ہو جس کا مطالبہ بندوں کی جانب سے ہو، کہ اگر وہ قرض ادا کرے تو اس کا نصاب باقی نہ رہے) (6) اس نصاب پر ایک سال گزر جائے۔[8]

ان شرائط کی تفصیل جاننے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی کتاب "فتاویٰ اہلسنّت احکامِ زکوٰۃ" کا ضرور مطالعہ کیجئے۔

زکوٰۃ ادا کرنے کی حکمتیں اسلام کے بیان کردہ احکام میں ہمارے لئے ہی کثیر فوائد اور بہت سی حکمتیں ہیں۔ آیئے! زکوٰۃ کی فرضیت میں جو حکمتیں ہیں ان میں سے چند ملاحظہ کیجئے: (1) سخاوت انسان کا کمال ہے اور بخل عیب۔ اسلام نے زکوٰۃ کی ادائیگی جیسا پیارا عمل مسلمانوں کو عطا فرمایا تاکہ انسان میں سخاوت جیسا کمال پیدا ہو اور بخل جیسا قبیح عیب اس کی ذات سے ختم ہو (2) جیسے ایک ملکی نظام ہوتا ہے کہ ہماری کمائی میں حکومت کا بھی حصہ ہوتا ہے جسے وہ ٹیکس کے طور پر وصول کرتی ہے اور پھر وہی ٹیکس ہمارے ہی مفاد میں یعنی ملکی انتظام پر خرچ ہوتا ہے بلا تشبیہ ہمیں مال و دولت اور دیگر تمام نعمتوں سے نوازنے والی ہمارے ربّ ہی کی پیاری ذاتِ پاک ہے اور زکوٰۃ اللہ پاک کا حق ہے، جو ہمارے ہی غربا پر خرچ کیا جاتا ہے (3) ربّ چاہتا تو سب کو مال و دولت عطا فرما کر غنی کر دیتا لیکن اس کی مشیت ہے کہ اس نے اپنے ہی بندوں میں بعضوں کو امیر اور دولت مند کیا اور بعضوں کو غریب رکھا اور امیروں یعنی صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم کر دی تاکہ اس سے امیروں اور غریبوں میں محبت و انسیّت اور باہمی امداد کا جذبہ پیدا ہو اور اللہ پاک کی نعمت کو سب مل بانٹ کر کھائیں اور اس کا شکر ادا کریں (4) شریعت نے زکوٰۃ فرض کرکے کوئی انہونی چیز فرض نہیں کی بلکہ اگر ہم اپنے اطراف میں غور و فکر کریں تو زکوٰۃ کی حقیقت ہر جگہ موجود ہے۔ جیسے کہ پھلوں کا گودا انسان کے لئے ہے مگر چھلکا جانوروں کا حق ہے۔ گندم میں پھل ہمارا حصہ مگر بھوسہ جانوروں کا، گندم میں بھی آٹا ہمارا ہے تو بھوسی جانوروں کی۔ ہمارے جسم میں بال اور ناخن وغیرہ کا حدِّ شرعی سے بڑھنے کی صورت میں علیحدہ کرنا ضروری ہے کہ یہ سب جسم کی زکوٰۃ یعنی اضافی چیز مَیل ہیں۔ بیماری تندرستی کی زکوٰۃ، مصیبت راحت کی، نمازیں دنیاوی کاروبار کی گویا زکوٰۃ ہیں (5) اگر ہر وہ شخص جس پر زکوٰۃ فرض ہے زکوٰۃ کی ادائیگی کا التزام کرلے تو مسلمان کبھی دوسروں کے محتاج نہ ہوں گے۔ مسلمانوں کی ضرورتیں مسلمانوں سے ہی پوری ہو جائیں گی اور کسی کو بھیک مانگنے کی بھی حاجت نہ ہوگی۔[9]

---

(1) پ8، الانعام:165 (2) خزائن العرفان، پ8، الانعام، تحت الآیۃ: 165 (3) ردالمحتار، 3/202 (4) پ1، البقرۃ:43 (5) پ11، التوبۃ:103 (6) ترمذی، 2/126، حدیث 625 (7) بخاری، 1/14، حدیث:8 (8) بہار شریعت، 1/488 تا 578 ملخصاً (9) رسائل نعیمیہ، ص298 تا 300 بتصرف۔

مؤمن کا نصب العین

صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

عظیم مفسرِ قراٰن، خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدرُ الافاضل حضرت مفتی سیّد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ ایک حاذق مفتی، دور اندیش عالم اور صاحبِ حکمت ہستی تھے، آپ کے مقالات آپ کے ان اوصافِ جلیلہ کے بین ثبوت ہیں، آپ نے دینِ اسلام کی اہمیت و عظمت پر ایک بڑا ہی پُر مغز کالم تحریر فرمایا ہے، کالم کی اہمیت کے پیشِ نظر ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے قارئین کے لئے شاملِ اشاعت کیا جاتا ہے:

دنیا کے دل فریب مناظر اور حیرت انگیز طلسم اربابِ عقل و خرد کو حیران و سرگرداں کر ڈالتے ہیں۔ گزرگاہِ عالم سے گزرنے والا ہر نفس جب چمنستانِ عالم کی تازگی و طراوت اور عجائب و غرائب کو دیکھتا ہے، تو وہ سرشار ہو کر اسی کے عشق میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ یہاں کی ہر چیز اس پر جادو سے زیادہ اثر کرتی ہے۔ اُمید اور حرص کے دام (جال) میں پھنس کر اپنے آپ کو بے قابو بنا دیتا ہے۔ اس کا ورود (آنا) دنیا میں کسی طرح ہوا ہو خواہ بادشاہ کے گھر اس کی ولادت میسر آئی ہو اور وہ خاندانِ سلطنت کا چشم و چراغ بنا ہو، یا گدائے بے نوا (فقیر) کے جھونپڑے میں پیدا ہوا ہو، اور ابتدا ہی سے بھوک اور دوسری تکالیف میں مبتلا رہا ہو۔ مصائب و آلام کے ہجوم میں اس نے عمر کا بڑا حصہ گزارا ہو، مگر دنیا کا عشق اس درجہ مسلط ہوتا ہے کہ وہ ان تمام تکالیف کو گوارا کرتا ہے مگر دنیا کو ترک کرنا گوارا نہیں کرتا۔ موت کا لفظ بھی اسے شاق گزرتا ہے۔ یہ دیکھ کر بھی کہ دنیا میں لاکھوں ہی تاج و تخت کے مالک ہوئے، مگر انجام سب کا دنیا کی تمام نعمتوں کو چھوڑ کر غربت و تنہائی کا سفر ہوا۔ دولت دنیا کی بے وفائی اس کو دنیا کی طرف سے سیر اور افسردہ خاطر نہیں کرتی اور تمام عمر اسی کی تحصیل و جستجو میں صرف کر ڈالتا ہے اور اپنی زندگی کے قابلِ قدر سرمایہ کو اس غدار (دنیا) پر قربان کر جاتا ہے۔ دنیا کے ساتھ عشق و وارفتگی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے مقصدِ حیات کو عمر بھر فراموش کیے رہتا ہے اور کبھی اس طرف نظر نہیں ڈالتا کہ وہ خود کس کام کی چیز ہے اور اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ دنیا کی کتنی حقیقت ہے اور اس کے ساتھ کتنا تعلق رکھنا مناسب ہے۔ اسی ناپائیدار دنیا کی محبت میں اندھا ہو کر عزیزوں قریبوں سے جنگ کرتا ہے۔ ابنائے جنس (ہم قبیلہ افراد) کے خون بہاتا ہے۔ زمین کے ایک قطعہ (ٹکڑے) پر لڑ مرتا ہے۔ فوج کشی ہوتی ہے۔ زمین انسانی خونوں سے گل رنگ (سرخ) بنا دی جاتی ہے جو اس زمین پر قبضہ کرنے کی نیت سے شجاعت و بسالت (بہادری) کے جوہر دکھاتا ہے اور خود اسی کا پیوند خاک ہو جاتا ہے۔ وہ زمین اس کو اپنے اندر عزت و آبرو کے ساتھ جگہ بھی

نہیں دیتی مگر یہ مفتون اس کا شیدا ہی بنا رہتا ہے۔ انسان پر یہ بڑی مصیبت ہے اور جو عاقل دنیا میں آتا ہے اس کی زیب و زینت دیکھ کر جان باختہ ہو جاتا ہے۔ اس مہلکہ سے نجات دلانے والا کون ہے۔

اے اسلام

اے اسلام! اے سچے دین! اے مبارک رہنما! جان و دل تجھ پر قربان!!! تو نے حقیقت کو بے نقاب کیا تو نے باطل کے پردے چاک کیے۔ تو نے غلطی کے قعرِ عمیق (گہرے گڑھے) سے نکالا تو نے مدہوشی و بے عقلی کے قید و بند سے رہائی دی تو نے عشقِ دنیا کی قیدِ گراں سے آزاد کیا تو نے آنکھوں میں بینائی دی تو نے بتایا: ﴿وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾ دنیا کی زندگانی دھوکہ کی متاع ہے۔[1]

تو نے انسان کے سامنے اُس کی زندگی کا مقصد پیش کیا ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ﴾ کہ جن و انسان کی خلقت عبادت کے لئے ہے۔[2]

دنیا کی تمام قومیں زمین کے لئے لڑ لڑ کر زمین پر فدا ہو گئیں مگر جس کی آنکھ میں تیرا سرمہ لگا تھا، وہ دنیا کا مبتلا نہ ہوا۔ حسنِ باطل اس کو فریب نہ دے سکا۔ جھوٹی چمک دمک کے شعبدے اس پر اثر نہ کر سکے۔ تو نے زہد و تقویٰ کے درس دیے۔ تو نے ترک و انقطاع کے سبق پڑھائے۔ تو نے ریاضت و مجاہدہ کے آئین سکھائے۔ تو نے اصلاحِ نفس کے اصول قائم کیے۔ تو نے فضائل و رذائل کے حدود کو ممتاز کیا۔ تو نے حق و باطل میں تفرقے (فرق بیان) کئے جو تیری مجلس کے حاضر باش ہوئے دنیا انہیں فریب نہ دے سکی۔ تیرے شیدائیوں کا نصب العین (مقصد) رضائے الٰہی رہا۔ جو ہر خوبی کا منبع اور ہر سعادت کا سر چشمہ ہے۔

ایک مسلمان جب کسی مقصد کے لئے جنبش کرتا ہے، جس کسی کام کے لئے اُٹھتا ہے، جب کسی عمل کے لئے سرگرمی کرتا ہے، جب کسی جدوجہد کا آغاز کرنے سے پہلے دیکھ لیتا ہے کہ اس کی سعی و عمل سے اس کا مقصدِ اصلی رضائے الٰہی میسر آنے کی اُمید ہے؟ اگر ایسا ہو تو بحیثیت ایک فرماں بردار اسلام کے اس کام کو نہایت ذوق سے انجام دیتا ہے اور اپنے عمل کی برکت سے دنیا کو صلاح و فلاح سے معمور کر دیتا ہے اور جو عمل رضائے الٰہی کا سبب نہ ہو سکے مسلمان کو بحیثیتِ دین اس سے کوئی علاقہ نہیں ہوتا۔ اس لئے تمام اہلِ دنیا کی زندگی بے کار ہو سکتی ہے، رائیگاں جا سکتی ہے، معرضِ ہلاکت و فنا میں رہتی ہے، لیکن ایک شیدائے اسلام کی زندگی کا لمحہ لمحہ کار آمد اور موجبِ برکت ہے۔ وہ کھاتا اور پیتا ہے، پہنتا اوڑھتا ہے، چلتا پھرتا ہے، سلطنت و حکومت کرتا ہے، قلعے بناتا ہے، جنگ کے لئے صف آرائی کرتا ہے یا گوشۂ تنہائی میں خاموش بیٹھتا ہے، بھوکا پیاسہ رہتا ہے، غرض جو کچھ کرتا ہے رضائے الٰہی کے لئے۔ اس کی ہر سعی کا، اس کی ہر جنبش و حرکت کا مقصد وہ دائمی اور لازوال ہے جس کے دامن تک فنا کی گرد و کدورت نہیں پہنچ سکتی۔ شریعتِ طاہرہ نے اس کے لئے وہ مضبوط اصول قائم کر دیے ہیں جن پر کاربند رہنے سے وہ مہالک و خطرات کا شکار نہیں ہو سکتا۔ حُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ دنیا کی محبت ہر بدی کا سر ہے۔[3]

یہ وہ زریں اصول ہے جس کا ملحوظ رہنا ہر خدا شناس و طالبِ رضائے حق کا اولین فرض اور جس کی مراعات انسان کو گناہوں اور بدکاریوں سے نجات دیتی ہے جو کام کرے حبِّ دنیا سے نہ ہو، رضائے مولا کے لئے ہو، ہرگز وہ کام فاسد نہ ہوگا، خراب نہ ہوگا۔ مومن کے لئے یہ ضرور ہے کہ وہ اپنا نصب العین رضائے الٰہی مقرر کرے اور فاقد البصری والبصیرت (آنکھ کی بینائی اور دل کی بصیرت سے بے بہرہ) کفار کی طرح شیدائے دنیا نہ ہو جائے۔[4]

(1) پ27، الحدید:20 (2) پ27، الذّٰریٰت:56 (3) کنز العمال، 2/79، حدیث:6111
(4) السواد الاعظم، ربیع الآخر 1349ھ، ص2 تا 4، مقالاتِ صدر الافاضل، ص305۔

احسان نہ جتایئے

سید بہرام حسین عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک نے قراٰنِ کریم میں اِرشاد فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ حکم فرماتا ہے اِنصاف اور نیکی کا۔[1] ایک اور مقام پر اِرشاد فرمایا: ﴿وَاَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور اِحسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا۔[2] اِن آیاتِ بینات میں اللہ پاک نے اِحسان اور نیکی کرنے کا حکم دیا ہے۔ دینِ اسلام میں کسی کے ساتھ اِحسان و بھلائی کرنے اور اس کی حاجات پوری کرنے کی بڑی اَہمیت اور فضیلت بیان ہوئی ہے، جبکہ یہ اِحسان و بھلائی اور حاجت روائی اِحسان جتانے اور عار دِلانے کی نیت سے نہ ہو بلکہ اللہ پاک کی رضا پانے اور ثواب کمانے کی نیت سے ہو۔ اِس کی جزا بیان کرتے ہوئے اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًىۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(۲۶۲)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیئے پیچھے نہ اِحسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ (ثواب) ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔[3]

فِی زمانہ کوئی کسی کی مدد کرنے کے لئے اَوَّلاً تو تیار ہی نہیں ہوتا اور اگر مدد کر بھی دے تو عموماً کسی نہ کسی موقع پر اِحسان جتا دیتا ہے کہ میں نے فلاں وقت تمہارے ساتھ یہ اِحسان کیا، وہ اِحسان کیا، تم مطلبی شخص ہو، اِحسان فراموش ہو وغیرہ وغیرہ۔ اِس سے جہاں سامنے والے کو سخت تکلیف اور اَذیت پہنچتی ہے وہاں نیک اَعمال کا اَجر و ثواب بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ اِسلام کی روشن تعلیمات میں سے یہ ہے کہ کسی کے ساتھ اِحسان و بھلائی اور مدد کرتے وقت اللہ پاک کی رضا و خوشنودی کو پیشِ نظر رکھا جائے تاکہ سامنے والے کا دِل خوش ہو اور اُسے تکلیف بھی نہ پہنچے، اور دے کر احسان نہ جتایا جائے تاکہ اِس کا عمل ضائع نہ ہو اور اسے اَجر و ثواب بھی ملے چنانچہ قراٰنِ کریم میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًاؕ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْاؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ(۲۶۴)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کر دو اِحسان رکھ کر اور اِیذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دِکھاوے کے لیے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے نرا پتھر کر چھوڑا اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔[4]

یعنی جس طرح منافق کو رضائے الٰہی مقصود نہیں ہوتی وہ اپنا مال رِیاکاری کے لئے خرچ کر کے ضائع کر دیتا ہے اس طرح تم اِحسان جتا کر اور اِیذا دے کر اپنے صدقات کا اَجر ضائع نہ کرو۔[5]

اللہ پاک نے اگر کسی کو دینے کے لائق بنایا ہے، کسی کے ساتھ اِحسان و بھلائی کرنے کے قابل کیا ہے تو اُسے چاہئے کہ احسان جتائے

* فارغُ التحصیل جامعۃُ المدینہ، ذمّہ دار شعبہ مدنی مذاکرہ، المدینۃ العلمیہ، کراچی

بغیر، رضائے اِلٰہی کی نیت سے اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کرے اور مشکل وقت میں ان کے کام آئے کہ اِس سے دُنیا و آخرت میں اپنا ہی فائدہ ہے کہ دُنیا میں مال میں برکت ہو گی اور آخرت میں اِنْ شآءَ اللہ پورا پورا بدلہ ملے گا، اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْؕ وَ مَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ(۲۷۲)﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور تم جو اچھی چیز دو تو تمہارا ہی بھلا ہے اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لئے اور جو مال دو تمہیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دیئے جاؤ گے۔[6]

جس طرح قراٰنِ کریم کی آیاتِ بیّنات میں اِحسان جتانے کی ممانعت بیان فرمائی گئی اِسی طرح اَحادیثِ مبارکہ میں بھی اِحسان جتانے پر سخت وعیدات اِرشاد فرمائی گئی ہیں چنانچہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: دھوکے باز، بخیل اور احسان جتانے والا جنّت میں داخل نہیں ہو گا۔[7] ایک اور حدیثِ پاک میں فرمایا: اِحسان جتانے والا، والدین کا نافرمان اور شراب کا عادی جنّت میں نہیں جائے گا۔[8]

تابعی بزرگ حضرت حسن بَصری رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض لوگ کسی شخص کو راہِ خُدا میں جہاد وغیرہ پر بھیجتے ہیں یا کسی آدمی پر کچھ خَرچ کرتے ہیں اور اس کے نان و نَفَقہ (اخراجات) کا اِہتمام کرتے ہیں تو بعد میں اس پر اِحسان جتا کر اسے اِیذا پہنچاتے ہیں مثلاً اِحسان جتلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے راہِ خُدا میں اتنا اتنا خرچ کیا، بارگاہِ خداوندی میں ان کے عمل کا کوئی ثواب نہیں۔ جو لوگ کسی کو دے کر یہ کہتے ہیں کہ کیا میں نے تم کو اتنی اتنی چیز نہیں دی تھی؟ وہ یہ کہہ کر اس کو اِیذا پہنچاتے ہیں۔[9]

کسی کے ساتھ اِحسان کر کے بھول جانا چاہئے تا کہ نہ اِحسان یاد رہے اور نہ اِحسان جتانے کی نوبت آئے۔ مشہور محاورہ ہے: "نیکی کر دریا میں ڈال۔" اِس معاملے میں ہمارے بزرگانِ دِین رحمۃُ اللہ علیہم کا طرزِ عمل بھی کیا خوب تھا کہ کسی پر اِحسان کر کے جتانا تو دور کی بات اُس سے دُعائے خیر کے بھی طالب نہ ہوتے کہ کہیں یہ دُعا ان کے اِحسان کا بدلہ نہ ہو جائے، اگر کوئی خود دُعا دے بھی دیتا تو اس کے بدلے میں اس کیلئے بھی دُعا فرما دیا کرتے، چنانچہ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صِدّیقہ اور اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہما جب فقیر کی طرف کوئی ہدیہ بھیجتیں تو لے جانے والے سے کہتیں کہ اس کے دُعائیہ کلمات کو یاد رکھے، پھر اس جیسے کلمات کے ساتھ جواب دیتیں اور فرماتیں: دُعا کے بدلے اس لئے دعا دی ہے تاکہ ہمارا صدقہ محفوظ رہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم اور آپ کے بیٹے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔[10]

یاد رکھئے! اِحسان جتانا اللہ پاک کی اعلیٰ صفات جبکہ ہماری مذموم صفات میں سے ہے کیونکہ اللہ پاک کا اِحسان جتانا مہربانی اور مخلوق کو اس کا واجب کردہ شکر ادا کرنے کی یاد دِہانی ہے جبکہ ہمارا اِحسان جتانا عار دِلانا ہوتا ہے کیونکہ صدقہ لینے والا غیر کا محتاج ہونے کی وجہ سے شکستہ دل ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ کے اوپر ہونے کا معترف ہوتا ہے، لہٰذا جب دینے والا اپنی نعمت کا اِظہار کرے یا بَرتری جتائے یا اس اِحسان کے عِوض کوئی خدمت یا شکر کا مطالبہ کرے تو یہ چیز لینے والے کے نقصان، شکستہ دلی، عار محسوس کرنے اور دِل کے ٹوٹنے میں اِضافہ کرتی ہے جو کہ عظیم قباحتیں ہیں۔[11]

بہر حال اِحسان نہیں جتانا چاہئے، ہاں جس پر اِحسان کیا جائے اُسے چاہئے کہ اپنے محسن کے اِحسان کا حتَّی المَقْدُور بدلہ دے۔ حدیثِ پاک میں ہے: جس پر کوئی اِحسان کیا جائے اور وہ طاقت رکھتا ہو تو اس اِحسان کا بدلہ ضرور دے، ورنہ اِحسان کرنے والے کی تعریف ہی کر دے کیونکہ جس نے اِحسان کرنے والے کی تعریف کی اس نے شکریہ ادا کیا اور جس نے کسی کے اِحسان کو چھپایا اس نے ناشکری کی۔[12] اللہ پاک ہمیں اپنی رضا کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ اِحسان و بھلائی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ14، النحل: 90 (2) پ20، القصص: 77 (3) پ3، البقرۃ: 262 (4) پ3، البقرۃ: 264 (5) خزائن العرفان، پ3، البقرۃ، تحت الآیۃ: 264 (6) پ3، البقرۃ: 272 (7) ترمذی، 3/388، حدیث: 1970 (8) نسائی، ص895، حدیث: 5683 (9) در منثور، البقرۃ، تحت الآیۃ: 262، 2/39 (10) احیاء العلوم، 1/292 (11) الزواجر، 1/414 (12) ترمذی، 3/417، حدیث: 2041۔

بُزرگانِ دین کے مبارک فرامین

The Blessed quotes of the pious predecessors

مولانا ابو شیبان عطاری مدنی*

باتوں سے خوشبو آئے

غیر ضروری گفتگو سے خاموشی بہتر ہے

عقل مند کے لئے ضروری ہے کہ جب تک بولنا ضروری نہ ہو جائے تب تک خاموشی برتے، بول کر تو بارہا ندامت اٹھانا پڑتی ہے مگر ایسا بہت کم ہے کہ خاموش رہ کر شرمندگی اٹھانی پڑ جائے۔ (فرمانِ ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ) (روضۃ العقلاء، ص43)

اللہ پر بھروسے کی اہمیت

جو اپنی معرفتِ خداوندی کو پہچاننا چاہے اسے چاہئے کہ غور کرے کہ اللہ پاک کے کئے گئے وعدوں پر اس کا دل زیادہ بھروسا کرتا ہے یا لوگوں کے کئے گئے وعدوں پر۔

(فرمانِ شقیق بن ابراہیم ازدی رحمۃ اللہ علیہ) (طبقات الصوفیہ للسلمی، ص65)

نماز میں یکسوئی پیدا کیجئے

نماز مکمل انہماک کے ساتھ اور رضائے الٰہی کے لئے پڑھنے سے تصورات و خیالات کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

(فرمانِ حضرت میاں غلام اللہ ثانی صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ)

(الرحیق العرفان، ص450 ملخصاً)

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی

مسلمان کے حقیقی خیر خواہ

مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ و رسول سے زیادہ کوئی ہماری بھلائی چاہنے والا نہیں (اللہ و رسول) جل و علا و صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم جس چیز کی طرف بلائیں یقیناً ہمارے دونوں جہان کا اس میں بھلا ہے، اور جس بات سے منع فرمائیں بلاشُبہ سراسر ضرر و بلا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 15/105)

پیر کی خدمت کی اہمیت

پیر کی خدمت جو کچھ پیر ہونے کے سبب کی جائے وہ بھی اللہ ہی کے لئے خرچ (یعنی انفاق فی سبیل اللہ) ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، 19/265)

برائی کو جڑ سے ختم کرو

مرض کا علاج چاہنا اور سبب کا قائم رکھنا حماقت نہیں تو کیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 15/147)

عطّار کا چمن کتنا پیارا چمن!

خاموشی عزّت بڑھاتی ہے

بڑھاپے میں غصہ اور سخت مزاجی کا مظاہرہ کرنے کے بجائے زبان کا قفلِ مدینہ لگا کر اپنی عزت و اہمیت دلوں میں برقرار رکھنی چاہئے۔ (مدنی مذاکرہ، 3 ذی قعدہ 1445ھ)

پانی کی قدر کیجئے

دودھ کی حفاظت اگر اس کے قیمتی ہونے کی وجہ سے کی جاتی ہے تو پانی کی حفاظت اس سے بڑھ کر کرنی چاہئے کیونکہ پانی کی قدر و اہمیت دودھ سے زیادہ ہے، دودھ کے بغیر زندگی ممکن ہے مگر پانی کے بغیر نہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 10 جمادی الاخریٰ 1445ھ)

دشمنِ صحابہ و اہلِ بیت سے کوئی سروکار نہ رکھو

جو صحابہ و اہل بیت علیہم الرضوان کا دشمن ہے وہ ہمارے پاؤں کی جوتی کے برابر بھی نہیں ہے، ایسے بدبخت سے ہمارا کوئی لینا دینا نہیں ہونا چاہئے۔ (مدنی مذاکرہ، 3 ذوالقعدۃ الحرام 1445)

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

احکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی*

1 آرڈر پر مال تیار کروانے کے بعد لینے سے انکار کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ میرا فرنیچر بنا کر دینے کا کام ہے کسٹمر تصویر یا ویڈیوز وغیرہ کے ذریعے سے کوئی فرنیچر پسند کرتا ہے اور اسے بنانے کا آرڈر دے دیتا ہے، آرڈر لیتے وقت ہی ضروری چیزیں طے کرلی جاتی ہیں مثلاً کون سی لکڑی کا بنانا ہے، پالش یا ڈیکو وغیرہ کا رنگ اور ڈیزائن کیا ہوگا، اگر شیٹ کا بنانا ہے تو شیٹ اور اس کا کلر طے ہو جاتا ہے، اسی طرح سائز اور دیگر ضروری چیزیں طے ہو جاتی ہیں یہ سب چیزیں کسٹمر کی ڈیمانڈ کے مطابق رکھی جاتی ہیں۔ بننے کے بعد بعض کسٹمر لینے سے منع کر دیتے ہیں اور وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں پسند نہیں آرہا۔ ایسی صورت میں انہیں آرڈر تیار ہو جانے کے بعد نہ لینے کا حق ہے یا نہیں؟

واضح رہے کہ یہ فرنیچر کسٹمر کی پسند کے مطابق تیار ہوا تھا یہ اگر نہ لے تو اس میں ہمارا کافی نقصان ہوتا ہے۔

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَہَّابِ اَللّٰہُمَّ ہِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: کسٹمر کا آرڈر دے کر فرنیچر تیار کروانا بیع استصناع ہے، اس میں مصنوع (بنوائی جانے والی چیز) کی جنس، نوع، وصف وغیرہ کو اس طور پر بیان کر دینا ضروری ہے جس سے واضح طور پر اس مصنوع (بنوائی جانے والی چیز) کی پہچان حاصل ہو جائے۔ لہٰذا فرنیچر بنا کر دینے کا آرڈر لیتے وقت ہی یہ طے کر لیا کہ اس میں کس قسم لکڑی لگے گی، کیا سائز ہوگا، کیا ڈیزائن بنے گا اور دیگر چیزیں جو فریقین کے لیے جھگڑے کا باعث بن سکتی ہیں ان کو واضح طور پر بیان کر دیا تو یہ عقد استصناع درست واقع ہو گیا۔

اب اگر صانع (آرڈر پر چیز بنا کر دینے والا) کسٹمر کی بیان کردہ صفات کے مطابق فرنیچر تیار کر دے تو کسٹمر پر اسے لینا لازم ہے، اسے منع کرنے کا شرعاً حق حاصل نہیں ہے، فی زمانہ اسی قول پر فتویٰ ہے۔ ہاں اگر ایگریمنٹ کے وقت بیان کی گئی صفات کے مطابق مصنوع (بنوائی جانے والی چیز) تیار نہیں کی ہے تو پھر کسٹمر کو لینے اور نہ لینے کا اختیار ہے جسے فقہی اصطلاح میں "خیارِ وصف" کہتے ہیں۔

تفصیل اس مسئلے کی یہ ہے کہ صانع (آرڈر پر چیز بنا کر دینے

* محقق اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

والے) نے پروڈکٹ اگر مستصنع (آرڈر پر چیز بنوانے والے) کی بیان کی گئی صفات کے مطابق تیار کی ہو تب بھی امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما کے نزدیک دیکھنے کے بعد مستصنع (آرڈر پر چیز بنوانے والے) کو اسے لینے اور نہ لینے کا اختیار ملے گا جسے فقہی اصطلاح میں "خیارِ رویت" کہتے ہیں جبکہ امام ابو یوسف علیہ السّلام کے نزدیک مستصنع (آرڈر پر چیز بنوانے والے) کو یہ اختیار نہیں ملے گا[1] بلکہ اس پر اس چیز کو لینا لازم ہو گا اور دورِ حاضر بلکہ اس سے پہلے زمانے کے کئی فقہائے کرام نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے قول کو اختیار فرمایا ہے۔ کیونکہ آرڈر پر جس کے لیے مال بنایا جاتا ہے، وہ اس کی بیان کردہ صفات کے تحت بنایا جاتا ہے اور بہت بڑا سرمایہ اس میں لگایا جاتا ہے، خریدار کے منع کرنے پر یا تو یہ مال کہیں اور نہیں بکے گا یا پھر دیر سے بکے گا جس میں صانع (آرڈر پر چیز بنا کر دینے والے) کا بہت نقصان ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 اسکالرشپ کی مد میں ملنے والی رقم لینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں کہ تعلیمی اداروں کی طرف سے اسکالرشپ کی مد میں ملنے والی رقم لینا کیا جائز ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: فی نفسہٖ اسکالرشپ کی مد میں ملنے والی رقم لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، اسکالرشپ دینے والے ادارے کے Criteria کے مطابق جو اس اسکالرشپ کا حقدار ہے وہ یہ رقم لے سکتا ہے دینے والے کی طرف سے یہ رقم بطور ہبہ یعنی بطورِ گفٹ ہوتی ہے اور بعض صورتوں میں مباح کی جاتی ہے۔

البتہ اگر زکوٰۃ کی رقم سے اسکالرشپ دی جارہی ہے تو پھر اس کے لینے، دینے اور مستحق ہونے کے اپنے تفصیلی مسائل ہیں۔

ہبہ کسے کہتے ہیں اس سے متعلق مجلۃ الاحکام العدلیہ میں ہے: " الهبة هي تمليك مال الآخر بلا عوض "یعنی: کسی شخص کو بغیر کسی عوض کے مال کا مالک بنا دینا ہبہ ہے۔

(مجلۃ الاحکام العدلیہ، ص161)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 سیلزمین کا اضافی رقم خود رکھ لینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے میں کہ دکان کے مالک نے اپنے سیلزمین سے کہا کہ یہ آئٹم 150 روپے کا ہمیں پڑا ہے تم 160 روپے کا بیچ دینا، سیلزمین نے دکاندار کی غیر موجودگی میں وہ آئٹم 180 روپے کا بیچ دیا اور 160 روپے گلہ میں ڈال دیے اور اضافی رقم خود رکھ لی تو اس صورت میں کیا سیلزمین کا اضافی رقم خود رکھ لینا درست ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: دکان پر کام کرنے والا سیلزمین مالک کی جانب سے چیزیں بیچنے کا وکیل ہوتا ہے، اور وکیل اگر موکل کی مقرر کردہ قیمت سے زیادہ میں چیز بیچ دے تو اس زیادتی کا مالک موکل ہو گا نہ کہ وکیل۔

لہٰذا پوچھی گئی صورت میں جب سیلزمین نے مالک کے بیان کردہ ریٹ سے زیادہ میں چیز فروخت کر دی تو اب وہ تمام رقم مالک کی ہو گی، سیلزمین کا زائد رقم خود رکھ لینا جائز نہیں۔

مجمع الضمانات میں ہے: "لو وكله ببيع عبده بالف فباعه بالفين فالالفان كله للموكل "یعنی: اگر اسے اپنا غلام ایک ہزار روپے میں فروخت کرنے کا وکیل کیا اور اس نے دو ہزار روپے کا فروخت کر دیا تو مکمل دو ہزار روپے موکل کے ہوں گے۔ (مجمع الضمانات، 1/261)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) تحفۃ الفقہاء، جلد2، صفحہ 363، دار الکتب العلمیہ، بیروت

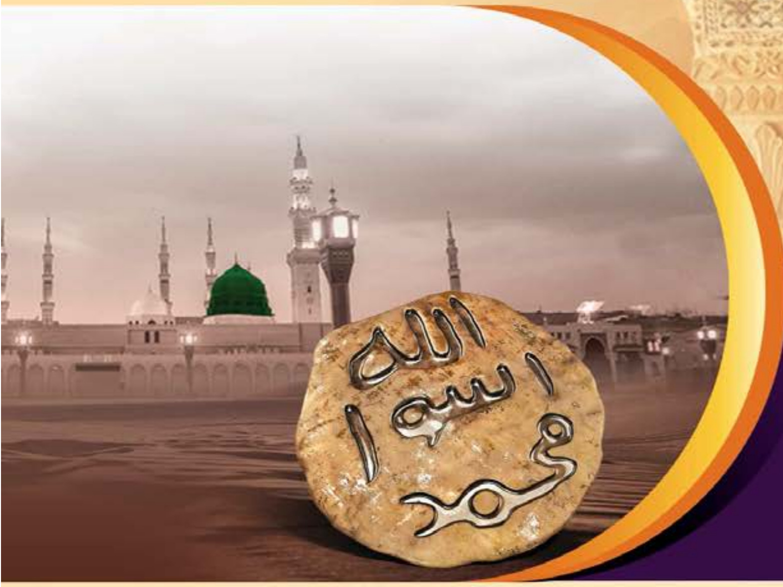

حضرت عُکَّاشَہ بن مِحْصَن رضی اللہ عنہ

مولانا عدنان احمد عطاری مدنی*

عربی زبان کی ضربُ المثل ہے "سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ" یعنی عکاشہ تم پر سبقت لے گیا۔ جب ایک شخص کسی معاملے میں دوسرے سے آگے بڑھ جائے تو پیچھے رہ جانے والے کے لئے یہ ضربُ المثل کہی جاتی ہے۔(1) عکاشہ کون تھے اور یہ ضربُ المثل کیسے بن گئی؟ آیئے اس کے لئے مضمون پڑھئے:

حضرت عُکَّاشَہ بن مِحْصَن اَسَدی رضی اللہ عنہ صحابیِ رسول ہیں آپ سابقین اوّلین اور اہلِ صُفّہ صحابہ میں سے ہیں(2) آپ کا شمار نہایت بہادر، ممتاز اور باکمال افراد میں ہوتا ہے(3) آپ اپنے بھائی حضرت ابوسِنان رضی اللہ عنہ سے دو سال چھوٹے تھے(4) آپ مشہور صحابیہ حضرت اُمِّ قیس مہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔(5)

کمان ٹھیک ہوگئی حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ رسالت سے کئی معجزات دیکھنے کا شرف بھی رہا ہے ایک جنگ کے موقع پر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تیر چلارہے تھے کہ اچانک کمان کنارے پر سے ٹوٹ گئی اور ساتھ ہی تانت یعنی کنارے پر بندھا ہوا تار بھی ٹوٹ گیا اور رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دستِ اقدس میں تار کا بالشت برابر ایک ٹکڑا رہ گیا (جو کھینچ کر کمان کے کنارے تک نہیں پہنچ سکتا تھا)، حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے دستِ اقدس سے کمان لی اور تانت کو کھینچ کر کنارے پر باندھنا چاہا (مگر کامیاب نہ ہوئے) عرض گزار ہوئے: یارسولَ اللہ! تانت کھینچ کر کنارے تک نہیں پہنچ رہی، ارشاد فرمایا: اس کو کھینچو! پہنچ جائے گی، یہ فرمان سُن کر آپ نے تانت کو کھینچا تو وہ کھنچتی چلی گئی اور کنارے تک بآسانی پہنچ گئی آپ نے تانت کو کمان کے کنارے پر دو یا تین مرتبہ بل دے کر لپیٹ دیا پھر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کے ہاتھ سے کمان لے کر دشمن پر تیر برسانے شروع کردیئے۔(6)

ٹہنی تلوار بن گئی سن 2 ہجری ماہِ رمضان غزوۂ بدر میں آپ کی تلوار دشمن سے لڑتے لڑتے ٹوٹ گئی، آپ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو ایک ٹہنی عطا کی اور فرمایا: اے عکاشہ! اس سے لڑو! آپ نے ٹہنی ہاتھ میں پکڑ کر ہلائی تو وہ آپ کے ہاتھ میں ایک لمبی سفید چمکتی ہوئی مضبوط تلوار بن گئی آپ نے اسی تلوار سے دشمنوں کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اللہ کریم نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کردیا،(7) وہ تلوار مسلسل آپ کے پاس رہی پھر آپ نے غزوۂ احد، خندق اور بعد کے تمام غزوات میں حصہ لیا اور اپنی تلوار کے خوب جوہر دکھائے۔(8)

سن 6 ہجری ماہِ ربیعُ الاوّل رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کی سربراہی میں چالیس صحابہ کو بنی اسد کے چشمہ غَمْر کی طرف بھیجا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ان پر حملہ کیا تو وہ لوگ اپنے اونٹوں کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے، صحابہ نے ان کے پیچھے جانا چاہا تو آپ نے منع کردیا اور 200 اونٹوں کو مالِ غنیمت کی صورت میں لے کر مدینے پہنچے آپ اور آپ کے ساتھیوں میں نہ کوئی زخمی ہوا اور نہ ہی آپ کو کسی فریب و سازش سے واسطہ پڑا۔(9) سن 9 ہجری ماہِ ربیعُ الآخر میں بھی نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو ایک جنگ پر روانہ کیا تھا۔(10)

* سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

عکاشہ سبقت لے گئے ایک مرتبہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یوں ارشاد فرمایا: میں نے حج کے موسم میں تمام اُمّتوں کو دیکھا، اپنی اُمّت کو دیکھا کہ انہوں نے میدانوں اور پہاڑوں کو گھیر رکھا ہے، مجھے ان کی کثرت نے خوش کر دیا، مجھ سے پوچھا گیا: کیا آپ اس بات پر راضی ہیں؟ میں نے کہا: میں راضی ہوں۔ پھر کہا گیا: ان کے ساتھ مزید 70 ہزار ہیں جو بغیر کسی حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، وہ جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے، داغ نہیں لگواتے، بد فالی نہیں لیتے اور اپنے رب پاک پر بھروسا کرتے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کی: اللہ پاک کی بارگاہ میں دُعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں کر دے۔ چنانچہ رحمتِ عالم نے دُعا مانگی: یااللہ! اسے بھی ان لوگوں میں سے کر دے۔ دوسرے صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کی: میرے لئے بھی دُعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ اِرشاد فرمایا: اس میں عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔[11] ایک روایت میں یوں ارشاد فرمایا: سب سے پہلے جو لوگ داخل ہوں گے ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوں گے، پھر وہ لوگ داخل ہوں گے جن کے چہرے آسمان پر خوب چمکنے والے ستاروں کی طرح ہوں گے، یہ سُن کر آپ کھڑے ہو گئے اور عرض گزار ہوئے: اللہ کریم سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں سے کر دے، رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعا کی: اے اللہ! عکاشہ کو ان میں سے کر دے۔ کسی نے عرض کی: میرے لئے بھی دعا کر دیجئے۔ ارشاد فرمایا: عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔[12]

عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت میں شہادت سن 9 ہجری میں طُلَیحہ بن خُوَیلد اسَدی نے (قبول اسلام سے پہلے) دعویٰ نبوت کیا تھا[13] حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی سر کوبی کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں ایک لشکر روانہ کیا، حضرت خالد نے حضرت عکاشہ کے ساتھ حضرت ثابت بن اقرم کو آگے روانہ کیا تاکہ طلیحہ کی کوئی خبر لا سکیں، یہ دونوں حضرات گھوڑوں پر سوار تھے، راستے میں طلیحہ اور اس کے بھائی سلمہ سے ٹکراؤ ہو گیا، حضرت عکاشہ نے طلیحہ پر جبکہ حضرت ثابت نے سلمہ پر حملہ کیا، لیکن سلمہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، قریب تھا کہ حضرت عُکاشہ رضی اللہ عنہ طُلیحہ کو قتل کر دیتے اتنے میں طلیحہ چیخا: میری مدد کرو، یہ مجھے قتل کر دے گا، سلمہ پلٹ کر آپ کی طرف بڑھا یہاں تک کہ دونوں نے مل کر آپ کو گھیر لیا اور شہید کر دیا پھر ان دونوں حضرات کی نعش مبارکہ کو گھوڑوں کے سموں سے روندھ دیا، مسلمانوں کا لشکر یہاں پہنچا تو ان دونوں مقدس حضرات کی لاشوں کو دیکھ کر رنجیدہ اور دل برداشتہ ہو گیا پھر ان دونوں حضرات کی خون آلود کپڑوں کے ساتھ اسی جگہ تجہیز و تکفین کر دی گئی۔[14] ایک قول کے مطابق آپ نے 12 ہجری سر زمین نجد میں "بُزاخَہ" کے مقام پر مرتدین سے جنگ کرتے ہوئے شہادت پائی مگر صحیح یہ ہے کہ آپ کی شہادت 11 ہجری میں ہوئی، طلیحہ اسدی نے آپ کو اپنے بھائی کے ساتھ مل کر شہید کیا تھا۔[15]

طلیحہ اسدی کا قبولِ اسلام بعد میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر سے سامنا ہوا اور ان سے شکست کھانے کے بعد طلیحہ بن خویلد اسدی شام چلے گئے پھر توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، کئی اسلامی جنگوں میں شامل ہوئے بالخصوص جنگ قادسیہ میں آپ نے اپنی جنگی صلاحیتوں کا لوہا منوایا بالآخر معرکہ نہاوند 21 ہجری میں شہید ہوئے۔[16]

روایات نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ظاہری وصال کے وقت حضرت عکاشہ بن محصن کی عمر 44 سال تھی[17] پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عطا کی ہوئی وہ بابرکت تلوار وراثتاً آپ کی اولاد در اولاد کے پاس رہی۔[18] حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے آپ سے روایات لی ہیں۔[19]

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) الاصابہ، 4/440 (2) الاصابہ، 4/440-حلیۃ الاولیاء، 2/15 (3) دلیل الفالحین، 1/269 (4) طبقات ابن سعد، 3/71 (5) بخاری، 4/25، حدیث: 5715 (6) مغازی للواقدی، ص242 (7) دلائل النبوۃ للبیہقی، 3/98 (8) سیرت حلبیہ، 2/245-الاستیعاب، 3/189 (9) مغازی للواقدی، ص550-طبقات ابن سعد، 2/65 ملخصاً (10) نہایۃ الارب فی فنون الادب، 17/249 (11) مستدرک، 5/593، حدیث: 8328 (12) مستدرک، 4/246، حدیث: 5060 (13) الاعلام للزرکلی، 3/230 (14) دیکھئے: طبقات ابن سعد، 3/68- اسد الغابہ، 3/93 (15) تاریخ الاسلام للذہبی، 3/51-اعلام للزرکلی، 4/244 (16) اعلام للزرکلی، 3/230-اسد الغابہ، 3/93 (17) الاستیعاب، 3/189 (18) سیرت حلبیہ، 2/245 (19) الاستیعاب، 3/189۔

وہ جن کے کندھے پر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا دستِ شفقت مارا

مولانا ابو محمد عطاری مدنی*

اللہ پاک کے پیارے پیارے آخری نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا بچوں اور بڑوں سب کے ساتھ شفقت و محبت کا انداز نِرالا ہوتا تھا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ کبھی نصیحت کرنے یا کوئی بات ذہن نشین کروانے اور متوجہ کرنے کے لئے سامنے والے کا کندھا پکڑتے، کندھے یا دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ مبارک مارتے اور یہ مارنا بالکل تھپتھپانے کی طرح شفقت و محبت سے ہوتا۔[1] آیئے! ذیل میں ان خوش نصیب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چند کے واقعات پڑھتے ہیں جن کے کندھے یا دونوں کندھوں کے درمیان رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا دستِ شفقت مارا یعنی اس کے ذریعے تھپتھپایا:

حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا دستِ شفقت مارا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ مارتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے علی! تجھے سات ایسے فضائل حاصل ہیں کہ جن میں بروزِ قیامت تمہارے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں کرسکے گا: (1) تم اللہ پر ایمان لانے میں (بچوں میں) سب سے پہلے ہو (2) اللہ کے عہد کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے (3) اللہ کے حکم کو سب سے زیادہ قائم کرنے والے (4) رعایا میں عدل کرنے والے (5) مساوات کے ساتھ تقسیم کرنے والے (6) فیصلہ کرنے میں سب سے زیادہ صاحبِ بصیرت ہو اور (7) بروزِ قیامت سب سے بلند مرتبے میں ہوگے۔[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر اپنا دستِ شفقت مارا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں ایک سفر میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہمراہ تھی، ہم نے ایک جگہ قیام کیا تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو آگے روانہ کردیا اور مجھ سے دوڑ کا مقابلہ کیا، میرا بدن دُبلا پتلا تھا اس لئے میں آگے نکل گئی، پھر کچھ عرصے بعد کسی اور سفر میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہمراہ تھی، ہم نے ایک جگہ قیام کیا تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو آگے روانہ کردیا اور مجھ سے دوڑ کا مقابلہ کیا، اس وقت میں فربہ بدن تھی لہٰذا حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آگے نکل گئے۔ پھر میرے کندھے پر اپنا دستِ شفقت مارتے ہوئے فرمایا کہ

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

یہ اُس (جیت) کا بدلہ ہو گیا۔[3] یاد رہے! یہ دوڑ رات کے اندھیرے یا دن میں تنہائی میں تھی۔[4] لہٰذا فی زمانہ ہونے والی مرد و عورت کی دوڑ (Race) کے لئے اس حدیث کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما کے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا دستِ شفقت مارا حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں: میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے تو میں ایک دروازے کے پیچھے چھپ گیا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میرے پاس تشریف لائے اور میرے دونوں کندھوں کے درمیان (پیار سے) اپنا دستِ شفقت مارا اور فرمایا: معاویہ کو میرے پاس بُلا کر لے آؤ۔[5]

حضرت عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما کا کندھا پکڑا حضرت عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دن حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرا کندھا پکڑ کر ارشاد فرمایا: دنیا میں ایسے رہو جیسے تم مسافر ہو یا راہ گیر اور اپنے آپ کو قبر والوں میں سے شمار کرو۔[6]

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: (حضرت عبدُ اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما کا) کندھا پکڑنا قلبی فیض دینے کے لئے تھا قلبی فیض کے بغیر نصیحت اثر نہیں کرتی۔[7]

حضرت مِقدام بن مَعدی کرب رضی اللہُ عنہ کے کندھے پر اپنا دستِ شفقت مارا حضرت مِقدام بن مَعدی کرب رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے کندھے پر اپنا دستِ شفقت مارا اور فرمایا: اے قُدیم! اگر تم حاکم، کاتب اور سردار ہو کر نہ مرو تو فلاح پاؤ گے۔[8]

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: (حضرت مِقدام رضی اللہُ عنہ کے) کندھے پر ہاتھ رکھنا، قُدیم تصغیر فرما کر خطاب کرنا کرم و محبت کے لئے ہے۔[9]

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہُ عنہ کے کندھے پر اپنا دستِ شفقت مارا حضرت ابو ذر رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: کیا آپ مجھے عامل نہیں بنائیں گے؟ تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے کندھے پر اپنا دستِ شفقت مارتے ہوئے فرمایا: اے ابو ذر! تم کمزور ہو اور یہ امانت ہے جو قیامت کے دن رسوائی اور شرمندگی کا باعث ہو گی، البتہ جو اس کے حقوق ادا کرے اور اس کی ذمہ داریاں پوری کرے (وہ مستثنیٰ ہے)۔[10]

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: (حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہُ عنہ کے کندھے پر) اَز راہِ شفقت و محبت (اپنا دستِ شفقت مارا) تاکہ ان کو اس سے منع فرمادینے سے رنج نہ ہو۔ (مزید فرماتے ہیں:) حکومت و سلطنت ظالم کے لئے رسوائی ہے اور عادل کے لئے ندامت و شرمندگی، وہ سوچے گا کہ میں نے حکومت کرنے کے اوقات عبادت میں کیوں نہ گزارے۔[11]

قارئینِ کرام! ان واقعات سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ ہم اپنے ماتحتوں کے ساتھ گُھل مل کر رہیں، موقع کی مناسبت سے انہیں مفید نصیحتیں کریں اور ان کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کریں تاکہ آپس میں محبت پیدا ہو اور نفرتیں دور ہوں۔ اللہ پاک ہمیں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) دیکھئے: مرقاۃ المفاتیح، 7/280، تحت الحدیث: 3702 (2) حلیۃ الاولیاء، 1/106، حدیث: 204 (3) دیکھئے: سنن کبریٰ للنسائی، 5/304، حدیث: 8943 (4) دیکھئے: مراٰۃ المناجیح، 5/96 (5) دیکھئے: مسلم، ص1076، حدیث: 6628 (6) دیکھئے: بخاری، 4/223، حدیث: 6416- مشکاۃ المصابیح، 2/259، حدیث: 5274 (7) مراٰۃ المناجیح، 7/90 (8) دیکھئے: ابو داؤد، 3/183، حدیث: 2933 (9) مراٰۃ المناجیح، 5/361 (10) مسلم، ص783، حدیث: 4719 (11) مراٰۃ المناجیح، 5/349، 350۔

حضرت ضَحاک بن قَیس اورحضرت ابوجُحَیفہ رضی اللہُ عنہما

دمشق شہر کا ایک منظر

مولانا اویس یامین عطّاری مَدَنی*

قارئینِ کرام! حضرت ضَحاک بن قَیس اور حضرت ابوجُحیفہ رضی اللہُ عنہما کا شمار بھی کم سِن صحابۂ کرام میں ہوتا ہے، آیئے! ان کے بارے میں پڑھ کر اپنے دِلوں کو محبتِ صحابۂ کرام سے روشن کرتے ہیں:

حضرت ضحاک بن قَیس رضی اللہُ عنہ

آپ رضی اللہُ عنہ کی ولادت نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہری سے 7 سال پہلے 3 ہجری میں ہوئی،[1] آپ حضرت اُمیمہ کے بیٹے اور فاطمہ بنتِ قَیس کے چھوٹے بھائی ہیں۔[2]

رِوایاتِ احادیث: آپ رضی اللہُ عنہ سے کئی احادیث مروی ہیں۔[3]

دنیا و آخرت میں سعید و شقی: ایک روایت میں آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص اپنی قوم میں آئے اور لوگ اس کو خوش آمدید کہیں تو جس دن اللہ پاک کی بارگاہ میں جائے گا وہاں بھی اس کو خوش آمدید کہا جائے گا۔ اور جو شخص اپنی قوم میں آئے اور لوگ اس کی بُرائی کریں تو قیامت کے دن بھی اس کا حشر بُرا ہو گا۔[4]

وصال: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے وقت آپ رضی اللہُ عنہ تقریباً 7 سال کے تھے، آپ رضی اللہُ عنہ نے 61 سال کی عمر میں 15 ذوالحجہ 64ھ کو واقعہ مَرجِ راھِط میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔[5]

حضرت ابوجُحَیفہ وَھب بن عبداللہ رضی اللہُ عنہ

آپ رضی اللہُ عنہ کا شمار کم سِن صحابہ میں ہوتا ہے، آپ نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا کلام شریف سنا اور اسے روایت بھی کیا۔[6]

تعدادِ روایات: آپ سے 45 احادیث مروی ہیں۔[7]

عُلما سے باتیں پوچھا کرو: ایک روایت میں آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بڑوں کے پاس بیٹھا کرو، عُلما سے باتیں پوچھا کرو اور حکمت والوں سے میل جول رکھو۔[8]

وصال: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے وقت آپ رضی اللہُ عنہ بچے تھے، بالغ نہیں ہوئے تھے، آپ رضی اللہُ عنہ نے سن 72 ہجری میں وفات پائی۔[9]

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خاتمِ النّبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 2/297 (2) معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم، 3/63 (3) اسد الغابہ، 3/49 (4) معجم کبیر، 8/298، حدیث: 8136 (5) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 2/298 (6) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 4/186 (7) تھذیب الاسمآء واللغات، 2/489 (8) معجم کبیر، 22/125، حدیث: 324 (9) تھذیب الاسمآء واللغات، 2/489۔

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

امامِ اعظم رحمۃُ اللہِ علیہ اور روایتِ حدیث

مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک نے آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو قراٰنِ عظیم جیسی لاریب کتاب دے کر فریضۂ رسالت کی تکمیل کے لئے اس دنیا میں مبعوث فرمایا۔ قراٰنِ کریم کی تعلیمات کو آسان بنانے کے لئے احادیثِ مصطفٰے کو بطورِ تشریحِ قراٰن مقرر فرمایا، حدیث کی حفاظت کے لئے بہت سے عُلما و محدثین کو مختلف طریقوں سے حدیثِ نبوی کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ جن خوش نصیب لوگوں کو احادیثِ نبویہ کی خدمت کا موقع میسر آیا اُن میں ایک بہت بڑا نام امامِ اعظم، محدثِ اعظم امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃُ اللہِ علیہ کا بھی ہے۔

علم و عمل، زہد و تقویٰ، ریاضت و عبادت اور فہم و فراست کی طرح آپ کی شانِ روایتِ حدیث کو بھی مسلمان دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ

امیر المؤمنین فی الحدیث[1] حضرت سفیان ثوری رحمۃُ اللہِ علیہ امامِ اعظم رحمۃُ اللہِ علیہ کے ہم زمانہ اور آپ کی بلند شان کے معترف تھے۔ امامِ اعظم رحمۃُ اللہِ علیہ بھی ان کی قدر کرتے تھے۔ یہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃُ اللہِ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ علم حاصل کرنے کے بہت شوقین اور برائیوں کی روک تھام کرنے والے تھے۔ اُسی حدیث کو لیتے تھے جو نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے صحت کو پہنچ چکی ہو، ناسخ و منسوخ کی خوب پہچان رکھتے تھے اور وہ قابلِ اعتماد راویوں کی روایات اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آخری عمل کی تحقیق و جستجو میں رہتے تھے۔[2]

انتخابِ روایت میں امامِ اعظم کی احتیاط

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃُ اللہِ علیہ میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں: اللہ پاک نے مجھ پر احسان فرمایا کہ میں نے امامِ اعظم کی مسانیدِ ثلاثہ کا مطالعہ کیا۔ میں نے ان میں دیکھا کہ امامِ اعظم ثقہ اور صادق تابعین کے سوا کسی سے روایت نہیں کرتے جن کے حق میں حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خیر القرون ہونے کی شہادت دی، جیسے اسود، علقمہ، عطاء، عکرمہ، مجاہد، مکحول اور حسن بصری رحمۃُ اللہِ علیہم وغیرہ۔ لہٰذا امامِ اعظم اور حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے درمیان تمام راوی عادل، ثقہ اور مشہور ہیں جن کی طرف کذب کی نسبت بھی نہیں کی جاسکتی اور نہ وہ کذاب ہیں۔[3]

ایک دن امامِ اعظم رحمۃُ اللہِ علیہ منصور کے دربار میں تشریف لے گئے، وہاں عیسیٰ بن موسیٰ بھی موجود تھا۔ اس نے منصور سے کہا: یہ اس زمانے کے سب سے بڑے عالمِ دین ہیں، منصور نے امامِ اعظم رحمۃُ اللہِ علیہ کو مخاطب کرکے کہا: نعمان! آپ نے علم کہاں سے سیکھا؟

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

فرمایا: حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے تلامذہ سے اور انہوں نے حضرت ابنِ عمر سے۔ نیز شاگردانِ مولیٰ علی سے اُنہوں نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے۔ اسی طرح تلامذہ ابنِ مسعود سے۔ وہ بولا: آپ نے بڑا قابلِ اعتماد علم حاصل کیا۔[4]

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف امامِ اعظم ہیں بلکہ محدثِ اعظم بھی ہیں۔ آپ خود فرماتے ہیں: ”عِنْدِی صَنَادِیْقُ الْحَدِیْث، مَا اَخْرَجْتُ مِنْهَا اِلَّا الْیَسِیْرَ الَّذِیْ یُنْتَفَعُ بِهٖ“ یعنی میرے پاس حدیث کے بہت سے بھرے ہوئے صندوق ہیں مگر میں نے ان میں سے تھوڑی حدیثیں نکالی ہیں جن سے لوگ نفع اٹھائیں۔[5]

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے محدثین سے اونچی شان اور بلند رتبہ کے حامل تھے۔ اس بات کا اعتراف نہ صرف بعد کے لوگوں نے کیا بلکہ آپ کے ہم زمانہ محدثین نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ مشہور محدث امام مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: طَلَبْتُ مَعَ اَبِی حَنِیْفَةَ الْحَدِیْثَ فَغَلَبَنَا“ یعنی میں نے امام ابو حنیفہ کے ساتھ ”علمِ حدیث“ حاصل کیا تو وہ ہم پر غالب رہے۔[6]

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ تابعی ہیں اس لئے آپ کو کئی صحابۂ کرام سے روایتِ حدیث کا شرف حاصل ہے۔[7]

صحابیِ رسول کی زیارت اور سماعِ حدیث امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں جب اپنے والدِ گرامی کے ساتھ حج پر گیا تو وہاں میں نے ایک شخص کو دیکھا جن کے اِرد گرد لوگ جمع تھے، میں نے والد محترم سے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا: یہ صحابیِ رسول حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے پوچھا: ان کے پاس ایسی کون سی چیز ہے کہ لوگوں نے گھیر اڈال رکھا ہے؟ فرمایا: ان کے پاس نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے سنی ہوئی احادیثِ مبارکہ ہیں۔ یہ سُن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے اور صحابیِ رسول سے براہِ راست ایک حدیثِ پاک سننے کا شرف حاصل کیا۔[8] اور میں نے اُن سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے: ”قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَفَقَّهَ فِی دِیْنِ اللّٰهِ كَفَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَزَقَهٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے دین کی سمجھ حاصل کرلی اس کی فکروں کا علاج اللہ پاک کرتا ہے اور اس کو اس طرح پر روزی دیتا ہے کہ کسی کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔[9]

وحدانیاتِ امامِ اعظم کسی بھی محدث کا حدیث میں مقام و مرتبہ جانچنے کے لئے مرویات کی سندی حیثیت اور حدیث کے بارے میں احتیاط وغیرہ کی بہت اہمیت ہے۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے روایتِ حدیث میں مقام و مرتبے کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کی روایت کردہ بعض احادیث وحدانی (صرف ایک واسطے سے روایت کردہ) ہیں جبکہ دیگر بڑے بڑے ائمہ حدیث کو یہ شرف حاصل نہیں ہے۔ جن محدثین کا اپنا بھی بڑا نام ہے اور ان کی کتب کو بھی بڑی شہرت حاصل ہے ان کی بھی سب سے عالی سند ثلاثی (تین واسطوں والی) ہے۔ خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب ”صحیح بخاری“ کو احادیث کی کتب میں سب سے افضل کہا جاتا ہے، ان کی سب سے عالی سند ثلاثی ہے۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روایتِ حدیث پر بات کی جائے تو اس حوالے سے عظیم محدث یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ حدیث میں ثقہ تھے۔ صرف اس حدیث کو بیان کرتے تھے جو ان کو اچھی طرح محفوظ ہوتی تھی۔[10]

اقوال امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی محدثیت کا بے شمار لوگوں نے اعتراف کیا ہے، چند اکابرین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

1 امام بخاری اور امام ابو داؤد کے استاذ علی بن جعد فرماتے ہیں: اَبُوْحَنِیْفَةَ اِذَا جَاءَ بِالْحَدِیْثِ جَاءَ بِهٖ مِثْلَ الدُّرِّ یعنی امام ابو حنیفہ جب بھی حدیث پیش کرتے ہیں وہ موتی کی طرح پیش کرتے ہیں۔

2 حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اَوَّلُ مَنْ صَیَّرَنِی مُحَدِّثًا اَبُوْحَنِیْفَةَ“ یعنی مجھے محدث بنانے والوں میں سب سے پہلی شخصیت، امام ابو حنیفہ کی ذات اقدس ہے۔[11]

3 یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”كَانَ اَبُوْحَنِیْفَةَ نَقِیًّا... اَحْفَظَ اَهْلَ زَمَانِهٖ“ یعنی امام ابوحنیفہ پرہیزگار... اور اپنے زمانے کے بہت بڑے حافظِ حدیث تھے۔[12]

(1) تاریخ بغداد، 9/154، 160 (2) مناقبِ امام اعظم للکردری، 2/10، اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص75 (3) میزان الشریعۃ للشعرانی، 1/82 (4) تاریخ بغداد، 13/335 (5) مناقب الامام الاعظم للموفق، 1/95 (6) مناقب الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص43 (7) الخیرات الحسان، ص33 (8) اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص18 (9) مسند الامام ابی حنیفۃ للاصبہانی، ص25 (10) سیر اعلام النبلاء، 6/532 (11) وفیات الاعیان، 2/393 (12) اخبار ابی حنیفہ واصحابہ، ص48۔

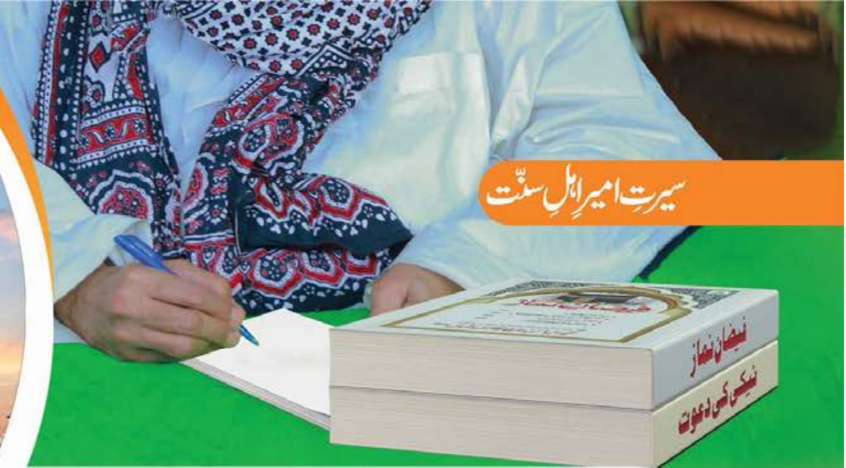

امیرِ اہلِ سنّت کی تحریری مصروفیات

مولانا صفدر علی عطاری مَدَنی*

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کی ذاتِ مبارکہ تبلیغ و اشاعتِ دین اور مسلمانوں کی اصلاحِ احوال کے لئے دنیا بھر میں معروف و مقبول ہے۔ آپ نے جس طرح عقائد و اعمال کی اصلاح کے لئے دعوتِ اسلامی کی بنیاد رکھی، اسے پروان چڑھایا اور دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا یوں ہی کثیر کُتُب و رسائل تصنیف فرمائے اور اپنے عِلمِ نافع سے لاکھوں لاکھ لوگوں کے ایمان، عقیدے اور اعمال کی اصلاح و حفاظت کا بھرپور سامان فرمایا۔ آپ کے آثارِ علمیہ میں 142 سے زائد کتب و رسائل ہیں۔

آپ کے جذبۂ تحریر و تصنیف کو جاننے کے لئے آپ سے ہونے والے چند سوالات اور ان کے جوابات ملاحظہ کیجئے:

لکھنا کہاں سے سیکھا

سوال: آپ نے لکھنا کہاں سے سیکھا؟ اور سب سے پہلی تحریر کون سی تھی؟

جواب: میں نے فنِ تصنیف کی باقاعدہ کہیں سے تربیت نہیں لی، چونکہ مجھے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے محبت تھی اس لئے میں نے 25 صفر المظفر کو ان کے عرس کے موقع پر ایک رسالہ (Booklet) پیش کرنے کا ارادہ کیا اور اس کے لئے پہلے سے ہی تیاری شروع کر دی۔ آخر کار میں نے مختلف کتابوں سے مواد نکال کر ایک ٹوٹی پھوٹی تحریر لکھی اور اس کا نام ”تذکرۂ احمد رضا بسلسلۂ یوم رضا“ رکھا۔ [1] (1)

سوال: کیا آپ نے اردو تحریر لکھنے کا فن اسکول سے ہی سیکھا تھا؟

جواب: نہیں، اس میں اسکول کالج کی تعلیم کام نہیں آتی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اسکول کالج میں پڑھائی جانے والی اُردو اور دینی کتابوں کی اردو میں کچھ نہ کچھ فرق ہوتا ہے پھر بہت سی دینی اصطلاحات ایسی ہیں جو کالج کے پڑھے لکھے کو بھی علما سے پوچھے بغیر سمجھ نہیں آئیں گی۔ رہی بات اردو تحریر کی تو یہ اللہ پاک کی عطا اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا فیضان ہے۔ ضرورت پڑتی ہے تو لغت بھی دیکھ لیتا ہوں آخر میں جب تفتیش کے لئے مفتی صاحب کی بارگاہ میں کتاب پیش ہوتی ہے تو وہ بھی مفید مشوروں سے نوازتے ہیں اور اس طرح کتاب مکمل ہو جاتی ہے۔ (2)

صرف کتابیں پڑھنے سے لکھنا نہیں آتا

سوال: کیا بہت زیادہ کتابیں پڑھنے سے بھی کتاب لکھنے کی صلاحیت آجاتی ہے؟

جواب: صرف کتابیں پڑھنے سے لکھنا نہیں آتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ لکھنے کی مشق بھی ہوتی رہے تو آخر کار تحریر کا فن آجاتا ہے۔ پہلی بار جیسا بھی ٹوٹا پھوٹا لکھا جائے لکھے، پھر آہستہ آہستہ خود ہی ذوق بن جاتا ہے اور قدرتی طور پر صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا رہتا

[1] یہ رسالہ 25 صفر المظفر 1393ھ مطابق 31 مارچ 1973ء کو یوم رضا کے موقع پر پہلی بار شائع ہوا۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ دینی کاموں کی تحریرات، المدینۃ العلمیہ فیصل آباد

ہے نیز اس کے پاس بہت سارے الفاظ کا ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے۔ میرے لئے تو یہ چیز بھی مفید رہی کہ مجھے شاعری سے بھی دلچسپی رہی ہے اور جس کو شاعری سے دلچسپی ہو اس کے پاس الفاظ کا کافی ذخیرہ ہوتا ہے۔[3]

تحریری مصروفیات اور قیدِ تنہائی

سوال: آپ تنہائی میں تحریری کام کرتے ہیں، اس سے آپ کو بوریت نہیں ہوتی؟

جواب: بوریت تو ٹھیک ٹھاک ہوتی ہے لیکن اصل تحریری کام بھی تنہائی میں ہی ہوتا ہے۔ اگر آپ ایسی جگہ کام کر رہے ہیں کہ کوئی آرہا ہے، کوئی جارہا ہے، کوئی بول رہا ہے تو پھر کام میں کوالٹی نہیں آئے گی۔ البتہ اگر ایک ہی کتاب پر چار پانچ افراد مل کر کام کریں تو پھر دوسروں کی موجودگی میں بھی کام کرنے میں حرج نہیں۔ مثلاً دعوتِ اسلامی کے شعبہ المدینۃ العلمیہ کا کام ہی کتابوں پر کام کرنا ہے تو یہ مل کر بھی تحریری کام کر لیتے ہیں۔[4]

بوریت اور اُداسی پر صبر

سوال: تحریری کام کے دوران ہونے والی بوریت اور اُداسی کو کیسے دور کرتے ہیں؟

جواب: صبر کرتا ہوں، کیونکہ جب یہ کام کرنا ہے تو پھر کرنا ہے۔ میرے لئے تو اب ویسے بھی تنہائی ہی تنہائی ہے حالانکہ میری زندگی کا بیشتر حصہ عوام کے ساتھ گھل مل کر گزرا ہے، لیکن اب سیکیورٹی مسائل ہیں۔[5]

ذہنی تھکاوٹ اور نیند

سوال: اگر تحریری کام کرتے ہوئے ذہن تھک جائے تو اسے بحال کرنے کے لئے کیا کرتے ہیں؟

جواب: تھکن تو کم ہی محسوس ہوتی ہے لیکن بسا اوقات نیند آنے لگتی ہے اس لئے مجھے نیند پوری لینی پڑتی ہے۔ اس کے باوجود بعض اوقات نیند آتی ہے خصوصاً گرمیوں میں شام کے وقت میرا بلڈ پریشر بالکل لو ہو جاتا ہے اور اتنی نیند آتی ہے کہ میں نڈھال ہو جاتا ہوں۔ جن دنوں میں ”آدابِ طعام“ کتاب پر کام کر رہا تھا تو اس دوران میں نے اپنی نیند سات سے کم کر کے چھ اور پھر پونے چھ گھنٹے کر دی تھی لیکن اس سے مجھے کمزوری اور نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے کام میں دشواری ہونے لگی اس لئے بڑھاتے بڑھاتے دوبارہ سات گھنٹے کر دی ہے۔ اب کبھی سات، کبھی سوا سات اور کبھی ساڑھے سات گھنٹے تک نیند ہوتی ہے لیکن اوسطاً ہم اسے سات گھنٹے کہہ سکتے ہیں۔ عموماً دو یا تین قسطوں میں سونے کی عادت ہے۔ زیادہ تر دو دو گھنٹے کی نیند لیتا ہوں، کبھی ایک گھنٹہ پچاس منٹ اور کبھی دو گھنٹہ بیس منٹ کا بھی معمول رہتا ہے، سردیوں اور گرمیوں کے لحاظ سے معمول بدلتا رہتا ہے۔ تحریری کام کرتے ہوئے میں نے آدھے آدھے گھنٹے کی نیند کے بعد بھی کام کیا ہے۔[6]

تحریری کام بیرونِ ملک کیوں؟

سوال: آپ تحریری کام کے سلسلے میں کئی کئی مہینے ملک سے باہر گزارتے ہیں، سفر کی مشقت بھی ہوتی ہے، گھر والوں سے دوری بھی ہوتی ہے تو آپ یہ کام یہاں بیٹھ کر بھی تو کر سکتے ہیں؟

جواب: دراصل یہاں مصروفیات کا انداز بدل جاتا ہے۔ میں نے کئی بار کوشش کی کہ یہیں تحریری کام کروں لیکن ملاقات کے مطالبے، کبھی اجتماعی مشورے، تو کبھی فلاں آیا ہے اگر اس سے نہیں ملیں گے تو وہ ناراض ہو جائے گا، وہ ایک مریض آیا ہے اگر آپ اس کو ٹائم نہیں دیں گے تو گھر والے بدظن ہو جائیں گے، لوگ بغیر نوٹس کے ہی آرہے ہوتے ہیں پھر بعض وقت مانگتے ہیں کہ ہمیں وقت دو۔ کبھی فلاں شخصیت، کبھی فلاں حضرت تو یہ تمام چیزیں میرے لئے رکاوٹ بن جاتی ہیں اور مجھے اس کام کے لئے یکسوئی نہیں مل پاتی۔[7]

تحریری کاموں کا مقصد

سوال: فیضانِ سنت کے بعد آپ نے کئی کتابیں لکھی ہیں، یہ کتابیں لکھنے اور تحریری کام کرنے کا ذہن کیسے بنا؟

جواب: یوں سمجھ لیں کہ فیضانِ سنّت لکھنے کے بعد میری لکھنے کی عادت بن گئی، یہ عادت اب تک چل رہی ہے اور اللہ کرے آخری دم تک چلتی رہے۔ لکھنے کا ذہن اس لئے بنا کہ جیسے قراٰنِ کریم پہلے سینوں میں تھا، پھر ایک جنگ میں غالباً سات سو حفاظ صحابہ شہید ہوئے تو قراٰنِ کریم کو جمع کیا گیا اور اب یہ تحریری صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ اسی طرح احادیثِ مبارکہ کی تدوین بھی بعد میں ہوئی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ہی لے لیجئے کہ

آپ نہ صحابی ہیں نہ تابعی نہ تبع تابعی، آپ کی کتاب بخاری شریف تیسری صدی ہجری میں لکھی گئی۔ اس طرح اور بھی کئی کتبِ احادیث لکھی گئیں اگر یہ کتابیں نہ لکھی جاتیں تو ہم کیا کرتے۔ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃُ اللہِ علیہ کے مذہب کو آپ کے شاگردِ رشید امام محمد رحمۃُ اللہِ علیہ نے تحریر کیا اور اسی وجہ سے انہیں محرّرِ مذہبِ امامِ اعظم کہا جاتا ہے، یہ نہ لکھتے تو ہم کیا کرتے؟ زمانۂ قریب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ نے 30 جلدوں کی صورت میں فتاویٰ رضویہ جیسا علمی شاہکار اور ترجَمۂ کنز الایمان کے نام سے قراٰنِ کریم کا مستند ترجمہ دیا۔ یہ نہ لکھتے تو ہم کیا کرتے؟ اسی طرح بہارِ شریعت کو ہم اردو زبان میں فقہِ اسلامی کا انسائیکلوپیڈیا کہہ سکتے ہیں۔ فقہِ حنفی پر اردو زبان میں اتنی ضخیم کتاب میں نے کسی اور کی نہیں دیکھی۔ یہ لوگ کتابیں لکھ کر تشریف لے گئے لیکن ان کے لئے ثواب کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ اسی لئے میری بھی ایک حرص ہے کہ اللہ کرے مرنے کے بعد یہ کتابیں میرے لئے ثوابِ جاریہ کا سبب بن جائیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ سب لوگ کتابیں لکھنا شروع کر دیں، کتاب لکھنے کے لئے علم ہونا چاہئے۔ میں تو اپنی کتاب علما سے چیک بھی کرواتا ہوں اور پوری کوشش ہوتی ہے کہ اس میں کوئی شرعی غلطی نہ رہ جائے لیکن کئی لوگوں کی کتابوں میں شرعی غلطیاں موجود ہوتی ہیں، لکھنے والے لکھے چلے جارہے ہیں اور خیال نہیں کر رہے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا کہ قلم پکڑنا آ گیا تو مصنف بن بیٹھے۔(8)

اندازِ تحریر اور لکھنے کے مراحل

سوال: آپ کی کوئی بھی کتاب یا رسالہ آنے میں بہت وقت لگ جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: تحریری کام کے منظرِ عام پر آنے میں تاخیر کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ تحریر کے علاوہ میرے دوسرے کام بھی ہیں، آپ جانتے ہیں کہ تحریری کام کے لئے گوشہ نشینی چاہئے اور سوشل میڈیا نے میری گوشہ نشینی کو بھی ختم کر دیا ہے۔ نیز میں اپنی تحریر کو مبالغۃً دس بار چیک کرتا ہوں یعنی کئی بار اسے پڑھتا ہوں، پھر یہ تحریر المدینۃ العلمیہ اور مفتی صاحب سے چیک ہوتی ہے تو بعض اوقات المدینۃ العلمیہ یا مفتی صاحب مجھے اس میں کوئی کام دیتے ہیں تو وہ کام کرنا ہوتا ہے پھر مفتی صاحب کے کئے ہوئے کام پر المدینۃ العلمیہ والے ایک اور نظر ڈالتے ہیں جو کچھ مفتی صاحب نے فرمایا ہے اس کو کیسے درست کرنا ہے اور کہاں حوالے ڈالنے ہیں وغیرہ۔ اس طرح مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد کہیں جا کر یہ کتاب یا رسالہ منظرِ عام پر آتا ہے۔(9)

زندگی بھر تحریری کام جاری رکھنے کا عزم

سُوال: آپ مختلف موضوعات پر تحریر فرماتے ہیں۔ تحریری کام کے حوالے سے آپ کا ہدف کیا ہے؟ نیز علمِ دین کے حصول کے لئے آپ کونسی کتاب پسند فرماتے ہیں؟

جواب: جب تک زندگی ہے تب تک تحریری کام کرنا ہدف ہے۔ ابھی قلم پکڑنے کی طاقت ہے اور اللہ نے چاہا تو یہ چلتی رہے گی۔ اللہ کرے کہ عقل سلامت رہے اور ایسی نکمی عمر نہ آئے جس میں آدمی بستر پر پڑا رہتا ہے اور کسی کام کا نہیں ہوتا، اللہ پاک ایسی حالت سے پناہ میں رکھے۔ لکھنا میری روٹین میں شامل ہے اس لئے کچھ نہ کچھ لکھتا رہتا ہوں۔ علمِ دین کے حصول کے لئے کوئی ایک کتاب نہیں بلکہ بہت ساری کتابیں ہیں، علمائے اہلِ سنت کی جتنی کتابیں ہیں سب سے استفادہ کرنا چاہئے مثلاً اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کا ترجَمۂ قراٰن کنز الایمان، تفسیر صراط الجنان، اسی طرح علمائے اہلِ سنّت کی لکھی ہوئی احادیث کی شروحات، مراٰۃ شرح مشکوٰۃ، اس کے ساتھ ساتھ فتاویٰ رضویہ شریف اور بہارِ شریعت بھی پڑھیں کیونکہ ان میں فقہی مسائل کی بہت معلومات ہیں نیز مکتبۃ المدینہ کی بھی بہت ساری کتابیں ہیں جن کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ شاید زندگی گزر جائے گی مگر کتابیں ختم نہ ہوں گی۔ آپ سب پڑھ لیں گے تو مزید نئی چھپ کر آجائیں گی۔(10)

---

(1) امیرِ اہلِ سنت کی کہانی انہی کی زبانی، قسط 2 (2) امیرِ اہلِ سنت کی کہانی انہی کی زبانی، قسط 8 (3) امیرِ اہلِ سنت کی کہانی انہی کی زبانی، قسط 8 (4) امیرِ اہلِ سنت کی کہانی انہی کی زبانی، قسط 8 (5) امیرِ اہلِ سنت کی کہانی انہی کی زبانی، قسط 8 (6) امیرِ اہلِ سنت کی کہانی انہی کی زبانی، قسط 8 (7) دلوں کی راحت، قسط 13 (8) دلوں کی راحت، قسط 23 (9) دلوں کی راحت، قسط 23 (10) دلوں کی راحت، قسط 22۔

مزار خواجہ سید لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

مزار امام حبیب احمد بن زین حبشی علوی رحمۃ اللہ علیہ

مزار مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مزار حضرت حُجر بن عدی کندی رضی اللہ عنہ

اپنے بُزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مَدَنی*

شعبانُ المعظم اسلامی سال کا آٹھواں مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وصال یا عرس ہے، ان میں سے 100 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" شعبانُ المعظم 1438ھ تا 1445ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے مزید 11 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

شہدائے جنگِ جِسر: حضرت ابوعبید بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کی کمانڈ میں شعبان 13ھ کو مسلمانوں اور کفار کے درمیان قس الناطف کے مقام پر جنگ ہوئی، اس میں چار ہزار مسلمان شہید ہوئے، اس جنگ میں مسلمان دریائے فرات کے مغربی علاقے مروحہ سے ایک پُل (جسر) کے ذریعے مشرقی علاقے قس الناطف گئے تھے، اس لئے اس کو جنگِ جِسر، جنگِ قس الناطف اور جنگِ مروحہ بھی کہتے ہیں۔[1]

1 حُجر الخیر حضرت حُجر بن عدی کندی رضی اللہ عنہ صحابی، راویِ حدیث، فاضلِ کوفہ، مستجابُ الدعوات، مجاہد اور نیک و پارسا شخصیت کے مالک تھے، جنگِ قادسیہ، جَمل و صفین میں شرکت کی، شعبان 51ھ میں شام کے مقام مرج عذراء (موجودہ نام عدرا، صوبہ ریف دمشق) میں شہید کئے گئے۔[2]

اولیائے کرام رحمہم اللہ السّلام

2 شیخ شطا دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ شطا تابعی کے نام سے مشہور ہیں، یہ حاکمِ دمیاط ہاموک / بامرک کے بیٹے تھے، انہوں نے صحابیِ رسول حضرت عُمیر بن وہب جمحی قریشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور ان کے ساتھ مل کر جہاد میں مصروف ہوگئے، ان کی شہادت 15 شعبان 21ھ کو ہوئی، دمیاط سے پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر دفن کئے گئے۔ بعد میں مسجد و مزار کی تعمیر ہوئی۔ ہر سال ان کا عرس 15 شعبان کو منعقد ہوتا ہے۔[3]

3 امام حبیب احمد بن زین حبشی علوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1069ھ کو غرفہ، حضر موت، یمن میں ہوئی اور 19 شعبان 1144ھ کو وصال فرمایا، حوطہ احمد بن زین، یمن میں مزار ایک گنبد میں زیارت گاہِ عام ہے۔ آپ حافظِ قراٰن، عالمِ باعمل، عارف باللہ، ولیِ کامل، داعیِ کبیر، مصنفِ کتبِ کثیرہ، استاذُ العلماء، امام وفقیہ، مقام صدیق الکبریٰ پر فائز اور یمن کے اکابر علما و مشائخ سے تھے۔ 17 مساجد تعمیر کرنے کی وجہ سے ابو المساجد کہلائے۔ 18 کتب میں الرسالۃ الجامعۃ کو بہت شہرت حاصل ہوئی۔[4]

* رکن مرکزی مجلس شوریٰ (دعوتِ اسلامی)

4 خواجہ سید لعل شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش دندہ شاہ بلاول ضلع اٹک میں ہوئی، خواجہ احمد دین انگوی سے علوم و فنون میں مہارت حاصل کی، بیعت کا شرف خواجہ دوست محمد قندھاری (بانی خانقاہ موسیٰ زئی، ڈیرہ اسماعیل خان) اور خلافت خواجہ محمد عثمان دامانی سے حاصل ہوئی، آپ عالمِ باعمل اور باکرامت ولیِ کامل تھے۔ آپ کا وصال 7 شعبان 1313ھ کو ہوا، مزار جائے پیدائش میں ہے۔(5)

5 مستفتیِ اعلیٰ حضرت، نعمت الاولیاء حضرت شاہ نعمت علی خاکی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1287ھ کو موضع ددری ضلع سیتامڑھی، بہار ہند میں ہوئی، آپ پابندِ شریعت، سچے مجذوب، متصلب سنی، صاحبِ کرامت اور مرجع علماء و عوام تھے، آپ کا وصال 13 شعبان 1350ھ کو نمازِ فجر کے آخری سجدے میں ہوا۔ مزار بناٹولہ، اسلام پور، منہار، بہار، ہند میں ہے۔(6)

علمائے اسلام رحمہم اللہ السلام

6 امام علی بن حسن بن شقیق عَبدی بصری مَروزی رحمۃ اللہ علیہ امام سفیان بن عیینہ اور امام عبداللہ بن مبارک جیسے اکابرین کے شاگرد، محدثِ کبیر، امام احمد بن حنبل اور امام بخاری کے شیخ ہیں۔ آپ نے 78 سال کی عمر پاکر ماہِ شعبان سن 211 یا 212ھ میں مقامِ مَرْو میں وصال فرمایا۔(7)

7 امام مکی بن ابراہیم تمیمی حنظلی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 126ھ میں ہوئی، آپ امام جعفر صادق اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہما کے شاگرد، جید عالمِ دین، حدیث کے امام اور مشائخ امام بخاری سے تھے، آپ نے 60 حج کئے، 10 سال بیتُ اللہ میں خدمت کرکے گزارے اور 17 تابعین سے حدیث سُن کر لکھی، آپ کا وصال شعبان 216ھ میں بلخ، ایران میں ہوا۔(8)

8 حافظُ الحدیث امام عبدان حافظ عبدُ اللہ بن عثمان بن جَبَلہ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 140ھ کے بعد ہوئی اور آپ نے 76 سال کی عمر پاکر شعبانُ المعظم 221ھ میں وصال فرمایا۔ آپ امامُ الحدیث، مرجع محدثین، استاذُ العلماء اور جذبۂ غمگساری سے مالامال تھے، آپ امام بخاری کے مشائخ میں سے ہیں۔(9)

9 شیخُ المشرق، سیّدُ الحفاظ امام اسحاق بن رَاہُویہ حنظلی مروزی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 161ھ میں ہوئی اور 15 شعبان 238ھ کو نیشاپور، ایران میں وصال فرمایا۔ آپ نے حصولِ علمِ حدیث کے لئے عراق، حجازِ مقدس، یمن اور شام کا سفر کیا، واپس جاکر نیشاپور میں اشاعت میں مصروف رہے۔ امام بخاری نے آپ سے احادیث سماعت کرنے کا شرف پایا۔ کتاب مسندِ اسحاق بن راہویہ آپ کی پہچان ہے۔(10)

10 شیخُ القراء عبدالخالق منوفی ازہری ثم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 22 ذوالحجہ 959ھ کو مصر میں ہوئی اور 27 شعبان 1078ھ کو ہند میں وفات پائی، مزار مبارک احمد آباد گجرات ہند میں ہے، آپ فاضل جامعۃُ الازہر قاہرہ، جید حافظِ قراٰن، بہترین قاری اور دیگر علوم کے ساتھ فنِ قراءت پر عبور حاصل تھا۔ علمائے ہند نے آپ سے سندِ قراءت حاصل کی۔(11)

11 مفتیِ اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نسباً فاروقی، مسلکاً حنفی اور مشرباً نقشبندی تھے، آپ کی پیدائش 1303ھ کو دہلی میں ہوئی اور یہیں 14 شعبان 1386ھ کو وصال فرمایا، مزار درگاہ میراں شاہ نانو، وسط صحن مسجد فتحپوری دہلی میں ہے، آپ ماہرِ علومِ اسلامیہ، وسیع المطالعہ، مفتیِ اسلام، صاحبِ تصانیف، متبعِ سنّت، خلیفہ شاہ رکنُ الدین الوری اور شیخِ طریقت تھے۔ کتب میں تفسیر مظہر القرآن اور مظہر الفتاویٰ مشہور ہیں۔(12)

---

(1) تاریخ طبری، 3/146 تا 158 - اسد الغابۃ، 6/217 (2) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 2/32 - مستدرک للحاکم، 4/588، 590 (3) المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار، 1/416، 417، وغیرہ (4) الرسالۃ الجامعۃ، ص5 تا 15، وکی پیڈیا (5) انسائیکلو پیڈیا اولیائے کرام، 2/223 (6) انوار خاکی، ص26، 49، 50، 52 (7) تہذیب الکمال، 7/269، 271 - اسامی شیوخ البخاری للصغانی، ص162 (8) تذکرۃ الحفاظ للذہبی، 1/268 (9) سیر اعلام النبلاء، 9/42 تا 44 (10) تہذیب الکمال، 1/360، 367 - تذکرۃ الحفاظ للذھبی، 2/17 - سیر اعلام النبلاء، 9/547 (11) امتاع الفضلاء بتراجم القراء، 2/160 - تذکرۂ قاریان ہند، ص178، 179 - تواریخ آئینہ تصوف، ص218 (12) فتاویٰ مظہریہ، ص29 تا 41۔

غزوۂ بنو مُصْطَلِق کے اسباب و نتائج

مولانا بلال حسین عطاری مَدَنی*

غزوۂ اُحُد میں مسلمانوں کو ہونے والے جانی نقصان کو دیکھ کر اسلام دشمنوں کا حوصلہ اتنا بلند ہو گیا تھا کہ ان پر مدینۂ منورہ پر دھاوا بولنے کا جنون سوار ہو گیا تھا، یہی وجہ ہے کہ 4 اور 5 ہجری میں غزوۂ خندق تک مسلمانوں کو مجبوراً کئی دفاعی جنگیں لڑنی پڑیں جو کہ کامیاب بھی رہیں جیسا کہ سَریہ ابو سَلَمہ میں سالارانِ کفار طُلَیْحَہ بن خُوَیْلِد اور سلمہ بن خویلد کو اپنے اونٹ بکریاں چھوڑ کر پیچھے ہٹنا پڑا، سریہ عبداللہ بن اُنَیس میں مخالف لشکر کا سربراہ خالد بن سفیان ہزلی اپنی جان گنوا بیٹھا، غزوہ ذاتُ الرِّقاع میں اَنمار و ثَعلبہ قبائل رُسوا ہوئے، غزوۂ دُومۃُ الجَندَل میں بھی دشمن کو اپنا مال و متاع چھوڑ کر بھاگنا پڑا،[1] الغرض سب نے اپنی سی کوشش کر کے دیکھی جس میں انہیں منہ کی کھانی پڑی۔ غزوۂ مُرَیْسِیع/غزوۂ بَنو مُصْطَلِق بھی اسی مرحلے کی ایک جنگ ہے جس میں پیش قدمی کرکے دشمن کے حملے کو پسپا کیا گیا، یہ جنگ شعبان 5 ہجری میں لڑی گئی۔

وجہ تسمیہ "مریسیع" بنو مصطلق کے پانی کے کنویں کا نام ہے، یہ جنگ اسی مقام پر لڑی گئی تھی اس لئے اسے جنگ مریسیع کہتے ہیں اور چونکہ یہ جنگ بنو مصطلق سے تھی تو اس مناسبت سے اسے غزوۂ بنو مصطلق بھی کہتے ہیں۔[2]

بنو مصطلق کا تعارف و جغرافیہ بنو مصطلق، بنو خُزاعہ کی ایک شاخ تھی، جو کہ بنو مُدلج کے حلیف تھے۔ ان کی رہائش فُرع (Wadi Al Fora'a) کے نواح میں قُدید کے قریب تھی، مدینۂ منورہ سے مصطلق جاتے ہوئے فُرع راستے میں پڑتا ہے۔ قُدید، مکہ و مدینہ کے درمیان بحیرۂ اَحمر (Red Sea) کے پاس ہے، آج کے وقت میں مدینۂ منورہ سے قُدید کا راستہ کم و بیش 3 گھنٹے / 300 کلو میٹر کا ہے جبکہ مکے سے اس کا نصف، اُس وقت یہ فاصلہ دِنوں میں طے ہوتا تھا۔[3]

پس منظر (مع ابتدائی انٹیلی جنس کارروائی) حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ خبر پہنچی کہ قبیلۂ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابو ضرار (جو بعد میں ایمان لے آئے تھے) مدینۂ منورہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں جس کے لئے انہوں نے اپنی قوم کے ساتھ ساتھ اہلِ عرب میں سے بھی حتی المقدور افراد کو جمع کر لیا ہے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس خبر کی تصدیق اور دیگر انٹیلی جنس معلومات حاصل کرنے کے لئے حضرت بُریدہ بن حُصَیب رضی اللہ عنہ کو وہاں روانہ کیا اور اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ[4] کے تحت انہیں خلافِ واقع بات کہنے کی بھی اجازت دی تا کہ پکڑے جانے کی صورت میں خلافِ واقع بات کر کے کافروں کے شر سے چھٹکارا پا سکیں۔[5]

پیارے آقا کا جاسوس بنو مصطلق میں حضرت بُریدہ بن حصیب جب اپنے پر خطر فریضے کو سر انجام دینے بنو مصطلق کے پاس پہنچے تو وہاں ایک لشکر دیکھا۔ بنو مصطلق کے لوگوں نے آپ کو دیکھ کر پوچھا: کون ہو؟ آپ نے جواب دیا: تم ہی میں سے ہوں، جب مجھے محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے خِلاف تمہاری لشکر کشی کی خبر پہنچی تو میں چلا آیا۔ میں اپنی قوم اور اپنے اطاعت گزاروں کو بھی لے آتا ہوں، اس طرح ہم سب متحد ہو کر ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ حضرت بُریدہ کی بات سُن کر خاندانِ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابو ضِرار کہنے لگے:

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ ذمہ دار ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

ہم بھی یہی چاہتے ہیں، جلدی سے لے آؤ! حضرت بریدہ نے کہا: میں ابھی جاکر اپنی قوم کا ایک بڑا لشکر تمہارے پاس لے آتا ہوں۔ اس پر وہ لوگ بہت خوش ہوئے۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جنگی تیاری بنومصطلق کی آنکھوں میں دھول جھونک کر حضرت بُریدہ جب واپس مدینۂ منورہ آئے، اور سارا ماجرا پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سنایا تو آپ نے بنو مصطلق کے خلاف اعلانِ جنگ کرتے ہوئے صحابۂ کرام کو مدعو کیا، جانثارانِ مصطفےٰ لبیک کہتے ہوئے گھوڑوں کی لگامیں تھامے چلے آئے۔ 700 نفوس پر مشتمل مسلمانوں کے اس لشکر میں کل 30 گھوڑے تھے جن میں سے 20 انصار جبکہ 10 مہاجرین کے تھے۔

مدینے سے روانگی پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مدینۂ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا، مدینے کے انتظامات ان کے سپرد کئے اور بنو مصطلق پر زمین تنگ کرنے کے لئے اپنی فوج کے ہمراہ 2 شعبان کو مدینۂ منورہ سے روانہ ہوگئے۔

بنو مصطلق کا جاسوس مسلمانوں کی گرفت میں اسی دوران پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس مشرکین کا ایک جاسوس پکڑ کر لایا گیا، اسے قبیلۂ بنو مصطلق کے سردار حارِث بن ابوضِرار نے مسلمانوں کے بارے میں خفیہ معلومات حاصل کرنے بھیجا تھا۔ اس جاسوس سے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے لشکرِ کفار کی صورتحال پوچھی جس کے بارے میں اس نے اپنی زبان نہیں کھولی، اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جو کہ اس نے رد کردی، اب چونکہ اس جاسوس کے سانس لینے کی کوئی وجہ باقی نہیں تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیارے آقا کے حکم پر اس کو تہِ تیغ کردیا۔ آج بھی دنیا کے کسی بھی ملک کا دفاعی نظام جاسوس کے لئے نرم گوشہ نہیں رکھتا۔

بنو مصطلق کے اتحادیوں کا میدان جنگ سے فرار مخالفین کو جب مسلم فوج کے آنے اور اپنے جاسوس کی موت کی خبر ہوئی تو بنو مصطلق کے اتحادی یعنی دیگر عرب جو اس جنگ میں حارث بن ابوضرار کے ساتھ شامل تھے وہ مارے خوف کے دُم دبا کر بھاگ گئے، اور بنو مصطلق کے لوگ مقابلے کے لئے تنہا رہ گئے۔

میدانِ کارزار میں مسلم لشکر کی آمد لشکرِ اِسلام مُرَیسیع کے میدان میں پہنچا اور قرار گاہ میں حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے خیمہ نصب کردیا گیا۔ سامنے لشکرِ کفار تیار تھا، اِدھر لشکرِ اسلام بھی صف آراء ہوگیا، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ بنو مصطلق کو ندا دیں کہ تم لوگ اسلام قبول کرلو تاکہ اپنے جان و مال کو محفوظ کرسکو۔ فرمانِ رسول کے مُوَافِق حضرت عمر نے انہیں دعوتِ اِسلام پیش کی لیکن انہوں نے اِسلام قبول کرنے سے انکار کردیا۔ بعد ازاں دونوں طرف سے تیر اندازی شروع ہوگئی پھر رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے اَصْحاب کو حکم فرمایا تو انہوں نے یکبارگی حملہ کردیا بعض روایتوں کے مطابق ان پر اس وقت اچانک یلغار کی گئی جب وہ بالکل غفلت میں تھے۔ بہر حال اللہ پاک نے مسلمانوں کو مکمل برتری کے ساتھ فتح عطا فرمائی۔

کفار کا جانی و مالی نقصان اس جنگ میں کفار کے دس افراد ہلاک جبکہ 700 یا اس سے زائد گرفتار ہوئے، جنگی قیدیوں کے ہاتھ پیچھے باندھ دیئے گئے اور حضرت بُرَیْدَہ رضی اللہ عنہ جنہیں جاسوسی کے فرائض سونپے گئے تھے، انہی کو ان پر نگران مُقَرَّر کیا گیا۔ اس جنگ میں 2 ہزار اونٹ اور 5 ہزار بکریاں بھی مالِ غنیمت میں ہاتھ آئیں۔[6]

مسلمانوں کا جانی نقصان اس جنگ میں مسلمانوں کو تقریباً کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، البتہ حضرت ہشام بن صبابہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے ایک انصاری صحابی نے دھوکے میں (دشمن سمجھ کر) شہید کردیا تھا۔[7]

بنو مصطلق کی شکست کی وجوہات اس جنگ کے مطالعہ سے بنو مصطلق کے ہار جانے کی دو وجوہات سامنے آتی ہیں:

پہلی تو لشکرِ محمدی کا رعب و دبدبہ اور وہ ہیبت جو اللہ ربُّ العزت نے کفار کے دلوں میں ڈال دی تھی، یہ لشکر کفار کو اس سے بڑھ کر نظر آرہا تھا جتنا وہ حقیقت میں تھا جیسا کہ خود حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا (جو کہ اس وقت کفار کی صف میں تھیں) بیان کرتی ہیں کہ ہم مُریسیع کے میدانِ کارزار میں تھے جب لشکرِ اسلام میدان میں آیا تو میں نے اپنے والد (اس لشکر کے سردار حارث بن ابو ضرار) کو کہتے سنا "اتنا بڑا لشکر ہمارے سامنے آگیا ہے کہ جس کے مقابلے کی سکت ہم میں نہیں۔" مزید کہتی ہیں کہ میں خود اتنی کثرت سے مجاہدین، گھوڑے اور اسلحہ دیکھ رہی تھی جسے میں بیان نہیں کرسکتی۔ اور جب میں اسلام لاکر پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زوجیت میں آگئی تو میں پھر اس لشکر

کو دیکھنے لگی مگر اب کی بار وہ اس طرح نہیں دکھ رہا تھا جیسا میں نے پہلے دیکھا تو میں سمجھ گئی کہ یہ وہ رعب تھا جو اللہ نے مشرکین کے دلوں میں ڈالا تھا۔ نیز قبیلہ بنو مصطلق کے ہی ایک شخص جو اسلام لا چکے تھے، انہوں نے بھی اسی طرح کی بات بیان کی کہ ہم چتکبرے گھوڑوں پر سوار ایسے نُورانی افراد کو دیکھتے تھے جنہیں ہم نے نہ پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ بعد میں۔(8)

اور دوسری ظاہری وجہ بنو مصطلق کے دیگر عرب اتحادیوں کا اس لشکر کو پیٹھ دکھا جانا ہے۔ لشکرِ اسلام کے بیان کردہ رعب نے ان اتحادیوں کو بھی جکڑ لیا تھا اور مزید یہ کہ چونکہ ان کا جاسوس پکڑا گیا تھا، تو ممکنہ طور پر ان اتحادیوں نے خیال کیا ہو کہ اب تک تو اس نے ہمارے تمام جنگی راز افشاں کر دیئے ہوں گے، لہٰذا ایسی جنگ میں شامل ہونے کا کوئی جواز نہیں جس میں شکست کے امکانات غالب ہوں، تو انہوں نے بنو مصطلق کو چھوڑ کر اپنی راہ لی۔

جنگِ مُریسیع کی مزید چند اہم جھلکیاں

علم بردار صحابہ: اس جنگ میں مہاجرین کے علم بردار حضرت ابو بکر صدّیق یا حضرت عمّار بن یاسِر تھے جبکہ انصار کا پرچم حضرت سعد بن عُبادَہ رضوانُ اللہِ علیہم اجمعین کے ہاتھ میں تھا۔(9)

مسلمانوں کا شعار (Military Codeword): جنگوں میں مختلف مقاصد کے لئے کچھ خفیہ الفاظ مقرر کئے جاتے تھے، اس جنگ میں مسلمانوں کا شعار "یَا مَنْصُوْرُ، اَمِتْ اَمِتْ" تھا۔(10)

حضورِ اکرم کے نائب: جنگ میں روانہ ہوتے وقت حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کس کو مدینے میں اپنا نائب بنایا؟ اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔ بعض کے مطابق حضرت زید بن حارثہ کو، بعض کے مطابق حضرت ابو ذر غفاری کو جبکہ ایک قول کے مطابق حضرت نُمیلہ بن عبد اللہ لیثی کو نائب مقرر کیا۔(11)

پیارے آقا کے گھوڑے: اس جنگ میں جو گھوڑے مسلمانوں نے استعمال فرمائے، ان میں دو گھوڑے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بھی تھے: ایک لِزاز جو کہ مُقَوقِس (شاہِ مصر) نے ہدیۃً آپ کی بارگاہ میں پیش کیا تھا جبکہ دوسرا گھوڑا ظَرِب تھا جو کہ فَروہ بن عَمرو جُذامی رضی اللہ عنہ نے آپ کو تحفۃً پیش کیا تھا۔(12)

منافقین کی مذموم حرکتیں: منافقین حسبِ عادت اس جنگ کے موقع پر بھی سازشیں کرنے سے باز نہ آئے۔ ایک دن پانی لینے پر ایک مہاجر اور انصاری میں کچھ تکرار ہو گئی اور نوبت لڑائی تک آگئی، رئیسُ المنافقین عبد اللہ بن اُبَی کو جلتی پر تیل چھڑکنے کا ایک موقعہ مل گیا، اس نے اشتعال دلانے کے لئے انصاریوں سے کہا کہ "لو! یہ تو وہی بات ہو گئی کہ سَمِّنْ كَلْبَكَ يَأْكُلْكَ (یعنی تم اپنے کتے کو کھلا پلا کر فربہ کرو تا کہ وہ تمہیں کو کھا ڈالے) تم انصاریوں ہی نے ان مہاجرین کو استحکام بخشا ہے لہٰذا اب ان مہاجرین کی امداد بالکل بند کر دو یہ لوگ ذلیل و خوار ہیں اور ہم انصار عزت دار ہیں اگر ہم مدینہ پہنچے تو یقیناً ہم ان ذلیل لوگوں کو مدینہ سے نکال باہر کر دیں گے۔ بہر حال حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس بد مزگی کو ختم کیا اور انصار و مہاجرین کے درمیان اپنے محبت و حکمت بھرے الفاظ سے واپس ایسی محبت پیدا کر دی کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔(13)

بنو مصطلق کا مستقبل اس جنگ میں گرفتار ہونے والے قیدیوں میں بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابو ضرار کی شہزادی بی بی جُوَیرِیہ بھی تھیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور اپنی خوشی سے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نکاح میں آنا قبول کیا اور اُمُّ المؤمنین بَن گئیں۔ یہ نکاح اس قدر برکت اور انسانیت کے لئے رحمت کا ذریعہ بنا کہ صحابۂ کرام کو جب اس نکاح کا پتا چلا تو صحابہ نے تمام قیدیوں کو یہ کہہ کر آزاد کر دیا کہ جس خاندان میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شادی کر لی، اس خاندان کا کوئی آدمی غلام نہیں رہ سکتا۔ صحابۂ کرام کے اس اقدام سے متأثر ہو کر بنو مصطلق والے مسلمان ہو گئے اور سردارِ بنو مصطلق اُمُّ المؤمنین حضرت جُویریہ رضی اللہ عنہا کے والد بھی دامنِ اسلام میں آ گئے۔(14)

---

(1) دیکھئے: زرقانی علی المواہب، 2/471، 473، 527، 528، 539، 540 (2) مواہب لدنیہ، 1/235 (3) معجم البلدان، 5/118- سیرت سید الانبیاء، ص162- طبقات ابن سعد، 2/48- Google Maps (4) بخاری، 2/318، حدیث: 3030 (5) سیرتِ حلبیہ، 2/377 (6) سیرتِ حلبیہ، 2/378، 379 (7) سیرت ابن ہشام، ص419 (8) مغازی للواقدی، 1/408 (9) سبل الہدیٰ والرشاد، 4/345 (10) سیرت ابن ہشام، ص421 (11) سبل الہدیٰ والرشاد، 4/344 (12) طبقات ابن سعد، 2/49- مواہب لدنیہ، 1/461 (13) سیرت ابن ہشام، ص419، 420- سیرت مصطفیٰ، ص308- مدارج النبوت، 2/156 (14) دیکھئے: ابو داؤد، 4/30، حدیث: 3931- عجائب القرآن، ص374۔

نئے لکھاری
(New Writers)
نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

مثالوں کی قرآنی حکمتیں

محمد عثمان
(درجۂ سابعہ جامعۃُ المدینہ شیرانوالہ گیٹ، لاہور)

قراٰنِ مجید سراپا حکمت ہے، اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بھلائی پر قائم رکھنے کے لئے اور زندگی میں عبرت سیکھنے کے لئے قراٰنِ کریم میں کئی مثالیں بیان کی ہیں ان میں ہر مثال اپنے اندر کئی اسرار اور حکمتیں رکھتی ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ جب وہ اپنی آنکھوں سے کسی چیز کا مشاہدہ کرتا ہے تو یقین کی اعلیٰ سطح پر چلا جاتا ہے۔ اس لئے اللہ پاک نے ایسی مثالیں بیان کی ہیں جس سے انسان یا تو براہِ راست متعارف ہوتا ہے یا بالواسطہ ان کی خبر رکھتا ہے اللہ پاک نے قراٰن میں جو امثال بیان کی ہیں وہ اس طرح جامع ہیں کہ تاریخِ انسانیت کے تمام ادوار کے لئے ان میں عبرتیں پوشیدہ ہیں ہر زمانے کے علمائے کرام ان مثالوں سے اپنے زمانے کے لوگوں کی راہنمائی کے لئے دروس و عبرتیں بیان کرتے آرہے ہیں۔ آیئے! قراٰنِ مجید کی چند مثالوں کی حکمتیں ملاحظہ فرمایئے:

(1) غور و فکر کرنا اللہ پاک نے قراٰنِ مجید میں مثالیں بیان فرمائیں تاکہ لوگ اس میں غور و فکر کریں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ(۲۱)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور یہ مثالیں لوگوں کے لیے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں۔ (پ28، الحشر:21)

(2) نصیحت حاصل کریں اللہ پاک لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور ایمان لائیں کیونکہ مثالوں سے بات اچھی طرح دل میں اتر جاتی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَیَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ(۲۵)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ سمجھیں۔ (پ13، ابراھیم:25)

(3) کفارِ قریش کی جہالت کو بیان کرنا کفارِ قریش نے مذاق اڑاتے ہوئے بطورِ طنز کہا تھا کہ اللہ مکھی اور مکڑی کی مثالیں بیان فرماتا ہے۔ قراٰن کریم میں ان کا رد کر دیا گیا کہ وہ جاہل ہیں جو مثال بیان کرنے کی حکمت کو نہیں جانتے، کیونکہ مثال سے مقصود تفہیم ہوتی ہے اور جیسی چیز ہو اس کے لئے ویسی ہی مثال بیان کرنا حکمت کے تقاضے کے عین مطابق ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِۚ وَمَا یَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ(۴۳)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے۔

(پ20، العنکبوت:43)

(4) منافقوں کو گمراہ کرنا اور مسلمانوں کو ہدایت دینا نزولِ قراٰن کا اصل مقصد تو ہدایت ہے لیکن چونکہ قراٰنی مثالوں کے ذریعے بہت سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں جن کی عقلوں پر جہالت کا غلبہ ہوتا ہے اور کلام کے بالکل معقول، مناسب اور موقع محل کے مطابق ہونے کے باوجود وہ اس کا انکار کرتے ہیں اور انہی مثالوں کے ذریعے اللہ پاک بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جو غور و تحقیق کے عادی ہوتے ہیں اور انصاف کے خلاف بات

نہیں کہتے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًاۘ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًاۙ وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًاؕ وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَۙ(۲۶)﴾ ترجمۂ کنز الایمان: تو وہ جو ایمان لائے وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے رہے کافر وہ کہتے ہیں ایسی کہاوت میں اللہ کا کیا مقصود ہے اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے اور اس سے انہیں گمراہ کرتا ہے جو بے حکم ہیں۔ (پ1، البقرۃ:26)

اللہ پاک ہمیں قراٰنِ کریم پڑھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا حرف "اَلَا" کے ساتھ تنبیہ فرمانا

علی حسین
(درجۂ رابعہ جامعۃُ المدینہ کنز الایمان، رائیونڈ، لاہور)

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زندگی مبارک میں تنبیہ و نصیحت کے مختلف انداز نظر آتے ہیں، جن میں ایک اہم انداز یہ بھی ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے "اَلَا" کے لفظ کے ذریعے اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی۔ لفظ "اَلَا" عربی زبان میں خبر دار کرنے، تنبیہ کرنے یا کسی بات پر خاص طور پر توجہ دلانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب کوئی ایسی بات بیان فرماتے جسے امت کے لئے خاص طور پر یاد رکھنا ضروری ہوتا تو اکثر "اَلَا" کا استعمال فرماتے تاکہ سننے والے پوری توجہ اور انہماک سے بات کو سنیں، سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ آیئے! چند احادیثِ مبارکہ پڑھتے ہیں:

دل کی اصلاح کی تاکید فرمائی

دل کی حالت بیان کرتے ہوئے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ یعنی خبردار! جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے، اگر وہ درست ہو تو پورا جسم درست ہوتا ہے، اور اگر وہ بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، سُن لو! وہ دل ہے۔ (بخاری، 1/33، حدیث:52)

اس حدیث میں نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے لفظ "اَلَا" کو دو مرتبہ استعمال فرما کر اُمّت کو دل کی پاکیزگی اور اصلاح کی تاکید فرمائی۔

ماتحتوں کے بارے میں تاکید فرمائی

ایک موقع پر نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تمام لوگوں کو ماتحتوں کے بارے میں تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ یعنی سُن لو! تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اُس کی رِعایا (ماتحتوں اور محکوم لوگوں) کے بارے میں پرسِش (یعنی پوچھ گچھ) ہوگی۔

(بخاری، 2/159، حدیث:2554)

یہاں پر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے "اَلَا" کا استعمال کر کے شدت کے ساتھ لوگوں کو ماتحتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید فرمائی ہے کہ تم سے تمہارے ماتحتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا لہٰذا اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

دینِ اسلام میں مساوات قائم رکھنے کی تاکید فرمائی

حجۃُ الوداع کے خطبہ میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دینِ اسلام میں مساوات یعنی برابری کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَلَا اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى اَعْجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى یعنی اے لوگو! سُن لو! بے شک تمہارا رب ایک ہے اور بے شک تمہارا باپ (یعنی حضرت آدم علیہ السّلام) ایک ہے۔ خبردار! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے۔ (مسند امام احمد، 9/127، حدیث:23548)

یہاں نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے "اَلَا" کا استعمال فرما کر مسلمانوں کو آپس میں مساوات قائم رکھنے کی تاکید فرمائی تاکہ مسلمانوں میں تکبر و تفاخر ختم ہو اور بھائی چارہ پروان چڑھے۔

ان احادیث کے علاوہ بھی نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کئی احادیث میں لفظ "اَلَا" کے ساتھ تنبیہات فرمائیں ہیں جن میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق ہدایات شامل ہیں، جن کا مقصد مسلمانوں کی زندگیوں کو بہتر اور پاکیزہ بنانا ہے۔

اللہ پاک ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

میت کے حقوق

عبد المنان عطّاری
(درجۂ سادسہ جامعۃُ المدینہ فیضانِ فاروق اعظم، سادھوکی، لاہور)

جس طرح زندگی میں لوگوں کے ایک دوسرے پر حقوق ہوتے ہیں جیسے کہ اولاد پر ان کے والدین کے حقوق، والدین کے اولاد پر حقوق، اسی طرح مرنے کے بعد بھی مُردوں کے حقوق زندوں پر ہوتے ہیں جیسا کہ ان کے جنازے کو کندھا دینا، ان کا نمازِ جنازہ ادا کرنا، ان کے لئے مغفرت کی دعا کرنا اور ان کیلئے صدقۂ جاریہ والے کام کرنا وغیرہ۔ میت کے چند مزید حقوق تفصیل کے ساتھ ذکر کئے جارہے ہیں ملاحظہ کیجئے:

(1) اچھی بات کہنا رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جب تم بیمار یا مَیِّت کے پاس آؤ تو اچھی بات بولو (یعنی دُعا کرو) اس لئے کہ فرشتے تمہاری دُعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔

(فیضان ریاض الصالحین، 6/568)

(2) میت کے لئے دعا کرنا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جب تم میت پر نماز پڑھو تو اس کے لئے خلوص کے ساتھ دعا کرو۔ (فیضان ریاض الصالحین، 6/613)

(3) میت کو کندھا دینا حضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو جنازے کے ساتھ گیا اور اسے تین بار کندھا دیا اس نے میت کا حق ادا کر دیا جو اس پر تھا۔

(مشکاۃ المصابیح، 1/319، حدیث:1670)

(4) میت کے غسل و کفن اور دفن میں جلدی کرنا غسل و کفن اور دفن میں جلدی چاہئے کہ حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔ (دیکھئے: الجوھرۃ النیرۃ، ص131)

(5) میت کا نمازِ جنازہ پڑھنا ہر مسلمان کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی گناہگار و مرتکبِ کبائر ہو۔

(بہار شریعت، 1/827)

(6) میت پر نوحہ نہ کرنا آخری نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی پر لعنت فرمائی۔

(مشکاۃ المصابیح، 1/328، حدیث:1732)

(7) بال نہ کاٹنا میت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اُکھاڑنا، ناجائز و مکروہِ تحریمی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اُسی حالت میں دفن کر دیں، ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو لے سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لئے تو کفن میں رکھ دیں۔

(تجہیز و تکفین کا طریقہ، ص91)

(8) پردہ پوشی میت کے حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے عیوب کو چھپایا جائے جس طرح کے حضور نبی پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس نے میت کو غسل دیا اور اس کی پردہ پوشی کی تو اللہ پاک 40 مرتبہ اس کے گناہ کو بخشے گا۔

(مستدرک للحاکم، 1/677، حدیث:1347)

(9) ایصالِ ثواب مردہ قبر میں ڈوبتے ہوئے انسان کی طرح ہوتا ہے اور کسی کی دعا کا انتظار کرتا ہے، جب کسی کی دعا پہنچتی ہے تو اسے بہت خوشی ہوتی ہے بلکہ یہ اس کے لئے دُنیاوَمَا فِیْہَا سے بہتر ہوتی ہے، حدیث میں ہے: جب کوئی شخص میت کو ایصالِ ثواب کرتا ہے تو جبر ئیلِ امین اسے نُورانی طباق (بڑی تھالی) میں رکھ کر قبر کے کنارے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے قبر والے! یہ تحفہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے قبول کر۔ یہ سُن کر وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی اپنی محرومی پر غمگین ہوتے ہیں۔ (معجم اوسط، 5/37، حدیث:6504)

اللہ پاک ہمیں میت کے حقوق و آداب کا خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تحریری مقابلہ کے لئے موصول 203 مضامین کے مؤلفین

لاہور: محمد حسنین عطّاری، ذوالقرنین، احمد رضا، عامر فرید، محمد کاشف، عبد المنان عطاری، محمد اکرام طفیل، محمد قمر شہزاد، حافظ محمد خضر، ذوالفقار یوسف، فہد علی عطاری، محمد ثاقب نعیم، محمد مدثر رضوی عطاری، محمد تیمور عطاری، احمد افتخار عطاری، احمد رضا عطاری، ارسلان حسن عطاری، راشد علی، سرفراز عطاری، ضیاء المصطفیٰ عطاری، عبید الرحمٰن، علی حسنین ارشد، علی رضا، محمد آفتاب عطاری، محمد ذیشان عطاری، محمد زین عطاری، محمد شعبان، محمد عدیل، محمد فیصل فانی بدایونی، محمد مبین علی، محمد معین عطّاری، مسلم عطاری، یاسر عباس، احمد رضا بن مراتب علی، احمد حسن صدیق، اویس عطاری، جنید یونس، حاجی محمد فیضان، حسنین علی عطّاری، دانش علی، رمیض رضا، زبیر یونس، سمیر احمد، سید علی، سید نگاہ علی کاظمی، شجاعت ذوالفقار، عرفان حیدر، علی اسحاق، علی اکبر، فاروق احمد، مبشر حسین، مبشر حسین عطاری، مبین ارشد، محمد اسامہ عطاری، محمد امجد عطاری، محمد آصف، محمد بلال احمد، محمد بلال اسلم عطاری، محمد بلال منظور، محمد جنید، محمد جنید جاوید عطاری، محمد رضا عطاری، محمد سیف اللہ عطاری، محمد شرافت، محمد عارش رضا قادری، محمد عاصم اقبال عطاری، محمد عدیل، محمد علی حیدر، محمد کاشف عطّاری، محمد مبشر عطاری، محمد موسیٰ، وقاص جمیل عطاری، مزمل حسن خان، مسعود احمد، ناصر اللہ وسایا، وارث علی عطاری، وقاص سمی محمد، ابو سفیان، محمد جنید اسلم عطاری، عبد الصبور عطاری، احسان، احمد، تنویر احمد، حافظ محمد احمد عطّاری، حافظ محمد انس عطاری، حافظ محمد توثیق رضوی، حافظ محمد حماس، حافظ معراج محمد، حماد رضا عطاری، ذوالقرنین، رضوان مقبول عطاری، زین العابدین، سانول فیاض، سید حدیر الحسن، سیف اللہ، صبیح اسد عطاری، عبد الغفار، عبد الحنان، عظمت فرید، عکراش رضا، علی حماد عطاری، علی رضا بن اللہ یار، غلام مرتضیٰ، فریال علی، فیضان علی، کلیم اللہ چشتی عطاری، گل محمد عطاری، محمد احسان، محمد احمد یعقوب، محمد احمد رضا عطّاری، محمد احمد رضا فیصل، محمد ارشد، محمد امجد عطاری، محمد اویس طالب، محمد ایاز جمال، محمد باصل الحسان عطاری، محمد تنویر عطاری، محمد جمیل عطاری، محمد جنید، محمد خضر حیات، محمد ذیشان قادری، محمد رضوان، محمد زیب سلیم عطاری، محمد شریف عطاری، محمد عابد عطاری، محمد عامر یعقوب، محمد عثمان، محمد عمران، محمد فرقان علی، محمد قاسم عطاری، محمد مبشر قربان قادری، محمد واجد، محمد یعقوب عطاری، محمد ثقلین امین حیدر، سدل حشمت عطاری، محمد محسن علی۔ **رائیونڈ:** علی عطاری، حسنین رضا، احمد ریاض، بلال غلام نبی، رضوان جامی، زین عباس، عبد الرشید عطاری، عبد المجید عطاری، علی حسین، محمد ایوب، محمد علی یاسین، محمد کلیم مدنی، مزمل حسین، جنید علی عطاری، حیدر علی، زین یاسین، طیب علی، طیب علی رضوی، ظہیر احمد، عاصم رزاق، عبد الحنان، عبد العلی، عرفت علی، علی حسین، علی حیدر عطاری، کاشف علی عطاری، ماجد علی، محمد اسد (سادھوکی)، محمد اسد عطاری، محمد آصف شوکت، محمد بلال ایوب، محمد جواد مشتاق، محمد سراج الدین عطّاری، محمد سفیان، محمد سلمان عطاری، محمد شایان نوید، محمد شعیب، محمد طلحہ، محمد عبد اللہ حسین، محمد عبد اللہ عطاری، محمد عبد اللہ مصطفائی، محمد عطاء المصطفیٰ، محمد فخر الحبیب نظامی، محمّد فیضان رحیم، محمد لقمان عطّاری، محمد یاسر عطاری، محمد کلیم مدنی، منیر احمد، منیر احمد۔ **کراچی:** حافظ محمد حنین قادری، کراچی غلام حسین۔ **متفرق شہر:** عبید رضا عطاری (سرائے عالمگیر)، عبد الحفیظ (اٹک)، محمد لیاقت علی قادری رضوی (گجرات)، محمد شہریار ظفر قادری (گوجر خان)، فہد ریاض عطاری (ملتان)، محمد اسامہ (ہری پور ہزارہ)، فرحان علی باجوہ (سیالکوٹ)۔

تحریری مقابلہ عنوانات برائے مئی 2025ء

صرف اسلامی بھائیوں کے لئے — مقابلہ نمبر: 63

01 رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا کلمہ ”اَبْغَضَ/اُبْغِضُ“ سے سمجھانا

02 ایمان اور کفر کی قرآنی مثالیں

03 کتابوں کے حقوق

+923012619734

صرف اسلامی بہنوں کے لئے — مقابلہ نمبر: 35

01 حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اپنی نواسیوں سے محبت

02 شوہر کو راضی رکھنے کے طریقے

03 لالچ

+923486422931

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 فروری 2025ء

آپ کے تأثرات (منتخب)

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے بارے میں تأثرات وتجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تأثرات کے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں۔

متفرق تأثرات

1 ماہنامہ فیضانِ مدینہ نومبر 2024ء کا مضمون ”لکھنے کے لئے عنوان کی تلاش“ نہایت اہم اور فکر انگیز ہے اور لکھنے والوں کے لئے بہترین راہنما ہے، اس میں موضوعات کی تلاش کے طریقوں کو انتہائی خوبصورتی اور مہارت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، یہ مضمون طلبہ، اساتذہ اور لکھنے کے شوقین افراد کے لئے نہایت مفید ہے جو انہیں نئے زاویوں سے سوچنے پر اکسائے گا اور ان کے تحریری سفر میں معاون ثابت ہوگا، مجلس سے گزارش ہے کہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں مزید ایسے مضامین کو شامل کیا جائے کہ جن سے تحریر و تصنیف کے شوقین افراد کی صلاحیتیں پروان چڑھیں اور وہ اس میدان میں خوب دین کا کام کر سکیں۔(برہان عطاری، اوکاڑہ) 2 ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا ہر مضمون اپنی جگہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے لیکن میرا پسندیدہ مضمون ”کلاس روم“ ہے۔(محمد بلال بن محمد مشتاق) 3 ماہنامہ فیضانِ مدینہ پڑھنے سے دل کو سکون ملتا ہے۔(محمد یونس، بدین سندھ) 4 اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ نومبر 2024ء پڑھنے کا شرف ملا، پڑھ کر کافی قلبی سکون ملا، بالخصوص مضمون ”اسلامی عدل کی مثالیں“ پڑھ کر انتہائی خوشی ہوئی، مؤلف سے گزارش ہے کہ اس مضمون کو مزید بڑھایا جائے اور ایسے مزید واقعات تلاش کرکے شائع کئے جائیں۔(محمد نعمان اعظم، فیصل آباد) 5 ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا ہر ہر جملہ گلاب کے پھول کی طرح خوشبو پھیلا رہا ہے، مگر مجھے اس میں صحت افزا مضامین دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ دعوتِ اسلامی ہمارے ایمان و اعمال کے ساتھ ساتھ ہماری صحت کا بھی تحفظ چاہتی ہے۔(صدام حسین، خیبر پختونخواہ) 6 ماہنامہ فیضانِ مدینہ سے علمِ دین کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کا ذہن بھی ملتا ہے، اس میگزین کو پڑھنے سے بزرگانِ دین سے محبت بڑھ جاتی ہے اور کافی سارے شرعی مسائل سیکھنے کو ملتے ہیں۔(بنتِ مقصود احمد، گوجرانوالہ، پنجاب) 7 اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ پڑھنے کی برکت سے دن بدن ہماری معلومات میں اضافہ ہو رہا ہے، اور اس کے ذریعے ہمیں بہت سی معلومات حاصل ہو رہی ہیں۔(اُمِّ عائشہ، کراچی) 8 ماہنامہ فیضانِ مدینہ پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے، اس کے سارے ہی موضوع اچھے اور فائدہ مند ہیں۔(بنتِ عبد المجید، فیصل آباد) 9 ماہنامہ فیضانِ مدینہ دین و دنیا کی معلومات کا حسین امتزاج و خزانہ ہے۔(بنتِ اکبر، فیصل آباد) 10 ماہنامہ فیضانِ مدینہ ہر گھر کے ہر فرد کے لئے بہت مفید میگزین ہے جس سے نہ صرف دینی بلکہ دنیاوی معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں۔(اُمِّ عاصم)

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تأثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔

آؤ بچو! حدیثِ رسول سنتے ہیں

قراٰن کی زینت

مولانا محمد جاوید عطاری مدنی*

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ یعنی قراٰنِ پاک کو اپنی آوازوں سے مزین کرو۔

(ابن ماجہ، 2/131، حدیث:1342)

یعنی خوش الحانی (اچھی آواز) اور بہترین لہجے غمگین آواز سے تلاوت کرو اور ہر حرف کو اس کے مخرج سے صحیح ادا کرو مگر گاکر (یعنی گانے وغیرہ کے انداز میں) تلاوت کرنا جس سے مد شد میں فرق آجائے (یہ) حرام ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 3/270)

پیارے بچو! قراٰنِ کریم اللہ پاک کا کلام ہے جو ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر نازل ہوا، قراٰنِ پاک میں لوگوں کے لئے ہدایت ہے، اس کا ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور اللہ و رسول کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

جس کتاب کی اتنی اہمیت وفضیلت ہے اسے اچھے سے اچھے انداز میں پڑھنا چاہئے اور اس کے لئے کوشش بھی کرتے رہنا چاہئے۔

اگر آپ درست تلفظ اور اچھی آواز کے ساتھ قراٰنِ کریم پڑھنا چاہتے ہیں تو اپنے قریبی مدرسۃ المدینہ میں داخلہ لیجئے اور اچھے انداز میں قراٰن پڑھنا سیکھئے اور حضور نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے خوش الحانی (یعنی اچھے لہجے) سے تلاوتِ قراٰنِ کریم کرنے کی کوشش کیجئے۔

اللہ پاک ہمیں قراٰنِ کریم کو اچھے انداز میں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حروف ملائیے!

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو کوئی شعبانُ المعظم میں روزانہ سات سو مرتبہ دُرودِ پاک پڑھے گا، اللہ کریم کچھ فرشتے مقرّر فرما دے گا جو اِس دُرودِ پاک کو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں پہنچائیں گے، اس سے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رُوحِ مُبارک خوش ہوگی پھر اللہ پاک اُن فرشتوں کو حکم دے گا کہ اِس دُرود پڑھنے والے کے لئے قیامت تک دُعائے مغفرت کرتے رہو۔ (القول البدیع، ص395)

پیارے بچو! شعبان اسلامی سال کا آٹھواں مہینا ہے۔ صحابیِ رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شعبان کا مہینا آتا تو مسلمان قراٰنِ پاک کی تلاوت میں مشغول ہوجاتے، اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کردیتے تاکہ کمزوروں اور مسکینوں کو بھی رمضان کے روزوں کی طاقت ملے۔ (ماذا فی شعبان، ص44) ہمارے بزرگانِ دین اس مبارک مہینے کو عبادت، تلاوت، ذکر و اذکار اور درودِ پاک پڑھنے میں گزارتے تھے۔ ہمیں بھی چاہئے کہ اس مہینے کو نیکیوں اور بالخصوص درودِ پاک پڑھنے میں گزاریں کہ اس مہینے کو درود کا مہینا بھی کہا گیا ہے۔

ر	ف	ر	ش	ت	ے	ہ	ز	م
ا	ی	ص	ا	ل	ش	و	ا	ب
ع	ب	ن	ی	ک	ی	ا	ں	ق
ت	ر	ن	م	ا	ز	ی	ح	ر
ل	ا	ش	ص	ا	د	ق	چ	و
ا	م	ع	ف	غ	ت	س	ل	د
و	ح	ب	د	ف	ع	ی	د	د
ت	ر	ا	ن	ب	ر	ی	ل	ع
ج	ع	ن	م	د	ر	و	د	ا

پیارے بچو! آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حروف ملا کر پانچ الفاظ تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ "صادق" تلاش کر کے بتایا گیا ہے۔ تلاش کئے جانے والے 5 الفاظ یہ ہیں: 1 شعبان 2 فرشتے 3 درود 4 تلاوت 5 نیکیاں۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

ماہِ قرآن

مولانا حیدر علی مدنی*

پیارے بچو! چند روز میں ہمارے پاس ایک بہت ہی معزز مہمان تشریف لانے والے ہیں تو ہم نے ابھی سے ان کے استقبال کی تیاریاں شروع کر دینی ہیں، مزید آپ کو اس حوالے سے ہمارے اسلامیات کے استادِ محترم سر بلال ہدایات (Guide lines) دیں گے، پرنسپل صاحب نے یہ کہتے ہوئے مائیک اپنے دائیں طرف کھڑے سر بلال کو پکڑا دیا۔ دراصل آج مہینے کا آخری جمعہ تھا اور سارے بچے دعائیہ اسمبلی میں ہی کھڑے تھے۔ قومی ترانہ پڑھ چکے تو پرنسپل صاحب نے یہ خوشخبری سنا کر سردی سے ٹھٹھرتے بچوں میں خوشی اور توانائی دونوں بھر دیئے تھے۔

سر بلال نے بسم اللہ اور درود پڑھ کر اپنی بات شروع کی: پیارے بچّو! ہمارے پاس ایک انتہائی معزز مہمان تشریف لانے والا ہے ہم اس کا سب سے انوکھا استقبال کرنے جا رہے ہیں، وہ استقبال کیسا ہو گا اور ہمیں اس کے لئے کیا کرنا ہو گا آیئے! میں آپ کو سمجھاتا ہوں: آج سے چودہ سو سال پہلے ہمارے پیارے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانے میں بھی وہ مہمان تشریف لانے والا تھا چنانچہ اس کے آنے سے پہلے ہی ہمارے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے پیارے صحابہ کو اس کے ایسے عظیم الشان استقبال کا حکم دیا تھا جیسا استقبال کسی نے کسی کا نہ کیا ہو گا، ہمارے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بیان فرمایا: اے لوگو! تمہارے پاس عظمت اور برکت والا مہینا تشریف لا رہا ہے، جس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس مہینے کے روزے اللہ پاک نے فرض کئے اور اس کی رات میں قیام نفل ہے، جو اِس میں نیکی کا کام کرے تو ایسا ہے جیسے کسی اور مہینے میں فرض ادا کیا اور اس میں جس نے فَرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دِنوں میں ستّر فَرض ادا کئے۔

سر: اس کا کیا مطلب ہے؟ نفل اور فرض والی بات پر معاویہ نے ہاتھ کھڑا کر کے پوچھا۔

سر بلال: یعنی اس مہینے میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض ادا کرنے کا ثواب ستّر فرض ادا کرنے کے ثواب کے برابر ملتا ہے۔ پھر ہمارے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مزید فرمایا: یہ مہینا صبر کا ہے اور صَبر کا ثواب جنّت ہے اور یہ مہینا غمخواری اور بھلائی کا ہے اور اس مہینے میں مؤمن کا رِزْق بڑھایا جاتا ہے۔ جو اِس میں روزہ دار کو اِفطار کرائے اُس کے گُناہوں کے لئے مَغفِرت ہے اور اُس کی گردن آگ یعنی جہنم سے آزاد کر دی جائے گی اور اِفطار کرانے والے کو وَیسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا۔ (دیکھئے فیضانِ رمضان، ص27)

سر اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں روزہ رکھنا ضروری نہیں ہے کسی کی افطار دعوت کر کے بھی ہم روزے سے بچ سکتے ہیں۔ نہم کلاس کے سفیان رضا نے پوچھا۔

سبھی اساتذہ مسکرانے لگے، سر بلال بولے: بچّو! روزے کا ثواب الگ چیز ہے اور روزہ الگ چیز، روزہ ہم پر فرض ہے جو صرف اور صرف رکھنے سے ہی ادا ہو گا۔ میرے خیال میں بچو اب تک تو آپ کو پتا چل ہی چکا ہو گا کہ کون سا معزز مہمان ہمارے پاس تشریف لا رہا ہے؟ سر بلال نے سفیان کے سوال

*مدرس جامعۃ المدینہ، فیضان آن لائن اکیڈمی

کا جواب دینے کے بعد اپنی بات دوبارہ شروع کرتے ہوئے پوچھا تو سبھی بچّوں نے سر ہلاتے ہوئے اونچی آواز سے "جی" کے ساتھ جواب دیا۔

سربلال: جی جی بچو! وہ معزز مہمان ماہِ رمضان ہی ہے جس کے استقبال کے لئے آج سے چودہ سو سال پہلے ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابہ کو تیار بھی کیا تھا لیکن وہ استقبال تھا عبادات کے لئے تیار ہونا اور بچو! رمضان جیسا معزز مہمان جو ہمارے پاس پورے سال کے بعد وہ بھی صرف انتیس یا تیس دن کے لئے آتا ہے اس کا تو ایسا ہی استقبال بنتا ہے کہ ہم اس ماہ میں سارے روزے رکھنے، تراویح پڑھنے، زیادہ سے زیادہ تلاوتِ قراٰنِ پاک کرنے، غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے، دوستوں اور رشتہ داروں میں افطار کی دعوت کے ذریعے خوشیاں بانٹنے کا پکا ارادہ بنائیں، آپ کو پتا ہے رمضانُ المبارک کو ماہِ قراٰن بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اسی میں اللہ پاک نے قراٰن پاک نازل فرمایا تھا، امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہمُ العالیہ فرماتے ہیں:

تجھ پہ صدقے جاؤں رمضاں! تُو عظیم الشان ہے
تجھ میں نازِل حق تعالیٰ نے کیا قرآن ہے

(وسائل بخشش، ص705)

تو سب سے اہم مقصد (Goal) جو ہم نے اس رمضان میں بنانا ہے وہ یہ کہ کم از کم ایک بار تو مکمل قراٰن مجید لازمی پڑھنا ہے لیکن احتیاط کے ساتھ زیادہ پڑھنے کے چکر میں غلط نہیں پڑھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ بجائے ثواب کے گناہ کما بیٹھیں لہٰذا جنہیں قراٰن اچھے سے پڑھنا آتا ہے وہ تو مکمل پڑھنے کا ارادہ بنائیں اور جنہیں صحیح نہیں آتا وہ یہ مقصد بنا لیں کہ اس رمضان میں لازمی کسی اچھے قاری صاحب سے قراٰنِ مجید پڑھنا سیکھوں گا یوں رمضان کا انوکھا استقبال بھی ہو گا اور وہ ہم سے خوش ہو کر بھی جائے گا۔

جملے تلاش کیجئے! پیارے بچّو! نیچے لکھے جملے بچّوں کے مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجئے اور کوپن کی دوسری جانب خالی جگہ میں مضمون کا نام اور صفحہ نمبر لکھئے۔

(1) جنہیں قراٰن اچھے سے پڑھنا آتا ہے وہ تو مکمل پڑھنے کا ارادہ بنائیں (2) بزرگ آئیں تو ان کے آرام وغیرہ کا اہتمام کرنا چاہئے (3) قراٰنِ پاک میں لوگوں کے لئے ہدایت ہے (4) اس مہینے کو درود کا مہینا بھی کہا گیا ہے (5) کھیلنے کے مواقع فراہم کریں۔

◆ جواب لکھنے کے بعد "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ایڈریس پر بذریعۂ ڈاک بھیج دیجئے یا صاف ستھری تصویر بنا کر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے Email ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔ ◆ 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی مجلس تقسیم رسائل کے تعاون سے مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں)

جواب دیجئے

(نوٹ: ان سوالات کے جوابات اسی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں موجود ہیں)

سوال 01: قراٰنِ کریم میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر کتنی مرتبہ آیا ہے؟

سوال 02: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کتنی احادیث مروی ہیں؟

› جوابات اور اپنا نام، پتا، موبائل نمبر کوپن کی دوسری جانب لکھئے › کوپن بھرنے (یعنی Fill کرنے) کے بعد بذریعہ ڈاک "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے پہلے صفحے پر دیئے گئے پتے پر بھیجئے › یا مکمل صفحے کی صاف ستھری تصویر بنا کر اس نمبر +923012619734 پر واٹس ایپ کیجئے › 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی مجلس تقسیم رسائل کے تعاون سے تین خوش نصیبوں کو مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں)

بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچّے کو نام کا دیتا ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (جمع الجوامع،3 / 285، حدیث:8875) یہاں بچّوں اور بچیوں کے لئے 6 نام، ان کے معنٰی اور نسبتیں پیش کی جارہی ہیں۔

بچوں کے 3 نام

نام	پکارنے کے لئے	معنٰی	نسبت
محمد	سِراج	سورج	رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صفاتی نام
محمد	عظیم	بزرگی اور عظمت والا	رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صفاتی نام
محمد	ذَکوان	ذہین	صحابی رضی اللہ عنہ کا بابرکت نام

بچیوں کے 3 نام

حَفصہ	خوبصورت	اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام
اُمِّ کُلثوم	پُرگوشت چہرے والی کی ماں	رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری شہزادی کا بابرکت نام
سَلمٰی	نجات پانے والی	صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام

(جن کے ہاں بیٹے یا بیٹی کی ولادت ہو وہ چاہیں تو ان نسبت والے 6 ناموں میں سے کوئی ایک نام رکھ لیں۔)

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لئے ہے۔

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 فروری 2025ء)

نام مع ولدیت:.................. عمر:...... مکمل پتا:..

موبائل / واٹس ایپ نمبر:.................................. (1) مضمون کا نام:.......................... صفحہ نمبر:......

(2) مضمون کا نام:.......................... صفحہ نمبر:...... (3) مضمون کا نام:.......................... صفحہ نمبر:......

(4) مضمون کا نام:.......................... صفحہ نمبر:...... (5) مضمون کا نام:.......................... صفحہ نمبر:......

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان اپریل 2025ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

جواب یہاں لکھئے

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 فروری 2025ء)

جواب 1:.. جواب 2:..

نام:........................ ولدیت:........................ موبائل / واٹس ایپ نمبر:........................

مکمل پتا:..

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان اپریل 2025ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

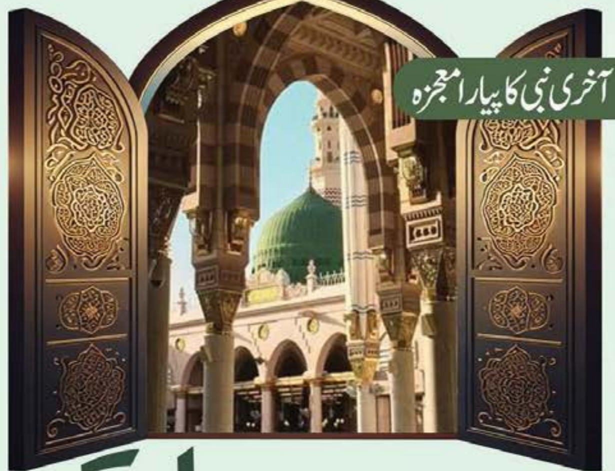

جسمِ مبارک کی خوشبوئیں

مولانا سید عمران اختر عطاری مَدَنی*

آخری نبی، محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا ایک قابلِ حیرت معجزہ یہ تھا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے جسمِ مبارک سے خوشبو آیا کرتی تھی، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے مساموں سے نکلنے والا مبارک پسینہ خوشبودار ہوا کرتا تھا بلکہ مبارک پسینے کی خوشبو اتنی جانفزا ہوا کرتی تھی کہ لوگ اسے بطورِ عطر استعمال کرنے کی جستجو رکھا کرتے۔

بہترین خوشبو

حضرت اُمِّ سُلیم صحابیہ رضی اللہُ عنہا سے مروی ہے کہ دوپہر کے وقت نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہمارے گھر تشریف لاتے اور قیلولہ (یعنی دوپہر کو آرام) فرماتے، میں سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے لئے بستر بچھا دیتی نیز رحمتِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو پسینہ زیادہ آتا تھا تو میں پسینہ مبارک جمع کرتی رہتی، ایک دن نبی اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: اے اُمِّ سُلیم! یہ کیا کر رہی ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اسے میں اپنی خوشبو بناؤں گی۔ ایک روایت میں ہے کہ ہم اس پسینہ مبارک سے بچوں کے لئے برکت حاصل کریں گے، یہ پسینہ مبارک ہر خوشبو سے بہتر خوشبو ہے۔ یہ سن کر فرمایا: تو نے درست کہا ہے۔[1]

جسمِ اقدس کی عطر بیزی

جہاں تک جسمِ مبارک سے خوشبو کی لپٹیں آنے کا تعلق ہے تو اس بارے میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے فجر کی نماز رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے ساتھ پڑھی، نماز سے فارغ ہو کر رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اپنے درِ دولت (گھر) جانے کے لئے نکلے تو میں بھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے ساتھ نکل کھڑا ہوا تو رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے سامنے کچھ بچے آگئے، حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ان میں سے ہر ایک کے رُخساروں پر (شفقت سے) مبارک ہاتھ پھیرا اور میرے رُخساروں پر بھی اپنا مبارک ہاتھ پھیرا، میں نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے مبارک ہاتھوں کی ایسی ٹھنڈک اور مہک محسوس کی گویا آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے عطر فروش کے صندوق سے ہاتھ نکالا ہو۔[2]

جسمِ اقدس کی خوشبو متلاشیوں کی راہنما

حضرت جابر رضی اللہُ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم نورِ مجسم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم جس راہ سے گزرتے اس راہ پر چلنے والے کو حضورِ اکرم کے پسینۂ خوشبودار کی وجہ سے معلوم ہو جاتا تھا کہ یقیناً یہاں سے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا گزر ہوا ہے۔[3]

عنبر زمیں عبیر ہوا مشک تر غبار
ادنیٰ سی یہ شناخت تری راہ گزر کی ہے

معجزے پر مشتمل ان روایات سے چند باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں۔

- جب ہمارے بڑے اور بزرگ آئیں تو ان کے آرام وغیرہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔
- حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے تبرکات سے برکت پانے کی نیت کرنا صحابہ وصحابیات کا طریقہ ہے۔
- برکت حاصل کرنے کے لئے تبرّکات کے حصول کی جستجو و کوشش جائز ہے اور یہ کرنی بھی چاہئے۔
- بزرگوں کی سیرت اور عادات واطوار پر غور و فکر کرنا، انہیں یاد رکھنا، ان سے سبق حاصل کرنا یا مفید پہلو اخذ کرنا اچھی بات ہے۔
- اگر ہمیں اللہ والوں کی شفقتوں سے حصہ ملے تو ہمیں وہ شفقت یاد رکھنی چاہئے، اسے اپنے لئے سعادت سمجھنا چاہئے نیز اچھی نیت سے دوسروں کے سامنے بیان کرنے میں بھی حرج نہیں۔

(1) مسلم، ص978، حدیث: 6056، 6057 (2) مسلم، ص978، حدیث: 6052 (3) دارمی، 1/45، حدیث: 66۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

ماں باپ کے نام

بچوں میں تخلیقی صلاحیت پیدا کرنے کے طریقے

مولانا ظہور احمد دانش عطّاری مَدَنی*

اولاد انسان کا بہترین سرمایہ ہے۔ یہ اس کی امیدوں اور خواہشوں کا سب سے بڑا مرکز بھی ہے۔ ہم میں سے کون ہے جو اپنی اولاد کے برے مستقبل کا تصور بھی کر سکے۔ لیکن اولاد کا اچھا مستقبل صرف خواہشوں اور تمناؤں کے سہارے وجود پذیر نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ایک واضح لائحہ عمل کی ضرورت ہے۔ ان ننھے بچوں کو باصلاحیت بنانے اور تخلیقی ذہن فراہم کرنے کیلئے ہم آپ سے کچھ Tips شیئر کریں گے جو آپ کے لئے تربیتِ اولاد اور انہیں creative mind بنانے میں مددگار ثابت ہوں گے۔

بچوں کو مٹیریل فراہم کریں
Provide Materials to children

اپنے بچوں کو ایسا مٹیریل فراہم کریں۔ جیسے بلاکس، اسی طرح ایسے کھلونے جنہیں توڑ جوڑ کر بچے کوئی تخلیقی کام کر سکیں۔ انہیں نقشے (Maps) لا کر دیں۔ مختلف امیجز کو جوڑنے کے لئے ٹکڑوں میں مٹیریل لا کر دیں جنہیں وہ جوڑ کر ایک مکمل پکچر بنا سکیں ایسے ہی دیگر کام بچوں کی تخلیقی صلاحیت کو پروان چڑھا سکتے ہیں۔

تخیلاتی کھیل کی حوصلہ افزائی کریں
Encourage Imaginative Play

بچوں کے لئے تخیلاتی کھیل میں مشغول ہونے کے مواقع پیدا کریں۔ جیسے مقدس مقامات، اہم تاریخی مقامات، اہم تاریخی چیزوں کے ماڈل بنانے کے حوالے سے کھیل ہی کھیل میں جیسے بیٹیوں کی دلچسپی کپڑوں کی سلائی برتنوں میں، جبکہ بیٹوں کی تیر بنانا، بلڈنگ بنانا، جہاز بنانا وغیرہ۔ تو انہیں ایسے کھیل کھیلنے کے مواقع فراہم کریں۔

مختلف سوچ کی حمایت کریں
Support Divergent Thinking

بچوں کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ مسائل کے متعدد حل پیش کریں اور مختلف نقطہ نظر کو تلاش کریں۔ صرف ”درست“ جواب تلاش کرنے پر توجہ مرکوز کرنے سے

*مدنی چینل فیضانِ مدینہ، کراچی

گریز کریں۔ بلکہ انہیں سوچنے کے کھلے مواقع فراہم کریں۔ ورنہ وہ تخلیقی سوچ سے محرومی والی سوچ میں پڑ جائیں گے۔

انہیں آرٹ سے روشناس کروائیں
Expose Them to the Arts

بچوں کو عجائب گھروں، آرٹ گیلریوں اور لیبز وغیرہ میں لے جائیں۔ اس سے ان کے نقطۂ نظر میں وسعت آئے گی۔

کھیل کے لئے وقت فراہم کریں
Allocate Time for Play

بچوں کو کھیل کے لئے وقت دیں جہاں وہ اپنی دلچسپیاں ظاہر کر سکیں اس سے انہیں آزادی اور تخلیقی صلاحیتوں کو فروغ دینے میں مدد ملتی ہے۔ جہاں وہ اپنا پوشیدہ پوٹینشل بھرپور انداز میں منوا سکتے ہیں۔

کھلے سوالات پوچھیں
Ask Open-Ended Questions

ہاں یا نہ میں سوال پوچھنے کے بجائے، کھلے سوالات پوچھیں جو تنقیدی سوچ اور تخلیقی صلاحیتوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، "آپ کے خیال میں کیا ہو گا اگر...؟" یا "آپ اس مسئلے کو کیسے حل کریں گے؟" اس سے بچے میں ہمہ جہت سوچنے کی صلاحیت پیدا ہو گی۔

تجربہ کرنے کی حوصلہ افزائی کریں
Encourage Experimentation

بچوں کو ایسے مواقع فراہم کریں جہاں وہ رسک لینا اور رسک کو ہینڈل کرنا سیکھ سکیں۔ ان کے اندر خوف ڈر ختم ہو۔ نئی چیزوں کو آزمانے میں آسانی محسوس کریں۔ انہیں ناکامی کے خوف کے بغیر مختلف نظریات اور طریقوں کے ساتھ تجربہ کرنے کی ترغیب دیں۔

کہانیاں پڑھیں اور سنائیں
Read and Tell Stories

ایک ساتھ کتابیں پڑھیں اور بچوں کو اپنی کہانیاں خود بنانے کی ترغیب دیں۔ اس سے ان کی تخیل اور کہانی سنانے کی مہارت کو فروغ دینے میں مدد ملتی ہے۔

تخلیقی اظہار کے مواقع فراہم کریں
Provide Opportunities for Creative Expression

بچوں کو تلاوت، نعت، تقریر، تحریر جیسے مواقع فراہم کریں۔ جہاں وہ پوری انرجی کے ساتھ اپنے فن اور اپنی قابلیت کا اظہار کر سکیں۔ ہر بات پر روک ٹوک اور ہر مرتبہ جیت جانے کا وہم ان کے دماغ میں مت پالیں۔ بلکہ انہیں کچھ کہنے اور کرنے کے مواقع فراہم کریں۔

تخلیقی صلاحیتوں کا جشن منائیں
Celebrate Creativity Skills

بچوں کی تخلیقی کوششوں اور کامیابیوں کو پہچانیں اور ان کے ساتھ مل کر خوشی کا اظہار کریں۔ اس سے ان کے اعتماد کو بڑھانے میں مدد ملتی ہے اور وہ اپنی تخلیقی دلچسپیوں کی تلاش جاری رکھتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ ہر بچہ منفرد ہوتا ہے، اس لئے تخلیقی صلاحیتوں کو پھلنے پھولنے کے لئے مختلف قسم کے تجربات اور مواقع فراہم کرنا ضروری ہے۔ امید ہے کہ یہ مضمون آپ کے لئے ایک اچھی معلومات کا ذریعہ ثابت ہوا ہو گا۔

ماہنامہ
اسلامی بہنوں کا فیضانِ مدینہ

بیٹیوں کی تربیت

بیٹیوں کے لئے تعلیمی ادارے کا انتخاب

اُمِّ میلاد عطاریہ*

تعلیمی ادارہ (Educational institution) ایک ایسی جگہ ہے جہاں مختلف عمر کے لوگ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ تعلیمی اداروں کا مقصد انسانوں کے کردار کو بہتر بنانا، ان کو اَخلاقی اقدار کا پابند بنانا اور شرم وحیا کے راستے پر چلانا ہے۔ تعلیمی ادارے جو انسان کو علم سکھاتے ہیں، ان میں دینی تعلیم سکھانے والے اداروں کا مقام اس اعتبار سے بلند ہے کہ وہ ایسے علم کی ترسیل میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں جبکہ دنیاوی علوم کو سمجھنا اس اعتبار سے لازم و مفید ہے کہ ان کے ذریعے انسان دنیاوی امور کو اَحسن طریقے سے سر انجام دے پاتا ہے۔ دینی اداروں کا کام جہاں علم کے فروغ میں اپنا کردار ادا کرنا ہے وہیں علم کے تقاضوں کو پورا کرنا اور طالبِ علموں کی تربیت کرنا بھی ان اداروں کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اگر ایک دینی ادارے میں ناظرہ قراٰن تو پڑھایا جائے مگر طلبہ کو عمل، خلوص اور ریاکاری سے بچ بچا کر زندگی گزارنے کا راستہ نہ دکھلایا جائے تو سمجھ لیجئے ایسا ادارہ حقیقت میں اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کر رہا ہے۔ اسی طرح وہ تعلیمی ادارے جو انسان کو دنیاوی اعتبار سے علم دیتے ہیں اور جہاں معاشرتی اور عمرانی علوم کے ساتھ ساتھ سائنسی علوم کے حوالے سے طلبہ تک علم کی ترسیل کی جاتی ہے اُن اداروں پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ قراٰن و سنت کی ان بنیادی تعلیمات سے اپنے طالبِ علموں کو ضرور آگاہ کریں جو ایک مسلمان کے لئے ضروری و لازمی ہیں۔ اگر کوئی انسان دینی و دنیاوی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ تو ہو لیکن وہ علم کے تقاضوں کو پورا کرنے کے بجائے غلط راستے پہ چل نکلے اور غرور، تکبر، ریاکاری اور خود پسندی کا شکار ہو جائے تو ایسے تعلیمی ادارے کو کسی بھی طور پر مثالی تعلیمی ادارہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ مثالی تعلیمی ادارے کی ذمہ داری جہاں انسان کو اچھے اخلاق سے آراستہ و پیراستہ کرنا ہے وہیں شرم و حیا کی دعوت دینا اور اس حوالے سے اس کی راہ نمائی کرنا بھی اس کی ذمہ داری ہے۔ جب ہم شرم وحیا کے حوالے سے کتاب و سنت کی تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ پاک کو حیا کا وصف بہت زیادہ پسند ہے۔ یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ حیا کی کس قدر اہمیت ہے لیکن بدنصیبی سے ہمارے معاشرے میں اس وقت تعلیمی اداروں میں تعلیم تو کسی حد تک دی جا رہی ہے مگر تربیت کے معاملے میں بہت زیادہ کوتاہیوں کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ اس طرف توجہ دینا ضروری ہے۔ تعلیمی اداروں میں غیر نصابی سرگرمیوں کے نام پر غیر اخلاقی سرگرمیاں ہونے لگی ہیں کہیں موسیقی کے نام پر، کہیں فحش ڈانس پارٹیز نے طلبہ و اساتذہ کا فرق مٹا کر رکھ دیا ہے۔ کہیں ہر ماہ موسیقی کے نام پر لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں اور ٹیلینٹ ایکسپو کے نام پر ڈانس کئے جاتے ہیں، ہم اس کو ترقی کا نام دے دیتے ہیں، ایک سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسے Concert منعقد کرنے سے کسی ماہرِ معیشت نے یہ کہہ دیا کہ اس سے آپ کا ملک ترقی کرے گا؟

ایک طالبِ علم کے تعلیمی دور میں اچھے اور بہترین تعلیمی ادارے کا انتخاب نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اور جب بات بیٹی کی تعلیمی ادارے کے انتخاب کی ہو تو والدین کو اور زیادہ حساس ہونا پڑتا ہے کیونکہ ایک بیٹی آنے والی نسلوں کی بہترین تربیت بھی ایسے ہی کرے گی جیسی خود حاصل کرے گی۔ بچپن ایک سادہ تختی کی مانند ہوتا ہے۔ اس پر جو کچھ لکھ دیا جائے وہ نقش ہو جاتا ہے۔ اگر عمر کے ابتدائی حصہ میں بیٹی کی تربیت کا اہتمام کیا جائے تو مستقبل میں وہ نسلیں سنوار سکتی ہے۔ یاد رہے! ہر مسلمان عاقل و بالغ مرد و عورت پر

* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

اُس کی موجودہ حالت کے مطابق مسئلے سیکھنا فرضِ عین ہے۔ اِسی طرح ہر ایک کیلئے مسائلِ حلال و حرام بھی سیکھنا فرض ہے۔ نیز مسائلِ قلب (باطنی مسائل) اوران کو حاصل کرنے کا طریقہ، باطنی گناہ اوران کا علاج سیکھنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔ مُہلکات یعنی ہلاکت میں ڈالنے والی چیزوں کے بارے میں ضَروری معلومات حاصل کرنا بھی فرض ہے تاکہ ان گناہوں سے بچا جاسکے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے فتاویٰ رضویہ، 23/623، 624) بد قسمتی سے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد فرض علوم سے ناآشنا ہے۔ جدید اور عصری تعلیم کے اداروں میں داخل ہوکر بچے اور بچیاں اپنی اسلامی شناخت کھوتے جارہے ہیں۔ کیونکہ یہ عام مشاہدہ ہے کہ جدید اور عصری تعلیم کے اداروں میں یونیفارم کے نام پر غیر مسلموں جیسا لباس پہننا ضروری سمجھا جاتا ہے گویا اس یونیفارم کے بغیر جدید اور عصری تعلیم کا حصول ممکن ہی نہیں۔ اسی طرح اسلامی روایات و تعلیمات کے بر عکس اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے بجائے ہیلو، ہائے، Good Morning, good afternoon، وغیرہ کہنا تعلیم یافتہ ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ جدید اور عصری علوم و فنون کے معروف اداروں میں وردی (Uniform) اور تہذیب کے نام پر جو بے حیائی و بے پردگی اور عریانی و فحاشی نظر آتی ہے اس میں جدید اور عصری علوم و فنون کا کوئی قصور نہیں بلکہ یہ تو ایک حماقت ہے کہ مسلمان غیروں کی نقل کرنے میں اس قدر آگے بڑھ چکے ہیں کہ سنتوں کو بھلا کر نہ صرف اَغیار کے فیشن اپنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں بلکہ غیر مسلموں جیسے لباس میں ملبوس ہونا بھی ان کے نزدیک عین سعادت بن چکا ہے حالانکہ جدید اور عصری علوم و فنون تو سنتوں بھرا اسلامی لباس پہن کر بھی حاصل کیے جاسکتے ہیں، جیسا کہ ہمارے مسلمان دانشوروں اور سائنسدانوں نے اسلامی تہذیب و تمدن کے دائرے میں رہ کر مختلف علوم و فنون میں ایسے کارہائے نمایاں سر انجام دیئے جو آج بھی جدید اور عصری علوم و فنون کی بنیاد سمجھے جاتے ہیں۔ فی زمانہ دنیوی تعلیم نہ تو معیوب ہے اور نہ ہی بُری بلکہ اس کے بغیر معاشرہ یقیناً بہت سی مشکلات کا شکار ہو جائے گا، اختلاف طریقۂ کار پر ہوتا ہے کہ اسلامی طریقۂ کار چھوڑ کر غیروں کے طریقے اپنا کر ان کو لازمی جز قرار دیا جائے اور اس سے جو فتنہ پیدا ہوتا ہے وہ معاشرے میں پھر تعلیم عام نہیں کرتا بلکہ بے حیائی عام کرتا ہے۔ اسلامی قوانین نافذ کر کے بھی عصری علوم سیکھے سکھائے جاسکتے ہیں اس کے لئے غیروں کی نقالی کرنا لازم نہیں۔ اسی لئے بیٹی کی تعلیم و تربیت کے لئے تعلیمی ادارے کا انتخاب کرتے وقت والدین کو ان تمام اُمور پر غور کرنا چاہئے کہ اُس تعلیمی ادارے میں ترقی اور جدّت کے نام پر کہیں فحاشی و عریانی تو عام نہیں ہو رہی؟ تعلیمی ادارے کی ریپوٹیشن کے نام پر بے حیائی کو تو فروغ نہیں دیا جا رہا؟ یونیفارم کے نام پر بے پردگی کو تو پروموٹ نہیں کیا جارہا؟ یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے۔

افسوس! لوگ فی زمانہ دینی معاملات میں بہت زیادہ سستی کا شکار ہیں۔ اس سستی کو چستی سے بدلنے کے لئے دعوتِ اسلامی خوب سر گرمِ عمل ہے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی ایسا تعلیمی ادارہ ہو جو دینی و دنیاوی تعلیم کا حسین امتزاج فراہم کرے جس میں پڑھنے والا نہ صرف باوقار مسلمان بنے بلکہ پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کر کے خود کفیل ہو کر معاشرے میں نمایاں مقام حاصل کرسکے۔ امیرِ اہلِ سنّت علامہ محمد الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ کے فیضانِ نظر سے ایک نہایت اہم شعبے کا قیام عمل میں آیا جس کا نام دارُ المدینہ ہے۔ دارُ المدینہ اسلامک اسکول سسٹم کا قیام نونہالانِ امت کو بنیادی دینی تعلیم کے ساتھ بہترین عصری تعلیم سے روشناس کرنے کے لئے عمل میں لایا گیا ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا واحد اسکول ہے جس میں Pre-Nursery سے بچہ علما کی صحبت میں رہے گا۔ دارُ المدینہ کے قیام کا بنیادی مقصد امتِ مصطفےٰ کی نوخیز نسلوں کو سنتوں کے سانچے میں ڈھالتے ہوئے دینی و دنیوی تعلیم سے آراستہ کرنا ہے۔

دارالمدینہ کا نصاب ❁ جدید تعلیم اور شرعی تقاضوں کے مطابق دارالافتاء اہلسنّت کا تصدیق شدہ تعلیمی نصاب ❁ بنیادی فرض علوم کا مکمل کورس ❁ مذہبی و اخلاقی تربیت ❁ عربی، اردو اور انگریزی زبان میں مہارت کے کورسز ❁ تین سالہ درسِ نظامی ❁ حفظِ قراٰن ❁ اسلامی فنانس ❁ معاشرتی علوم ❁ کمپیوٹر اسٹڈیز ❁ انفارمیشن سیکیورٹی ❁ تاریخ ❁ جنرل سائنس ❁ طبعیات ❁ حیاتیات ❁ کیمسٹری ❁ جسمانی نشوونما ❁ ماحولیاتی تعلیم ❁ حساب ❁ آرٹس ❁ ہوم اکنامکس۔ امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کی خواہش ہے کہ دارُ المدینہ کے اساتذہ باعمل، مدنی علما ہوں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دارُ المدینہ میں باصلاحیت مدنی علما کے ساتھ ساتھ مستند تدریسی عملہ مدنی علما کے زیرِ سایہ کام کر رہا ہے۔

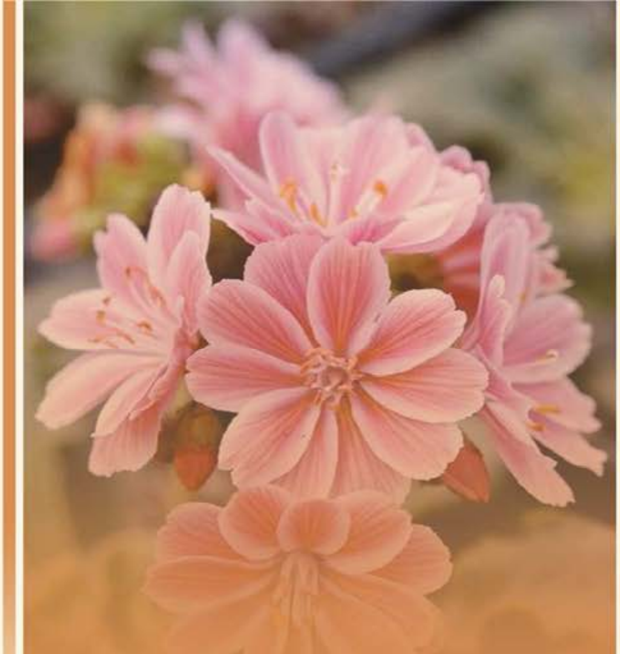

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

1 مردہ بیوی کے ہاتھ کو بوسہ دینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا شوہر اپنی مردہ بیوی کے ہاتھ کو بوسہ دے سکتا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قوانینِ شرعیہ کے مطابق بیوی کی وفات سے نکاح فوراً ختم ہو جاتا ہے اور شوہر اس کیلئے اجنبی ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے شوہر کا بلا حائل اسے چھونا جائز نہیں ہوتا، لہٰذا شوہر اپنی مردہ بیوی کے ہاتھ وغیرہ کو بلا حائل بوسہ نہیں دے سکتا، ناجائز و ممنوع فعل ہے، البتہ اپنی مردہ بیوی کا چہرہ دیکھنا، اسے کندھا دینا، قبر میں اتارنا وغیرہ تمام امور جائز ہیں، یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے، نہ قبر میں اتار سکتا ہے، نہ اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے یہ سب باتیں محض غلط ہیں ان کی شریعتِ مطہرہ میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

یادرہے کہ مذکورہ حکم شوہر کے اعتبار سے ہے، جہاں تک بیوی کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ شوہر کی وفات کے بعد بیوی اسے بلا حائل چھو سکتی ہے، اسے غسل بھی دے سکتی ہے، کیونکہ شوہر کی وفات سے نکاح فوراً ختم نہیں ہوتا، بلکہ جب تک بیوی عدت میں ہو مِن وَجہٍ نکاح باقی رہتا ہے، البتہ اگر شوہر نے مرنے سے پہلے طلاقِ بائن دے دی تھی، تو اگرچہ عورت عدت میں ہو غسل نہیں دے سکتی اور نہ ہی چھو سکتی ہے کہ طلاقِ بائن سے نکاح فوراً ختم ہو جاتا ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مصدق	مجیب
مفتی فضیل رضا عطاری	مولانا محمد سرفراز اختر عطاری

2 حاملہ عورت کے پستان سے نکلنے والے پانی کا حکم؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک حاملہ عورت کے حمل کا آخری مہینہ ہے، اس عورت کے پستان سے کبھی کبھار بغیر کسی بیماری اور تکلیف کے سفید پانی آتا ہے تو کیا یہ پانی ناپاک ہوگا؟ کپڑوں پر لگ جائے تو کیا حکم ہے اور کیا اس صورت میں وضو بھی ٹوٹ جائے گا؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پستان سے نکلنے والا وہ پانی وضو توڑتا ہے جو بیماری یا زخم کی وجہ سے نکلے اور بہہ کر ایسی جگہ پہنچ جائے جس کو وُضو یا غسل میں دھونا فرض ہے، جبکہ پوچھی گئی صورت میں پستان سے نکلنے والا سفید پانی کسی بیماری یا زخم کی وجہ سے نہیں ہے، لہٰذا اس کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا اور نہ ہی یہ پانی ناپاک کہلائے گا۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مصدق	مجیب
مفتی فضیل رضا عطاری	مولانا محمد سرفراز اختر عطاری

اے دعوتِ اسلامی تری دُھوم مچی ہے

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں

Madani News of Dawat-e-Islami

مولانا غیاث الدین عطاری مَدَنی*

ملک بھر میں قافلہ اجتماعات، ہزاروں افراد کی شرکت نگرانِ شوریٰ نے خصوصی بیانات کئے

دعوتِ اسلامی کے تحت 15 نومبر تا 15 دسمبر 2024ء تک ماہِ قافلہ منایا گیا۔ اس دوران سینکڑوں قافلوں میں ہزاروں عاشقانِ رسول پاکستان کے مختلف شہروں میں نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ ماہِ قافلہ میں ملک بھر میں بڑے پیمانے پر قافلہ اجتماعات منعقد کئے گئے۔ 15 نومبر کو فیضانِ مدینہ کاہنہ نو لاہور، 17 نومبر کو میونسپل ہائی اسکول گراؤنڈ نواب شاہ، 24 نومبر کو عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی، 8 دسمبر کو فیضانِ مدینہ جی الیون اسلام آباد، 9 دسمبر کو فیضانِ مدینہ شاہ جہانگیر روڈ گجرات، 10 دسمبر کو فیضانِ مدینہ نیو سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا، 11 دسمبر کو فیضانِ مدینہ سوساں روڈ مدینہ ٹاؤن فیصل آباد، 12 دسمبر کو فیضانِ مدینہ انصاری چوک شاہ رکن عالم کالونی ملتان اور 13 دسمبر کو فیضانِ مدینہ عباسیہ ٹاؤن بہاولپور میر جام غلام قادر اسٹیڈیم مین RCD روڈ حب چوکی بلوچستان سمیت دیگر مقامات پر قافلہ اجتماعات منعقد کئے گئے جن میں ہزاروں عاشقانِ رسول شریک ہوئے۔ ان اجتماعات میں نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطّاری اور دیگر مبلغین نے خصوصی بیانات کئے۔ نگرانِ شوریٰ کا کہنا تھا کہ اللہ کے نیک بندے علم دین حاصل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کے لئے بڑے بڑے فاصلے طے کیا کرتے تھے اور بے شمار فیوض و برکات پاتے تھے جبکہ آج لوگ دولت کے لئے طویل سفر طے کرتے نظر آتے ہیں۔ آج کے اس پُر فتن دور میں معاشرے میں بڑھتی ہوئی بے راہ روی سے خود کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے ہمیں راہِ خدا میں سفر کرنا ہوگا۔

فیضانِ مدینہ اسلام آباد میں پروفیشنلز Meet UP کا انعقاد

مدنی مرکز فیضانِ مدینہ سیکٹر G-11 اسلام آباد میں پروفیشنلز Meet up کا اہتمام ہوا جس میں مختلف شعبہ جات سے وابستہ پروفیشنلز و دیگر عاشقانِ رسول شریک ہوئے۔ Meet up میں نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطّاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے نماز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اس کو پابندی کے ساتھ باجماعت ادا کرنے کا ذہن دیا اور انہیں اپنے شعبے میں دعوتِ اسلامی کے ساتھ مل کر نیکی کی دعوت کو عام کرنے کی ترغیب دی۔ اس موقع پر اراکین شوریٰ حاجی محمد شاہد عطّاری، حاجی وقارُ المدینہ عطّاری، حاجی یعفور رضا عطّاری اور دیگر اسلامی بھائی بھی موجود تھے۔

دارُ المدینہ یونیورسٹی اور جامعۃ المدینہ بوائز کے ٹیچرز و اسٹوڈنٹس کا سیشن

14 نومبر 2024ء کو وفاقی دارُ الحکومت اسلام آباد G-11 میں واقع مدنی مرکز فیضانِ مدینہ میں دارُ المدینہ انٹر نیشنل یونیورسٹی میں ایک سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں ایجوکیشن، بینکنگ اینڈ فنانس، انگلش اور عربک ڈیپارٹمنٹس کے اسٹوڈنٹس سمیت جامعۃُ المدینہ کے طلبہ و اساتذۂ کرام شریک ہوئے نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطّاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے اسٹوڈنٹس کو دار المدینہ انٹر نیشنل یونیورسٹی کی افادیت بیان کرتے ہوئے ”علمائے کرام دین و اسلام کی ترویج و اشاعت میں کیا کردار ادا کرسکتے ہیں؟“ اس حوالے سے راہنمائی کی۔

دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے مختلف دینی و فلاحی کاموں کی جھلکیاں

ضلع بدین سندھ کے شہر ترائی میں 2024ء میں ہونے والی بارشوں

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ،
شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز، کراچی

کی وجہ سے سیم نالہ ٹوٹ گیا تھا اور نالے کا پانی گاؤں گوٹھوں میں جانے کے سبب کئی لوگ بے گھر ہو چکے تھے۔ پریشانی اور آزمائش کی اِس گھڑی میں دعوتِ اسلامی کے فلاحی شعبے FGRF کی جانب سے بے گھر ہونے والے افراد کے لئے FGRF نگران شفاعت علی عطاری نے وہاں جاکر لوگوں میں رہائش کے انتظامات کئے اور راشن سمیت دیگر اشیائے ضروریاتِ زندگی بانٹیں۔ ❁ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن حیدرآباد میں شعبہ رابطہ برائے وکلا دعوتِ اسلامی کے تحت سنتوں بھرے اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں صدر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن، جنرل سیکریٹری ہائی کورٹ اور سینیئر وکلا حضرات کی شرکت ہوئی۔ تلاوت و نعت کے بعد رکنِ شوریٰ حاجی یعفور رضا عطّاری نے سنتوں بھرا بیان کیا جس میں انہوں نے سیرتِ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چند پہلوؤں پر گفتگو کی۔ ❁ مسلم آباد سوسائٹی، کراچی کی جامع مسجد فیضانِ سنت میں دعوتِ اسلامی کے تحت داؤد یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس کے درمیان Meet up ہوا جس میں مختلف ڈیپارٹمنٹس کے اسٹوڈنٹس اور شعبہ تعلیم کے ذمہ داران شریک ہوئے۔ رکنِ شوریٰ عبد الوہاب عطاری نے گفتگو کرتے ہوئے اسٹوڈنٹس کی تربیت کی۔ ❁ مرکزی جامعۃُ المدینہ بوائز کاہنہ نولاہور میں ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ لائبریری کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ استاذُ الحدیث مفتی محمد ہاشم خان عطاری سلمہ الباری نے لائبریری کا افتتاح کیا جس کے بعد انہوں نے **"مطالعہ اور دارُ المطالعہ"** کے موضوع پر بیان کرتے ہوئے اُن کی اہمیت و افادیت پر گفتگو کی۔ لائبریری میں مکتبۃُ المدینہ کے کُتُب و رسائل سمیت دیگر علمائے کرام و مفتیانِ کرام کی کتابیں و تفاسیر بھی موجود ہیں۔ ❁ دعوتِ اسلامی کی جانب سے ڈیف کلب اسلام آباد میں **"غسلِ میت اور کفن دفن کورس"** کا اہتمام کیا گیا جس میں مبلغِ دعوتِ اسلامی نے شرکا کو کفن کاٹنے، پہنانے کا طریقہ بتاتے ہوئے غسلِ میت کے مراحل بیان کئے اور اس دوران کی جانے والی غلطیوں کی نشاندہی کی۔ ❁ جوہانسبرگ، ساؤتھ افریقہ کے علاقے Fordsburg میں واقع مدنی مرکز فیضانِ مدینہ سے متصل مقام پر شعبہ کفن دفن کے تحت "Funeral service" کا آغاز کر دیا گیا ہے جہاں میت کو غسل دینے اور کفن پہنانے کی سہولیات میسر ہیں۔ آغاز کے موقع پر کفن دفن کورس بھی منعقد ہوا جس میں مبلغِ دعوتِ اسلامی نے وہاں موجود مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے عاشقانِ رسول کو غسلِ میت دینے، کفن پہنانے اور اس کی احتیاطوں کے بارے میں بتایا نیز چند اہم مسائل سے بھی آگاہ کیا۔ ❁ حاجی علی رضا عطّاری (خادمِ امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ) کی والدہ کے انتقال پر خلیفۂ عطّار مولانا حاجی عبید رضا عطاری مدنی مدظلہ العالی کی ذمہ داران کے ہمراہ 11 نومبر 2024ء کو ان کے گھر واہ کینٹ، پنجاب آمد ہوئی جہاں انہوں نے مرحومہ کے لواحقین سے ملاقات کی۔ خلیفۂ عطّار نے اہلِ خانہ سے تعزیت کرتے ہوئے انہیں صبر کی تلقین کی اور فاتحہ خوانی کرتے ہوئے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔

ہفتہ وار رسائل کی کارکردگی (نومبر 2024ء)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ اور آپ کے خلیفہ حضرت مولانا عبید رضا عطاری مدنی دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ ہر ہفتے ایک مدنی رسالہ پڑھنے / سننے کی ترغیب دلاتے اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازتے ہیں، نومبر 2024ء میں دیئے گئے 4 مَدَنی رَسائل کے نام اور ان کی کارکردگی پڑھئے: (1) خوفِ خدا والوں کی نماز: 25 لاکھ، 58 ہزار 713 (2) علمِ دین کے بارے میں 22 سوال جواب: 26 لاکھ، 64 ہزار 115 (3) فیضانِ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ: 27 لاکھ، 64 ہزار 581 (4) منہ کی صفائی کے فائدے: 26 لاکھ، 64 ہزار 911۔

نومبر 2024ء میں امیرِ اہلِ سنّت کی جانب سے جاری کئے گئے پیغامات کی تفصیل

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ نے نومبر 2024ء میں نجی پیغامات کے علاوہ المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر، دعوتِ اسلامی) کے شعبہ **"پیغاماتِ عطّار"** کے ذریعے تقریباً 3479 پیغامات جاری فرمائے جن میں 578 تعزیت کے، 2752 عیادت کے جبکہ 149 دیگر پیغامات تھے۔ اِن پیغامات کے ذریعے امیرِ اہلِ سنّت نے بیماروں سے عیادت کی، اُنہیں بیماری پر صبر کا ذہن دیا جبکہ مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے مغفرت اور بلندیِ درجات کی دعا کی۔

دعوتِ اسلامی کی تازہ ترین اپڈیٹس کے لئے وزٹ کیجئے
news.dawateislami.net

شعبانُ المعظم کے چند اہم واقعات

تاریخ / ماہ / سن	نام / واقعہ	مزید معلومات کے لئے پڑھئے
پہلی شعبانُ المعظم 204ھ	یومِ وِصال شافعیوں کے امام حضرت محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شعبانُ المعظم 1438ھ اور ”فیضانِ امام شافعی“
پہلی شعبانُ المعظم 1382ھ	یومِ وِصال محدثِ اعظم پاکستان حضرت محمد سردار احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شعبانُ المعظم 1438ھ اور ”فیضانِ محدثِ اعظم پاکستان“
2 شعبانُ المعظم 150ھ	یومِ عرس حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شعبانُ المعظم 1438 تا 1443ھ اور ”اشکوں کی برسات“
3 شعبانُ المعظم 447ھ	یومِ وصال حضرت ابو الفرح محمد یوسف طَرطوسی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شعبانُ المعظم 1438ھ
5 شعبانُ المعظم 4ھ	یومِ ولادت نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1439 اور ”امام حسین کی کرامات“
16 شعبانُ المعظم 1358ھ	یومِ وصال حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شعبانُ المعظم 1438ھ
18 شعبانُ المعظم 1428ھ	یومِ وصال شرفِ ملت حضرت علّامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شعبانُ المعظم 1439ھ
21 شعبانُ المعظم 673ھ	یومِ وصال حضرت عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شعبانُ المعظم 1438ھ اور ”فیضانِ عثمان مروندی“
26 شعبانُ المعظم 1071ھ	یومِ وصال حضرت میر سیّد محمد کالپوی ترمذی قادری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شعبانُ المعظم 1438ھ
29 شعبانُ المعظم 1423ھ	یومِ وصال مرحوم نگرانِ شوریٰ حاجی محمد مشتاق عطاری رحمۃ اللہ علیہ	عطّار کا پیارا (مع 80 حکایات)
شعبانُ المعظم 9ھ	وصالِ مبارکہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری شہزادی حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شعبانُ المعظم 1438ھ
شعبانُ المعظم 45ھ	وصالِ مبارکہ اُمُّ المؤمنین حضرت بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا	ماہنامہ فیضانِ مدینہ شعبانُ المعظم 1438ھ اور ”فیضانِ اُمہاتُ المؤمنین“

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھئے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجئے۔

شعبان المعظم کی مناسبت سے قابلِ مطالعہ کتب و رسائل

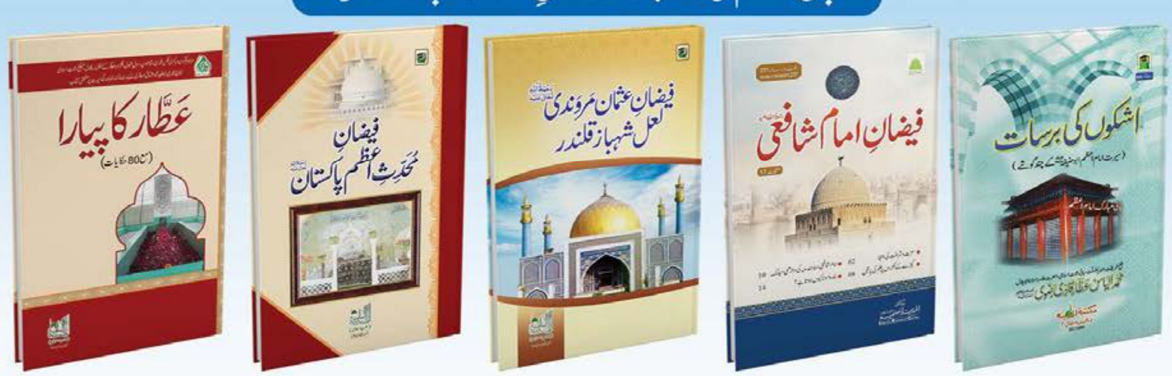

Monthly Magazine
Faizan-e-Madina
Februray 2025

ماہنامہ فیضانِ مدینہ

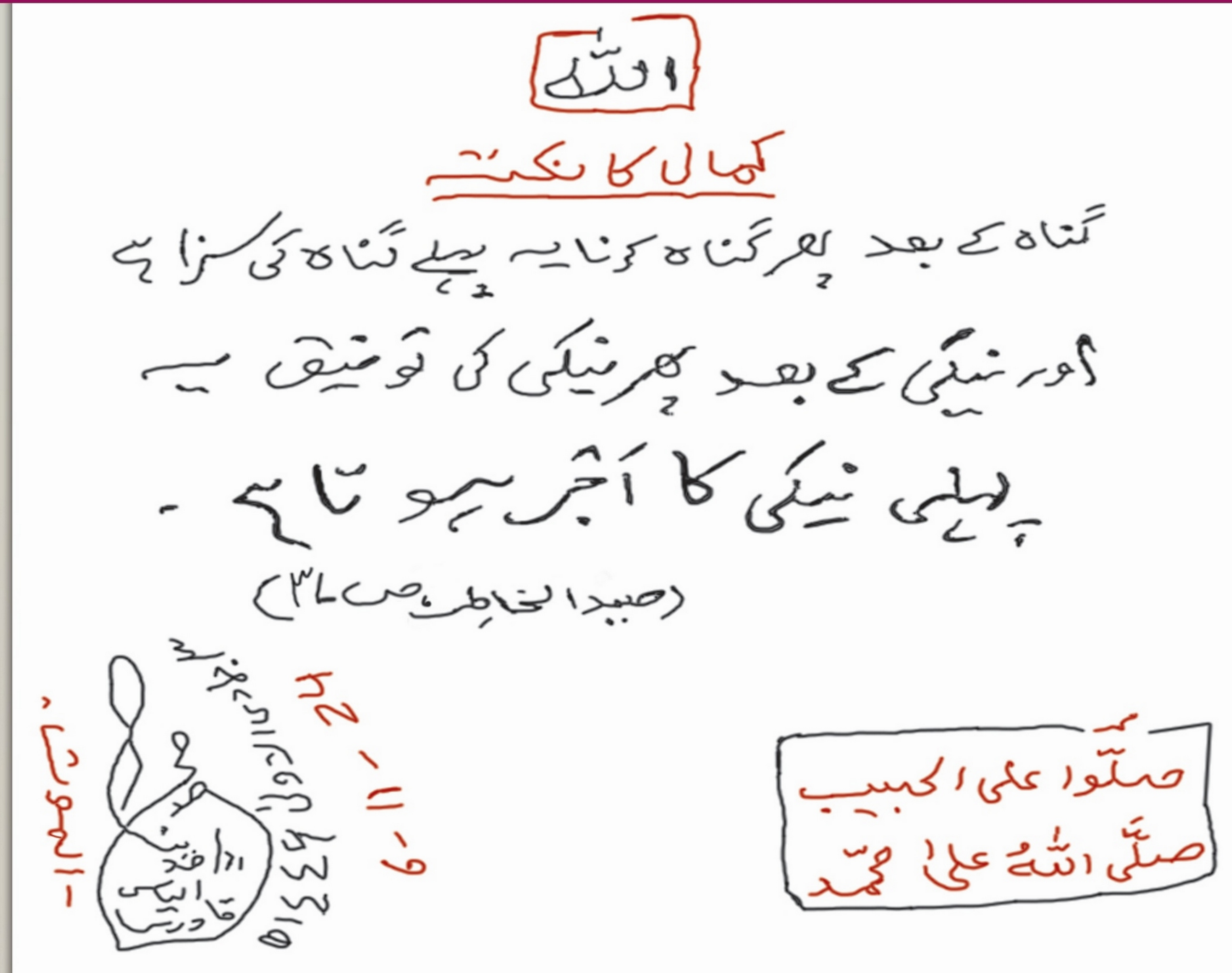
الله

کمال کا نکتہ

گناہ کے بعد پھر گناہ کرنا یہ پہلے گناہ کی سزا ہے اور نیکی کے بعد پھر نیکی کی توفیق یہ پہلی نیکی کا اَجر ہوتا ہے۔

(صید الخاطر، ص ۳۷)

صلّوا علی الحبیب
صلّی اللہ علیٰ محمد

کمال کا نکتہ

گناہ کے بعد پھر گناہ کرنا یہ پہلے گناہ کی سزا ہے اور نیکی کے بعد پھر نیکی کی توفیق یہ پہلی نیکی کا اَجر ہوتا ہے۔

(صید الخاطر، ص37)

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ ونافلہ اور دیگر عطیات (Donation) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے! آپ کا چندہ کسی بھی جائز دینی، اِصلاحی، فلاحی، روحانی، خیر خواہی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔

بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037

اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

978-969-722-770-9
01130294

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net